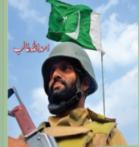
pot.com www.fac



ASADULLAH GHALIB Ay Watan k sajeely jawano

سنريرچم ميں ليٹی شہادت

ضياشامد

عام طور پرہمیں ٹی وی پر پہلے خبر سنائی دیتی ہے، پھر پچھ وقت گزرنے پر سبز پر چم میں لپٹا ہوالکڑی کا گفن جسے مقامی طور پرسلامی دے کرشہید کا جنازہ پڑھتے ہیں اور پھر آبادی سے باہر کسی شہر خموشاں میں وفن کر دیتے ہیں۔ ایسے میں اکثر ٹی وی چینلز پرشہید کے گھر والوں سے بات چیت دکھائی جاتی ہے۔ یہ بات چیت ہم نے 65ء اور 71ء کی جنگوں کے علاوہ کارگل کی جنگ میں بھی سی تھی ۔ سب شہیدوں کے گھر بہت معمولی اور سادہ ہوتے ہیں، ان کی خشک آ تھوں میں آنسونہیں ہوتے ، پھر بھی انہیں دکھے کراوران کی بات ہے۔ وہی جیٹے ، بھائی یا جیسے ہوتے ہیں ، ان کی خشک آ تھوں میں آنسونہیں ہوتے ، پھر بھی اللہ کاشکراوا کرنے کا انداز ۔ پھر بھی بھوا رکھے بچے بھی دکھائے جاتے ہیں جن کے سر سے سابھاٹھ گیا ، پھر بھی بڑے بوڑھے جاتے ہیں جن کے سر سے سابھاٹھ گیا ، پھر بھی بڑے بوڑھے ہوں کے والے میں بھیجیں گے۔

کچھ دیر کیلئے عزیز وں ، رشتہ داروں کا جھرمٹ اور شہید کی ہیوہ سے عور توں کا اظہار تعزیت ، پھر رفتہ رفتہ فام خاموشی جھا جاتی ہے۔ تیسرے دن قل کی تقریب ہوتی ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے ، پھر بعض گھروں میں دسویں اورایک مہینہ چندروز گزرنے پر چالیسویں کاختم ۔ تب تک قبر کی مٹی بھی خشک ہوجاتی ہے اور نئی اور ایک مہینہ کچھدن رُکے تھے ، اور نئی اور یرانی قبروں میں کوئی زیادہ فرق دکھائی نہیں دیتا ، تا ہم وہ آنسو جو شہادت کے بعد کچھدن رُکے تھے ،

اب وقاً فو قاً بہہ نطلتے ہیں۔ بچوں کی آتھوں میں ایک مستقل اور ہمیشہ رہنے والی اداسی چھاجاتی ہے۔ شہید کی بیوہ رفتہ رفتہ رفتہ گھر کے کاموں میں مصروف ہوجاتی ہے، شہید کا باپ بچوں کی طرف دیکھ کر دل ہی دل میں حساب رگا تا ہے کہ یہ کسن یقیم کب بڑے ہوں گے، تب شہید کی ماں کے اندر کا خلا بڑھتا جاتا ہے اور ایک مستقل غم اس کے سارے وجود کواپنی لیپٹ میں لے لیتا ہے۔ دلاسہ دینے والے آہتہ آہتہ التعلق ہوجاتے ہیں۔ پرسہ دینے والوں کی آوازیں خاموش ہوجاتی ہیں۔ شہید کے دوستوں اور ساتھیوں کوزندگی آگر بڑھنے بیں۔ پرسہ دینے والوں کی آوازیں خاموش ہوجاتی ہیں۔ شہید کے دوستوں اور ساتھیوں کوزندگی آگر بڑھیوٹا سا پر مجبور کرتی ہے۔ اب تو شہید کی قبر پر بھی بھار کوئی لاٹھی ٹیکتا ہوا بوڑھا نظر آتا ہے، اس کے پاس چھوٹا سا پہنے مورد کرتی ہے۔ اب تو شہید کی ٹھیک کر جسے آتھوں پر جماتا ہے اور پھر دیے لفظوں میں قرآنی آیات کی سخورہ ہوتا ہے، وہ اپنی عینک کوٹھیک طرح سے آتھوں پر جماتا ہے اور پھر دیے لفظوں میں قرآنی آیات کی سخورہ ہوتا ہے۔ تلاوت کرتا ہے۔ تلاوں کی بیٹا نظروں سے او پھل ہو گیا تھا، وہ اس کا آخری دن یا دکرتا ہے۔ جاتے ہیں، جیسے اس کا بیٹا نظروں سے او پھل ہوگیا تھا، وہ اس کا آخری دن یا دکرتا ہے۔

اس دن گھر میں بڑی چہل پہل تھی مگر ساتھ ہی ایک خاموشی دِلوں پر چھائی ہوئی تھی۔ بیٹے کی چھٹی ختم ہو
رہی تھی ، وہ بار بارا پنے بچے کا ماتھا چومتا اور اسے گلے لگا تا تھا، بیوی کو کھانے پکانے ہی سے فرصت نہیں تھی ،
تازہ کھانا وہ شو ہر کو کھلانا چاہتی تھی ، کوئی پکوان اسے ساتھ دینا چاہتی تھی ، تب بیٹے نے ماں باپ سے گزارش
کی تھی کہ وہ بچے کا خیال رکھیں ۔ وہ پڑھائی میں دل نہیں لگا تا، سکول سے واپس آ کر کھیل کو دمیں مصروف ہو
جاتا ہے۔

باپ اپنے بیچے کو بڑا آ دمی دیکھنا چا ہتا تھا، آخری دن اس نے اپنے '' نیج میٹ' کسی کولیگ کی بات نہ کی سخی، وہ باپ کی بیاری پرفکر مندتھا، بار بار کہتا تھا اور باپ کے ہاتھ پر ہاتھ پھیرتا جا تا تھا کہ دوا کھاتے رہیں، میں ڈیوٹی پر جا کراور دوا بھجوا دوں گا۔ وہ ماں کے گھٹنوں کے در دسے پریشان تھا، بار بار کہتا کہ زیادہ پیدل نہ چلا کرو، تیل گرم کرکے گھٹنوں پر اس کی مالش کیا کرو۔ اپنی بیوی کو کام کاج میں مصروف دیکھ کراس کا جی بے اختیار چا ہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر کیلئے ہی سہی ،اس کے پاس بیٹھ کر دُکھ سکھ کی بات کرے، مگر گھر میں بھی لوگ موجود تھاور بیوی کو باور چی خانے ہی سے فرصت نہیں تھی۔ موجود تھاور بیوی کو باور چی خانے ہی سے فرصت نہیں تھی۔

تب اس کے بچپن کے دوست ملنے آ گئے ، انہیں معلوم تھا کہ آج اس کی آخری چھٹی ہے ، وہ اسے ساتھ لے کربس کے اڈے تک چھوڑ نا چاہتے تھے ، تب اس نے باری باری سب کے گلے ملنا شروع کر دیا ، اس کے دوست خوش بھی تھے اور ممگین بھی۔خوشی اور کمی کا بید ملاپ بڑاد لچسپ تھا۔ وہ بار بار کہتے تھے، یاراس بارتمہاری چھٹی کا پیتہ ہی نہیں چلا۔ یوں دیکھتے ہی دیکھتے آخری دن آپہنچا۔ تب وہ ہناتھا، اب تو کافی دیر بعد چھٹی ملے گی۔ تب تک بیٹااگلی کلاس میں جاچکا ہوگا۔ خدا کرے مال کے گھٹوں کا در دختم ہوجائے اور باپ کا بلڈ پریشر اب کم نہ ہو۔ وہ بار بارکہتا تھا آپ خوراک اچھی کریں، باپ اس کی بات سن کر ہنساتھا، مور کھ ہے میرا بیٹا کھی۔کام کرنے والا ایک اور اس کی تھوڑی سی تخواہ میں مہینہ پورا کرنے والے تین بڑے اور دو چھوٹے۔ دُاکٹر تو بس بغیر سوچ بات کر دیتے ہیں۔ پروٹین لو، گوشت اور انڈے میں ہوتی ہے، تازہ پھل کھاؤاور دودھروزانہ پو۔

پھراس نے بیوی کی طرف دیکھا، شادی کے دن وہ گڑیاسی لگ رہی تھی مگراب استے سال گزرنے پراس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔ غربت اور مسلسل کا م سے اس کے خوبصورت ہاتھ اب کھر در ہے ہور ہے تھے۔ باپ نے اداس لہجے میں کہا تھا اگر مقد مے کا فیصلہ ہوجا تا تو ہمیں ڈیڑھا کیڑز مین ہی مل جاتی ۔ پچھ ہاتھ کھل جاتا۔ اس نے سوچا تھا کہ کاش! ہمارے ہاں نظام انصاف میں اتنی دیر نہ ہوا کرے۔ برسوں سے وہ سب تھوڑی سی زمین کیلئے کوشاں تھے جس پر زمیندار نے قبضہ کیا تھا۔ ہر بارڈیوٹی پر جاتے ہوئے باپ کی زبان سے یہی الفاظ ہوتے تھے، مگر یہ بجیب انصاف تھا جس کے تحت آخری فیصلہ ہونے کا نام نہ لیتا تھا۔

بڑا بیٹا سیانا تھا،کیکن چھوٹا ابھی بہت چھوٹا تھا،اسے تو یہ بھی علم نہ تھا کہ مضبوط اور تو انا باز وؤں کا جوسہارا اس کوگزشتہ ایک ماہ سے اپنے گردمحسوس ہور ہاتھا آج اس سے دُور ہوجائے گا۔لیکن بڑے بیٹے نے اصرار کرنا شروع کر دیا تھا کہ وہ بھی ابا کو چھوڑنے بس اڈے تک جائے گا۔ بوڑھا باپ بھی یہی چاہتا تھالیکن وہ اور اس کے دوست مصر تھے کہ بچہ تھک جائے گا اور چاہے میں اتنی ہمت نہیں ہے، بس کے اڈے تک کوئی سوار ی نہیں مل سکتی تھی ، دوستوں نے تو سائیکلوں پرسفر کرنا تھا اور ایک سائیکل کی پچھلی سیٹ پر اسے بٹھانے کا فیصلہ کیا

تبوہ سب گھرسے نکلے،ان کے سامنے بیوی نے زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکالاتھا، مگراس کی نظریں کہدر ہی تھیں کہ خیرنال جا وَاور جلدی واپس آنا۔ مال نے اس کے سرپر ہاتھ پھیراتھا، وہ تو اس کا ہاتھ ہی نہیں چھوڑ تی تھی، تب باپ نے مصنوعی خفگی سے کہا،اب بیٹے کو جانے بھی دو۔ بوڑھا خودتھوڑ اپریشان ہو گیا تھا، اکلوتے بیٹے کی مہینوں غیرحاضری میں وہ خودکو تنہامحسوس کرتا تھا، مگر گھر میں دوسروں کو دکھانے کیلئے وہ اپنے

www.facebook.com/kurf.ku

اوپر جبر کرتااورصبر کامظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کوڈانٹتا۔اسے کسی کا آنسو بہاناا چھانہیں لگتا تھا، ہاں بچہرو دیتا تووہ اسےاپنے ساتھ لپٹا کرپیارکرتااوراس کی کمرپر ہاتھ پھیرتا۔

سارے دوست ہنتے مسکراتے گھرسے نکلے تھے، مال دروازے ہی میں کھڑی رہی تھی۔ شایدوہ بیٹے کو نظروں سے اوجھل ہوتے ہوئے آخر تک دیکھنا چاہتی تھی۔ باپ چند قدم چل کر راستہ میں آن کھڑا ہوا تھا، اس کے ہاتھ میں بچے کا ہاتھ تھا۔ بیوی اپنی ساس کے ساتھ گم صم کھڑی تھی۔

وہ جلد ہی نظروں سے غائب ہو گیا تھا، بعد میں اس کے دوستوں نے بتایا کہ وہ بس اڈے پرکی گھنے انظار کرتے رہے تھے، بس جسے آنا تھا، وہی سوار بال اتار کرواپس جانے والی تھی، وہ دوستوں کواپنی یونٹ کی بارجب باتیں سنا تار ہا، وہ سب خوش تھے، بچپن اور لڑکین کے دوست اس کی قسمت پررشک کرتے تھے، ایک بارجب اس نے گھر میں ہوتے ہوئے بھی باپ کے کہنے پر پوری یونیفارم پہنی تھی تو دوست اسے دیکھنے آئے تھے۔ وہ یونیفارم میں کتنا ہجیلا اور با نکا لگتا تھا، وہ اس کے کندھوں پر لگے ہوئے نشان دیکھنے رہے تھے، ان میں سے ایک نے تواسے چھوکر بھی دیکھا تھا۔

وہ دوستوں کوفوج کی کہانیاں سنا تا رہا، اس کی ڈیوٹی بہت دُورگی ہوئی تھی، وہ دہشت گردوں کی صفائی پر مامور تھا، یہاں زندگی بہت مشکل تھی، وہ کشمیر میں کنٹرول لائن پرلڑ چکا تھالیکن وہاں آسانی تھی۔ سرحد کے دوسری طرف دشمن تھا اور اس طرف اپنے لوگ۔ یہاں عقب سے، دائیں اور بائیں سے کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن وزیرستان کی بیلڑ ائی ایک مشکل مرحلہ تھی۔ یہاں دشمن جا بجاچھیا بیٹھا تھا اور جب اسے موقع ماتا وہ جملہ کر دیتا، اس کے کتنے ہی ساتھی اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے، مگروہ سب پورے ملک کیلئے، اس کے لوگوں کیلئے دیتا، اس کے کتنے ہی ساتھی اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے، مگروہ سب پورے ملک کیلئے، اس کے لوگوں کیلئے دہشت گردوں سے جنگ لڑ رہے تھے جنہوں نے برسوں سے عام آ دمی کا جینا حرام کررکھا تھا۔ اس کی سمجھ میں دہشت گردوں سے جنگ لڑ رہے تھے جنہوں نے برسوں سے عام آ دمی کا جینا حرام کررکھا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ تا تھا کہ وہ جن کیلئے لڑ رہا تھا وہ سب آپس میں کیوں لڑ رہے ہیں؟

بس آئی اورجلدی سواریاں اُتار کر دوبارہ مسافروں کو بٹھانے لگی۔ تب اس نے آخری دوست سے گلے ملتے ہوئے کہا، یار ہم اس ملک کو دہشت گر دوں سے صاف کر رہے ہیں، خدا کیلئے آپس میں مت لڑو، ایک دوسرے سے جائے ہوئے کہا، یارہ مائی حیارہ قائم کرو، جوروکھی سوکھی ملتی ہے اسے بانٹ کر کھا ؤ،کوئی بھوکانہیں مرے گا۔

یہ ساری باتیں اس کے دوستوں نے اس کی شہادت کے بعد غمز دہ باپ کو بتائی تھیں ، تب سے وہ بوڑھا ہر شخص سے ایک ہی بات کرتا ہے'' میرا بیٹا شہید ہوگیا ،اس کا آخری پیغام بیتھا کہ خدا کیلئے آپس میں مت لڑو، ایک دوسرے سے بھائی چارہ قائم کرو، جوروکھی سوکھی ملتی ہےا سے بانٹ کر کھاؤ، کوئی بھوکانہیں مرےگا۔ تب اس کی ویران آنکھوں سے آنسو بہہ نگلتے ہیں اور وہ بچکیاں لے کررونے لگتا ہے۔ بیدا یک شہید کے گھرانے کی کہانی ہے۔اسداللہ غالب کی کتاب ایسی بہت سی کہانیوں سے بھری ہوئی ہے۔ بیغازیوں کارزم نامہ ہے اور شہیدوں کا شاہنامہ۔

قصر ہند کاغرور خاک میں

یہ 27 اپر بل 1972ء کی ایک گرد آلود دو پہر ہے۔قصور سرحدی علاقے بین کسی مقام پرایک پروقار تقریب اپنے جوہن پر ہے۔ تمام تر ہما ہمی کے باوجود ماحول پرافسردگی کی کیفیت طاری ہے۔ جزل آفیسر کمانڈنگ میجر جزل عبدالمجید ملک کے اعزاز میں مقامی بریگیڈئیر کی طرف سے ایک ضیافت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نیم لفطین سے لے کر کرنل اور برگیڈیئر تک تمام افسر موجود ہیں۔ اس بھری محفل میں بریگیڈئیر (اب میجر جزل) محم ممتاز خان (ستارہ جرائت) کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی ہے۔ اسی فر بین اور دلیرافسر نے اس بریگیڈ کی کمانڈ کی ہے جس نے سینی والا میں بھارت کے بظاہر نا قابل تنجیر دفاع کو ملیا میٹ کر کے نے اس بریگیڈ کی کمانڈ کی ہے جس نے سینی والا میں بھارت کے بظاہر نا قابل تنجیر دفاع کو ملیا میٹ کر کے بیس رزبا نیس گنگ ہیں بگر دلوں کے درمیان رابطہ قائم ہے۔ لبوں پر مہر خاموثی ہے بگر روعیں آپس میں ہم کمام ہیں۔ بالا خرسکوت ٹو شا ہے اور بریگیڈ ئیرعبدالقادر خاں آگے بڑھر کر جزل مجید ملک سے میرا تعارف کراتے ہیں۔ ''اردو ڈائجسٹ'' کے ذکر پر ایک معنی خیز قبقہ بلند ہوتا ہے۔ بعض نگا ہوں میں ہمدردی کے جذبات کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے اور پھولوگوں کی پیشائی پر افسراندا نداز کی شکنیں نمودار ہوتی ہیں اور جذبات کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے اور پھولوگوں کی پیشائی پر افسراندا نداز کی شکنیں نمودار ہوتی ہیں اور گھائی کھول میں ہموجاتے ہیں۔

''سوال سيجيئ''۔ جنرل مجيد غير متوقع طور پرخوشگوارموڈ ميں ہيں۔

''ایک ڈویژن کمانڈر کی حیثیت سے آپ کی نظر میں حسینی والا کے اس مختصر سے علاقے کی اہمیت کیا ہے؟۔''

وشمن کے لئے بیعلاقہ ایک برج ہیڑ کی حیثیت رکھتا تھا۔ جنگ سے پہلے ہمیں مسلسل اطلاعات موصول ہو رہی تھیں کہ فیروز پور میں وسیعے پیانے پر فوجوں کا اجتماع ہور ہا ہے۔نومبر کے آخر میں یہاں دوانفنٹری ڈویژن اورا کیک بکتر بند ڈویژن پہنچ سے جھے ہے۔ بس یہی کسر باقی تھی کہ دشمن اپنا بکتر بند ڈویژن ہیڈورکس کے راستے گزار کراس علاقے میں مور چہ بند ہوجائے اور پھراچا تک لا ہور پر چڑھ دوڑے۔ یقیناً بیصور تحال پریشان کن ثابت ہوتی الیکن ہم نے اس کی نوبت نہ آنے دی۔ ویسے بھی اس علاقے میں پیری میٹر، قصر ہند، ریلوے بند، او لیکے اور راجو کے پوسٹ کی صورت میں دشمن نے مشحکم ترین قلعہ بندیاں کر رکھیں تھیں۔ اسے اپنے اس دفاع پر بجاطور پر ناز تھا، لیکن ہم نے اسلام کی عظیم ترین حربی روایات کو شعل راہ بنایا اور دیوانہ وار اندر ہی اندر بھستے چلے گئے اور فولا داور سیمنٹ کے بنگروں کو دشمن کا قبرستان بنا کے رکھ دیا۔ ہمارے سربکف اندر ہی اندر گھستے چلے گئے اور فولا داور سیمنٹ کے بنگروں کو دشمن کا قبرستان بنا کے رکھ دیا۔ ہمارے سربکف مجاہدوں کی برق رفتار پیش قدمی کے پیش نظر انڈین بکتر بند ڈویژن کے لا ہور پر یلخار کرنے کے ار مان حسرتوں میں بدل کررہ گئے اور دونوں انفنٹری ڈویژن فیروز پور کی دوسری دفاعی لائن بھی چھوڑ کر سرپٹ جمال کھڑے ہوئے۔

و مین فوا کد سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ حینی والا ہیڈ ورکس کا کنٹرول بھی ہمارے ہاتھ میں ہے۔اب بیکا نیر کینال اورا بیٹرن کینال ساراسال خشک پڑی رہیں گی اور فیروز پور، فرید کوٹ اوررا جستھان کی زرعی معیشت کا جنازہ دھوم دھام سے اٹھے گا۔ دشمن کی دھرتی کی کو کھسی صورت بھی ہری نہیں ہوسکتی۔ اس کے علاوہ بھگت سنگھا ور دت کی یا دگار بھی ہمارے قبضے میں ہے۔ یہ ہندوؤں اور سکھوں کا نہایت مبترک مقام ہے۔ یہاں ہرسال میلہ لگتا ہے،لیکن اب کے دشمن سنلج کے دوسرے کنارے پر بیٹھا کف افسوس مل رہا ہے۔ جنرل ملک ایک ہی سانس میں ڈھیرساری با تیں کہد دیتے ہیں۔

''اپنے جنگی منصوبے پر ممل درآ مدکرتے وقت مشکلات بھی پیش آئی ہوں گی؟''میں پوچھتا ہوں۔
''جب معرکہ عروج پر ہوتو عموماً تمام کاغذی منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور مقامی کمانڈرول کوز مینی صورتحال کے پیش نظرا پی تدابیر پر نظر ثانی کرنا پڑتی ہے، لیکن ہمیں کسی ایسے نازک مرحلے سے دوجا رنہیں ہونا پڑا۔ ہرکام منصوبے کے مطابق اور وقت مقررہ پر انجام پایا۔ چند چھوٹے موٹے مسائل نے سراٹھایا بھی، مگر فوری طور پر ان کاعل تلاش کرلیا گیا۔ دشمن کی مزاحمت حدسے زیادہ تھی اور وہ کسی قیمت پر بھی اس علاقے سے دست بر دار ہونے کو آمادہ نظر نہ آتا تھا۔ ہمارے کی افسروں کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ اس کے باوجود سربکف مجاہدوں کے حوصلے جوال رہے اور وہ انتقام کی آگ میں جلتے ہوئے قلعہ بند پر مردانہ وار یلغار کرتے رہے۔ افسروں اور جوانوں کے اسی جذبہ ایمانی اور شوق شہادت نے جنگی

منصوبے کو کامیا بی سے ہمکنار کردیا۔"

'' دشمن پرسامنے سے وار کیوں کیا گیا؟ کیا میمکن نہ تھا کہ سی پہلو سے پیش قدمی کی جاتی اور مقابلتاً کم جانوں کی قربانی دے کردشمن کو گھیر لیتے۔''

جنرل ملک پلیٹ سے شامی کباب اٹھا کر منہ میں ڈالنے والے ہیں۔لیکن پھر ہاتھ روک لیتے ہیں اور میرے طویل سوال پر کچھ دیرخاموش رہنے کے بعد جواب دیتے ہیں:

''پہلو سے جملہ کرنے کا نتیجہ یہی ہوتا کہ دشمن کو ہیڈ ورکس کے راستے کمک بھیجنے کا موقع مل جاتا اور وہ اپنی پوزیشن مضبوط کر لیتا۔ ہم بھی ونڈ کی طرف سے مرکزی حملہ کرتے تو ایک ایک پوسٹ کور وندتے ہوئے جب آخر میں ہیڈ ورکس کا رخ کرتے تو وشمن''شاندار'' استقبال کے لئے تیار ہوتا۔ ممکن تھا ہم پیچھے ہی دریائی رکا وٹوں میں پھنس کررہ جاتے اور ہیڈ ورکس کے اصل دفاع پر حملے کی نوبت ہی نہ آتی۔ اس طرف قدرتی رکا وٹوں کی بنا پر ٹینک بھی زیادہ دور تک پیادہ دستوں کو ساتھ نہ دے سکتے۔ ظاہر ہے اس طرح نتائج بالکل رکا وٹوں کی بنا پر ٹینک بھی زیادہ دور تک پیادہ دستوں کو ساتھ نہ دے سکتے۔ ظاہر ہے اس طرح نتائج بالکل برکس نکلتے مہینوں کے غور وخوض کے بعد ہم نے دشمن کے سر پر وار کرنے کا منصوبہ بنایا۔ یہاں پختہ سڑک پر رات اور دن میں کسی وقت بھی ٹینک استعال کئے جاسکتے ہیں۔ ہیڈ ورکس ادھر سے بھی پچھے زیادہ دور نہیں، ایک ہی ساس پر قبضہ کیا جاسکتا تھا اور ایسا ہوا بھی۔ اس سے دشمن کی سپلائی لائن بھی کٹ گئی، جوائی حملہ ایک ہی اور فرار کا راستہ بھی بند کر دیا گیا۔''

جزل ملک کی توجہ پھرکھانے پرمرکوز ہوجاتی ہے۔قدرےتو قف کے بعد میری طرف دیکھتے ہوئے کہتے میں:

''اگرکسی آ دمی کے ہاتھ پاؤں اور ٹانگیں کا نے دی جائیں تو بھی وہ سانس لیتار ہے گا اور زندگی کی رفتی اس میں باقی رہے گی۔ کیوں نہاس کی شدرگ ہی کا نے دی جائے تا کہ معاملہ جلدی ختم ہو۔ میرا فیصلہ بھی بہی تھا اور جنگی منصوبے کی اٹھان اس نظریئے پرتھی۔ ہم نے سامنے سے دشمن کی شدرگ پر ہاتھ ڈلا، کیکن ساتھ ساتھ اسے پورے محاذ پر فریبی حملوں میں الجھا کرختم کردیا۔ میرے جنگی منصوبے میں قابل ذکر بات ہے کہ حملہ اسی نفری سے کرایا گیا جو پہلے سے دفاع میں گئی ہوئی تھی۔ ریز روکو حرکت میں نہیں لایا گیا۔ اس طرح میں بہت بڑا خطرہ مول لے رہا تھا۔ اول تو دفاع پوزیشنیں خالی کرنا پڑتیں اور اگر پچھٹوج دفاع پر بھی بٹھائی جاتی تو حملہ کرنے والی نفری بہت کم رہ جاتی ، حالانکہ عام اصولوں کے مطابق حملہ کرنے کے لئے تگئی تعداد کی

ضرورت پڑتی ہے مگریہاں تو قوت کا توازن برابر بھی نہ تھا۔ بہر حال بیخطرات مول لئے گئے اور کا میا بی نے ہمارے قدم چوہے۔''

''کیا جنگی منصوبہ تیار کرتے وقت دشمن کے جوابی حملے کے امکانات پر بھی غور کیا گیا؟'' ''جی ہاں،تمام پہلوز پر بحث آئے۔ہمارے اندازے کے مطابق دشمن کے جوابی حملے کے امکانی راستے تھے:

1- تھیم کرن قصورروڈ

2-فيروز پورقصورروڈ

3-واچ ٹاورگٹی نمبر 9

ہمیں شک تھا کہ یہاں دشمن نے تابع پر کشتیوں کا پل تغمیر کررکھا ہے۔ زیادہ تر جوابی حملے کا اندیشہ ادھرہی سے تھا، مگر دشمن نے دوسراراستہ اختیار کیا۔ ابھی ہیڈورکس اور مضافات میں ہمارا حملہ عروج پرتھا کہ ٹینکوں کی مدد سے جوابی حملہ شروع ہوگیا۔ ساتھ ہی دشمن کے توپ خانے کی تمام یونٹوں نے اپنافائر یہیں پر مرکوز کر دیا۔ اس وقت آڑے سراٹھا نامشکل تھا۔ مگر وہاں کوئی آڑ بھی کب میسرتھی! ہمارے جوان سڑک کے عین درمیان مینکوں کے سامنے لیٹ گئے اور قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے انہوں نے دشمن کی جوابی یلغار کونا کام بنا دیا۔ بوکھلا ہٹ میں بھار تیوں نے تابع کا بل بھی اڑانے کی کوشش کی۔ اس سے ان کا ایک ٹینک بھی دریا میں جا

ایک طرح سے میرے سوال کا بیکمل جواب ہے لیکن شاید جنرل ملک اس سوال کی اصل چیجن کومحسوس نہیں کرسکے۔

تقریب اختیام کوپینج چکی ہے، میں جلدی سے ایک اور سوال داغ دیتا ہوں: ''جنگ میں مختلف پلٹنوں کے ایکشن کے بارے میں جناب کی کیارائے ہے؟'' جزل مجید کمال فراست ہے پہلو بچا لیتے ہیں۔''بیسوال متعلقہ پلٹنوں سے پوچھئے۔ بیر ہے پنجاب والے اوروہ دیکھئے بلوچ والے۔ہرایک اپنااپناا یکشن بہتر طور پراور تفصیل کے ساتھ بتاسکتا ہے۔''

بلوچ رجمنٹ کے کمانڈنگ آفیسرلیفٹینٹ کرنل حبیب احمد (ستارہ جراُت) کا چہرہ مسرت کے جذبات سے تمتما اٹھتا ہے۔ وہ تشکر بھری نظروں سے اپنے ڈویژن کمانڈر کی طرف دیکھتے ہیں۔ان کی رہنمائی میں بلوچ رجنٹ کی ایک نوعمر بٹالین نے اپنے جی اوسی کے جنگی منصوبے کو کامیا بی سے ہمکنار کرنے کے لئے مرکزی کر دارا داکیا ہے۔۔۔۔۔اور یوں میجر جنر ل عبدالمجید ملک آنے والی نسلوں کے لئے قومی تاریخ میں ایک شانداراورعظیم ورثے کا اضافہ کرتے ہیں۔

بلوچ رجنٹ کی طوفانی پلٹن

کرنل حبیب کی پلٹن اپریل 71ء میں اٹھائی گئی ہے۔اس لحاظ سے بیسب سے کم عمریونٹ ہے،لیکن شعلہ بار کمانڈنگ آفیسرنے جوانوں کے اندرجذبہ جہاد کوٹ کر بھردیا ہے۔عسکری اوراخلاقی تربیت اس نہجے پر کی گئی ہے کہ اعلیٰ کمانڈرییسو چنے پرمجبور ہو گئے ہیں کہسی بھی ناخوشگواروفت پریپلٹن پرانی یونٹیوں کی بہ نسبت کہیں عدہ اور بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرے گی بیاس محنت کا نتیجہ ہے جو کرنل حبیب نے تقریباً دیوانوں کی طرح شب وروز کی ہےاور جوانوں کواس قابل بنایا ہے کہان پراس قندراعتما د کیا جا سکے.....د ہلی کے ایک سید گھرانے میں پیدا ہونے والا بیرکزل اینے جوانوں کے لئے ایک ہردلعزیز اور شفیق باپ کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ جراُت اور شجاعت کا پیکر ہے، جذبات واحساسات کا مجسمہ ہے، بے پناہ قوت ارادی اورعسکری صلاحیتوں کا ما لک ہے،اولوالعزمی میں بےمثال ہےاور نا زک ترین وقت میں بھی دانشمندانہ فیصلہ کرنے میں یکتا۔وہ صاحب شمشیروسناں ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قلم بھی ہے۔اسے سرسیداحمہ خاں اورخواجہ حسن نظامی ایسے مشائخ روزگار کی قرابت داری کا شرف حاصل ہے۔ وہ غنیم کے سامنے کوہ آتش فشاں کی طرح پھنکارتا ہے،کیکن دوستوں کی محفل میں انکساری اور عاجزی کا روبیہا ختیار کرتا ہے۔ وہ گولہ و بارود کے جہنم میں طوفان کی طرح بچرتا ہے،لیکن گل وگلزار میں''جوئے نغمہ خواں'' کی مثال ہے۔ بلوچ ر جنٹ کی اس تھی منی بٹالین کے پہلے کرنل کواپنے شیر دل اور سر بکف سیاہیوں برمکمل اعتماد ہے۔اسی بناء پر وہ حسینی والامحور میں مشکل ترین فریضے سے عہدہ برآ ہونے کا چیلنج قبول کرتا ہے۔ بریگیڈ کی طرف سے اس پلٹن کودرج ذیل ٹاسک دیا گیاہے:

1-ریلوے بند۔

2-قصر ہنداورار دگر د کا علاقہ۔

3- ديپال پورنهر كاشال مغربي بنديل تك _

اس کے علاوہ بعض دیگر کاموں کے لئے تیار رہنے کا حکم بھی دیا گیا جن کا ذکر ابھی مناسب نہیں محولہ بالا ٹاسک کے پیش نظر کرنل حبیب نے اپنی بٹالین کے حملے کے لئے یہ منصوبہ تیار کیا ہے:

(1)۔میجرزامدیاسین (ستارہ جراُت) کی کمان میں بی کمپنی اپنی جے سی پی اورٹورسٹ انفارمیشن بیورو کےعلاقے میں حملے کی ترتیب اختیار کرے گی اور پھر آ گے بڑھ کرریلوے بند پردشمن کےمور چہصاف کرتی ہوئی قصر ہندیر قبضہ کرے گی۔

(ب) ۔ میجر محمد حنیف ملک شہید (ستارہ جرائت) کی زیر کمان اے کمپنی کیکر پوسٹ کے بالمقابل دیالپور نہر کے شال مغرب بند پر حملے کی ترتیب اختیار کرے گی اور پھر سرکنڈوں اور ہاتھی گھاس میں سے گزرتے ہوئے بند کے او پر آئھ سوگز تک دشمن کی مزاحمت ختم کرتی ہوئی نہر کے بل پر قبضہ کرے گی۔

(ج) ۔سی کمپنی کے دو بلاٹون سیکنڈ لیفٹینٹ محمد حسین اور صوبید ارصفدر علی شاہ (تمغہ جرائت) کی قیادت میں آزادانہ طور پر جسی پی سے قصور فیروز پور روڈ پر پیش قدمی کریں گے۔اس طرح سڑک کے دونوں طرف دشمن کے ان مورچوں کو برباد کیا جائے گا جونہر کے کنارے اے کمپنی پراور ریاوے بند کی طرف فی کمپنی

(د)۔ میجر محمد اشرف کی زیر قیادت ایک ایڈ ہاک سمپنی کھڑی کی جائے گی جس میں سی سمپنی کا باقی ماندہ ایک پلاٹون اور ہیڈ کوارٹر سمپنی کے دو پلاٹون شامل ہوں گے۔ ہیڈ کوارٹر سمپنی کے دونوں پلاٹونوں میں ارد لی، رنر ، انٹیلی جنس ،سگنلز اور اس قتم کا دوسرادفتریعملہ ہے۔

ایڈ ہاک تمپنی کوبطور ریز رواستعال کیا جائے گا۔لیکن اصل حملے میں ہیڈ کوارٹر کے دو پلاٹون کرنل حبیب کے ساتھ نہر کے بند پر چلے جاتے ہیں اور ایک پلاٹون میجراشرف کے زیر کمان بچھڑ کرقصر ہند پر جا نکاتا ہے۔ بعد میں میجراشرف کو ہریگیڈ کمان سے حکم ملتا ہے کہ وہ اپنے پلاٹون کے ساتھ شلج کے بل اور ہیڈ ورکس کی طرف بڑھے۔ طرف بڑھے۔

(ہ)۔ ٹینکوں کے دوٹروپ بلوچ رجمنٹ کی مدد کے لئے دیئے جائیں گے۔ ان میں ایک ٹروپ صفر ساعت پرحرکت میں آ جائے گا اور جے تی پی پر کھڑا ہو کر دشمن کے ریلوے بند کو گولہ باری سے اڑا دے گا۔ بعد میں وہ آ گے بڑھ کراے اور نی کمپنی کی مدد کرتا ہوا بل پر جاکر پوزیشن لے لے گاتا کہ دشمن کے جوانی حملے کورو کئے میں آ سانی رہے لیکن حملے کے وقت پورے کا پورااسکواڈرن سڑک پر پیش قدمی کرتا ہوا نہر کے بل

تک جا پہنچتاہے۔

13 دسمبر کی سہ پہر کو جونہی بیخبر ڈویژنل آپریشن میں میجر جنزل عبدالمجید ملک کو موصول ہوتی ہے کہ پاکستان کے ازلی وابدی دشمن نے اب مغربی سرحدوں پر بھی وسیع پیانے پر بلغار شروع کردی ہے تو وہ غصے سے دانت پینے لگتے ہیں اور رذیل دشمن کو عبرتناک سبق سکھانے اور اس محاذیر اسے پہل کے فوائد سے محروم کرنے کے لئے گنڈ اسکھ والا کے علاقے میں متعین دفاعی بریگیڈ کو طے شدہ جنگی منصوبے کے تحت حرکت میں آنے کا تھم دیتے ہیں۔

بریگیڈ کمانڈر (اب میجر جنزل) محمد ممتاز خال (ستارہ جرائت، ہلال جرائت) اس وقت بخار میں تپ رہے ہیں۔ انہیں بار بارہ سپتال جانے کامشورہ دیا جاتا ہے، کیکن وہ صور تحال کی سنگینی کے پیش نظرا پنا ہیڈ کوارٹر چھوڑنے پر بالکل تیار نہیں۔ اس حالت میں بلوچ رجمنٹ کے کمانڈنگ آفسر کرنل حبیب احمد کوطلب کرتے ہیں اور حملے کی مختصری ہدایات دے کررخصت کردیتے ہیں۔

وقت بہت کم ہے، حملہ آ وردستوں کو ابھی منظم بھی کرنا ہے اور پھر تین جارمیل کی مسافت طے کر کے جے سی پی پر بھی پہنچنا ہے۔خدشہ بیہ ہے کہ دشمن کہیں پہل نہ کر دے اور بنا بنایا کھیل بگڑنہ جائے۔

کرنل حبیب کی جیپ کئے بھٹے اور گرد آلودراستوں پر پوری رفتار سے دوڑ رہی ہے۔اس کارخ بٹالین ہیڈ کوارٹر کی طرف ہے جہال تمام کمپنی کمانڈر بہلے ہی جمع ہو چکے ہیں۔ان میں میجر محمد حنیف ملک بھی ہے جو ٹھیک دو گھٹٹے بعد شہادت کی خلعت سے سرفراز ہوجا تا ہے۔اس وفت ٹیلی فون کی گھٹٹی بجتی ہے۔میجر ملک جلدی سے ریسیورکان سے لگا تا ہے۔ان کا ایک صوبیدار نبی بخش لائن پر ہے۔''سرہمیں آج حکم ملاہے کہ جبتی بی کے سامنے نہر کے بند پر کرنل کا مورچہ تیار کرنے جائیں۔''

''ہونہہ!''میجرحنیف ملک شرارت آمیزہنسی ہنستاہے۔

''سر، آپ کوشکار کا بہت شوق ہے نا، میرا خیال ہے میں آپ کی بندوق بھی لیتا چلوں تا کہ آپ وہاں آئیں، تو شکار سے جی بہلاسکیں۔''

'' پیگے نبی بخش،آج شکاروا فرتعدا دمیں میسرآئے گا۔خدا کی شم،مزا آجائے گا۔''

میجر حنیف کھلکھلا کر ہنس پڑتا ہے۔ادھرلائن کے دوسرے سرے پر نبی بخش کی سمجھ میں کچھ ہیں آتا کہ

صاحب کوآج نداق کی کیاسوجھی ہے۔

اسی اثناء میں کرتل حبیب ہیڈکوارٹر میں داخل ہوتا ہے۔ نتیوں کمپنی کمانڈرمودب کھڑے ہوجاتے ہیں۔ کرتل انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہے اور پھر نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ حملے کے احکامات دے کر رخصت کردیتا ہے تا کہوہ جوانوں کوفوراً تیار کر کے مقام اجتماع کی طرف روانہ ہوجائیں۔

میجر حنیف ملک اپنی کمپنی میں پہنچتا ہے: صوبیدار نبی بخش ورکنگ کے لئے چند جوان اکٹھے کر رہا ہے۔
میجر نئے احکامات سنا تا ہے تو جوان خوثی سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ وہ مہینوں سے اس ساعت کا انظار کر
رہے ہیں۔ اب ان کے تمام بندھن ٹوٹ گئے ہیں اور فرط مسرت سے اچھل پڑتے ہیں۔ صوبیدار نبی بخش
ایخ پلاٹون کو جمع کرتا ہے اور انہیں صور تحال کی نزاکت کا احساس دلاتا ہے۔ 'ایک طرف تمہارا خون ہے اور دوسری طرف بہوبیٹیوں کی عزت کا سوال ہے۔ اگرخون کی قربانی دو گے تو عزت محفوظ رہے گی خون بچاؤ گئے عزت کا سودا کرنا پڑے گا۔''

جوان چلا کر جواب دیتے ہیں:''ہم اپنا خون پیش کریں گے، ہم اپنے گلے کٹوا کیں گے کیکن عز توں کا سودانہیں ہونے دیں گے۔''

ادھرمیجرحنیف ملک اپنے والد کا خطر پڑھ رہاہے جو آج ہی کی ڈاک میں اسے موصول ہواہے۔اس سے پہلے میجر ملک ایک خط میں اپنی تین سالہ بچی صاعقہ سے وعدہ کر چکا ہے کہ وہ اسے دہلی اور آگرہ کی سیر کرائے گاور نہ گھروالیں نہیں آئے گا۔

ایک اور مقام پرصوبیدار صفدرا پنے پلاٹون کے سامنے جہاد اور ایثار کے موضوع پر تقریر کر رہا ہے:
"موت سے خوفز دہ ہونے کی ضرورت نہیں، ہزار گولیاں بھی جسم سے پار ہو جائیں، تمہارا پچھ نہیں بگاڑ
سکتیں۔سوائے اس کے کہ گولی کسی نازک جلہ پر لگے،لیکن شہات کی موت حیات جاودانی کا آغاز ہے اور یہ
کم ہی لوگوں کونصیب ہوتی ہے۔"

مقام اجتماع پر مختلف کمپنیاں پہنچ رہی ہیں۔کھانے کا وقت بھی ہو چکا ہے کین کھانے کا ہوش کسے ہے!
سبھی جذبہ جہاد سے سرشار ہیں۔ بھوک پیاس کا تو سوال ہی پیدانہیں ہوتا۔ اپنی ماں بہنوں کا بھی کسی کو خیال
نہیں،صرف ایک دھن ہے، دشمن پر قہر خدا بن کر ٹوٹ پڑیں اور اسے پجپیں سالہ شرارتوں کا مزا چکھا کیں۔
صرف اسی صورت میں ان کی اپنی ہی نہیں کروڑ وں ماؤں ، بہنوں کی عفت وعصمت محفوظ رہ سکتی ہے۔
کرنل حبیب کی جیپے نمودار ہوتی ہے۔ جوان زورشور سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں۔ کرنل اونجی آ واز میں

مخاطب ہوتاہے:

"میرے بچو! میرے پاس کوئی خاص تھم نہیں، اس لئے تھم نہیں کہ میرے پاس وقت نہیں۔ کمپنی کمانڈروں نے تہ ہیں سب بچھ بتا دیا ہوگا۔ یا در کھوجس مقدس مقصد کے لئے قوم اور ملک نے ہمیں تیار کیا ہے اسے انجام دینے کا وقت آ گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہتم بیکام کر سکتے ہو۔ صرف چالیس منٹ باقی ہیں اور تہہیں حملے کی جگہ (جس پی کا علاقہ) میں پہنچنے کے لئے دومیل کا فاصلہ بھی طے کرنا ہے۔ آ گے بڑھواور رشمن کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دو۔ ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرو۔ جلدی کرو۔ آ گے بڑھو۔ دوڑو دارا حافظ!"

ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں اتر تا چلا جا تا ہے۔جذب وشوق فزوں تر ہور ہاہے۔ دسمبر کی ٹھنڈی شام ہونے کے باوجود جوانوں کا خون کھولنے گلتا ہے۔ کرنل نے جوانوں کونعرے بازی سے روک دیا ہے تا کہ دشمن کواجا نک اور تخیر کے عالم میں جالیں۔

کرنل جیپ میں سوار ہوکر آگے چلا گیا ہے۔ پیچھے پیچھے جوان ایک قطار میں تقریباً دوڑ رہے ہیں۔منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے ان کے پاس بہت کم وقت ہے۔ میجر حنیف ملک مقابلتاً بھاری جتے کا ہے کیکن آج اس کی پھرتی بھی لائق دیدہے،وہ اپنی پوری کمپنی سے آگے ہے۔

مارچ کرتے وفت مختلف کمپنیوں کی تر تیب پیہے:۔

1- میجرزامدیاسین کی بی سمپنی۔

2- صوبيدار صفدر على شاه كايلا ثون _

3-سىئىدلىفىنىنىڭ محمىسىن كايلالون _

4-میجرمحمرحنیف ملک کی اے کمپنی

5-بٹالین کا تدبیراتی ہیڈکوارٹر

6-میجرمحمداشرف کی ایڈیاک تمپنی۔

سفیدہ بند پر پہنچتے ہیں تو وہاں کرنل حبیب انتظار میں کھڑا ہے۔ بریگیڈئر کے تدبیراتی ہیڈکوارٹرز سے کیپٹن اعجاز حسین دوڑتا ہوا آتا ہے، وہ ہانپتی لرزتی آواز میں ایک ضروری پیغام دینے لگتا ہے تو کرنل اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے:'' بیٹا پہلے سانس درست کرلو، پیغام بعد میں دیے لینا۔''

اسی جگہ تمام جوان اور افسرایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں۔ کچھ پیتہیں جنگ میں سے کون زندہ نے کر آئے گا اور کون شہادت کا مرتبہ حاصل کرے گا۔ کرتل حبیب ایک کمپنی کما نڈر کو بڑے جوش سے جینچ رہا ہے۔
بعد میں صوبیدار صفدر پر نظر پڑتی ہے۔ اس کے سر پر لو ہے کا ہیلمٹ نہیں ہے۔ خود کرنل کی بھی یہی حالت ہے۔ صوبیدار صفدرا پنے کما نڈر کی نظریں بھانپ لیتا ہے اور کپڑے کی ٹوپی سرسے اتار کر ہوا میں لہراتا ہے اور کہتا ہے 'جناب، یہاس بات کی علامت ہے کہ کوئی خوف وخطر نہیں۔''

کرنل حبیب جیپ میں بیٹے کر دوبارہ آگے کی طرف چل کھڑا ہوتا ہے۔ ابھی وہ بل سے بچاس ساٹھ گز دور پہنچا ہے کہ اپنا توپ خانہ شیلنگ شروع کر دیتا ہے۔ جیپ مزید آگے بڑھتی ہے تواس کے اوپر سے مشین گن کے ٹریسررا وُنڈ گزرتے ہیں۔ ڈرائیور کمال ہوشیاری سے جیپ کودائیں بائیس موڑ لیتا ہے اور فائز کی زد سے باہرنکل جاتا ہے۔ تقریباً سوگز آگے کرنل حبیب عبوری مقام پر کھڑ ہے ہوکر بٹالین کا انتظار کرتا ہے۔ یہ جگہ کیکر پوسٹ سے کوئی دوسوگز ہیچے دیپالپور نہر کے مغربی کنارے پر ہے۔ یہاں سے جوانوں کونہر میں سے گزرکرا ہے ایے مقصود کی طرف حملہ کرنا ہے۔

کرنل حبیب اپنے سکنلر سے دریافت کرتا ہے کہ ابھی ہریگیڈ کے تدبیراتی ہیڈکوارٹر سے اسالٹ وائر کے ذریعے رابطہ قائم ہوا ہے یانہیں۔ واضح رہے کہ بیتار عام ٹیلی فون لائن سے قدر سے مختلف اور مضبوط ہوتی ہے۔ سگنلز نفی میں جواب دیتا ہے۔ اس اثناء میں جوان نہر عبور کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کرنل چلا چلا کر جوانوں کے جذبہ جہادکومہیزلگار ہاہے۔''جائے گی، جائے گی، بلوچ رجمنٹ جائے گی۔''

نہر میں دو تین فٹ گہرا پانی ہے جوانوں کے لئے یہ کوئی رکا وٹنہیں۔نہر کے وسط میں پہنچتے ہیں۔ تو دشمن کا توپ خانہ بے پناہ فائر کھول دیتا ہے۔ گولے پانی میں بھٹ رہے ہیں۔ پانی میں تلاظم بر پا ہوجا تا ہے۔ جوان چھینٹوں سے بھیگ رہے ہیں۔ گولوں کے کلڑوں سے انہیں زخم پر زخم آرہے ہیں کیکن وارفکی شوق انہیں کشال کشال آگے ہی آگے لئے جارہی ہے۔

تین گھرومجاہدریکالیس رائفل اٹھائے اگلے کنارے پر پہنچنے والے ہیں کہ بھاری توپ کا ایک گولہ عین ان کے درمیان پھٹتا ہے۔ نتیوں جوان اس جگہ جان، جان آفریں کے سپر دکر دیتے ہیں۔ سینی والا کی دھرتی نے پاک فوج کے جیالوں کی قربانی لینا شروع کر دی ہے۔ ان میں سپاہی رفیع اللہ بھی خاک وخون میں لتھڑا پڑا ہے۔اس کے گورے چٹے چہرے سے خون کا فوارہ پھوٹتا ہے۔ گرم گرم خون افق پرشفق کی طرح حیکنے لگٹا ہے۔ پاک فوج کے دوسرے جوان اس کے خون کی حدت محسوس کرتے ہیں، انتقام کا جذبہ شدید سے شدید تر ہوجا تا ہے۔

جنگ میں دشمن کے جوکاغذات پکڑے گئے ہیں،ان سے پتہ چلا ہے کہ دشمن نے اس عبوری مقام کو (ڈی ایف،اس اوالیس) مقرر کر رکھا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ توپ خانہ اپنے پرائے کی تمیز کئے بغیر فائز ایک خاص جگہ پر مرکوز کر دیتا ہے۔ بیفائز اس وقت دیا جاتا ہے جب بیایقین ہو جائے کہ حملہ آورکورو کئے کی تمام تدبیریں ناکام ہو چکی ہیں۔

بٹالین کے تدبیراتی ہیڈکوارٹر کا رابطہ بریگیڈ کمان سے ہو چکا ہے۔کرٹل حبیب بنگر میں بیٹھا ہوالمحہ لمحہ کی خبریں پیچھے بھیج رہا ہے۔اس وقت وہ اپنی بٹالین کا اعصا بی مرکز ہے۔اسے پورے معرکے کے دوران میں اسی جگہ بیٹھ کرجوانوں کوکنٹرول کرنا ہے۔

ایڈ ہاک تمپنی کا کمانڈرمیجرمحمداشرف کرنل کوسیلوٹ کرتا ہے:''سر! مجھے بھی حملے میں جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔''

''تمہاری کمپنی ریزرومیں رکھی گئ ہے تا کہا گرکسی طرف ہماراحملہ رک جائے تو وہاں بطور کمک بھیجا جا سکے۔''

''مجھے پیچھے بیٹھے رہنا ہرگز پسندنہیں۔میجراشرف اصرار کرتا ہے اور کرنل اسے حرکت میں آنے کی اجازت دے دیتا ہے۔

''میرے خیال میں میجر حنیف ملک کی اے کمپنی کا ٹاسک سب سے زیادہ دشوار ہے، بہتریہی ہے کہتم بھی اس کے پیچھے نہر کے شالی مغربی بند پر پیش قدمی کرو۔'' کرنل کا بیآ خری فیصلہ ہے۔

تقریباً پانچ دس منٹ کے بعد کرتل حبیب بریگیڈ کمان کواطلاع دیتا ہے کہاس کی پوری بٹالین نہر پارکر
کے حملے میں جا چکی ہے۔اس کے بعد کرتل اپنا تدبیراتی ہیڈ کوارٹر چھوڑ دیتا ہے اورخود بھی اپنے ان'' بچول''
کے بیچھے چل پڑتا ہے جنہیں اس نے مہینوں کی محنت شاقہ اور تربیت کے بعد آگ اور بارود کے قیامت خیز طوفان میں آ گے بھیجے دیا ہے۔ بیان کی کڑی آ زمائش کا وقت ہے اور کمانڈنگ آفیسر لیفٹینٹ کرتل حبیب احمد الیسی سامیں تنہا چھوڑ نانہیں جا ہتا۔

دییالپورنہرکے کنارے

میجر محد حنیف کی اے کمپنی کو سخت ترین کام دیا گیا ہے۔انہیں سر کنڈوں اور خار دار جھاڑیوں کے دشوار گزارعلاقے سے آگے سرحد پارکر کے آٹھ سوگز تک نہر کے بند پردشمن کے بنکروں کو ہربا دکرنا ہے اور پھر نہر کا بل قبضے میں لینا ہے۔

جونہی ہیکیبنی نہر کوعبور کرتی ہے، اسے گھنے جنگل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عام حالات میں یہاں حملے کی قدیم ترتیب اختیار نہیں کی جاسکتی، کیونکہ جوانوں کے منتشر ہونے کی وجہ سے کنٹرول ختم ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ تین چارفٹ سے زیادہ دورتک کچھ نظر نہیں آتا۔ چہ جائیکہ رات کی تاریکی میں یہاں سے گزرا جائے اور امید یہ ہو کہ نظم وضبط برقر اررہے جبکہ اوپر سے بے پناہ شیلنگ ہورہی ہواور دائیں بائیں سے خود کار ہتھیا روں کے فائر سے جماڑی کا ایک ایک پیتہ چھلنی ہور ہاہو۔

ان مشکلات پر جنگ سے پہلے منصوبہ بندی کے مرحلے میں قابو پایا جاچکا ہے۔ پہلے تو سرکنڈے کا فیصلہ کیا جاتا جاتے ہیں گیکن بیا کیک بیا اور تھکا دینے والاعمل ہے، اسے چھوڑ کر سرکنڈوں کو آگ نے کا فیصلہ کیا جاتا ہے لیکن اس طرح حملے کے وقت اپنے جوان دیمن کوصاف نظر آسکتے ہیں۔ بالآ خریم جرحنیف بیت جو یز پیش کرتا ہے کہ عبوری مقام سے لے کر نہر کے کنارے کنارے کنارے سرحدی ہرجی تک ایک کرال ٹریک کھودلیا جائے۔ بید کام وہ خودا پنی مگرانی میں انجام دیتا ہے۔ کرال ٹریک تقریباً چارسوگر لمبااور چار پانچ فٹ گہرا ہے۔ اس کے اندر آدمی دیمن کی نگاموں سے چھپ بھی سکتا ہے اور فائر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

میجر حنیف یہاں کئی بارر کی کر چکا ہے تا کہ زمین کے ایک ایک ایک ایٹ واقفیت بھی ہوجائے اور دشمن کی نقل وحرکت پرنظر بھی رکھ سکے۔ کئی بار کرنل حبیب بھی دیگر جوانوں کے ساتھ یہاں رکئی میں شامل ہوا ہے۔ ایک روز میجر حنیف اور نا کک ذوالفقار تنہا آتے ہیں۔ وہ عین سرحدی خط پر آ کر لیٹ جاتے ہیں اور سرکنڈوں سے آگے دشمن کے علاقے میں سرنکال کرد کیھتے ہیں۔ ان کا آدھادھڑ پاکستان میں ہے اور آدھا بھارت میں۔ اچا تک ایک سکھ سنتری انہیں دیکھ لیتا ہے اور وہ فوراً پیھے ہے آتے ہیں۔

بہرحال ہمارے جوانوں کوسلسل ریکی کرنے سے پہتہ چل جاتا ہے کہ دشمن نے دیپالپورنہراورسڑک کے درمیان بارودی سزنگیں بچھا رکھی ہیں۔ان کے علاوہ خار دار تاروں کی رکاوٹیں بھی موجود ہیں۔ مائن فیلڈ اندازا 150x50 فٹ ہے۔اس میں سے گزرنے کے لئے تمیں تمیں گزلمی دو تمین سیڑھیاں بنالی گئی ہیں تاکہ پہلے ایک سیڑھی بچھا دی جائے اور پھراس پر چل کر دوسری سیڑھی آ گے رکھ دی جائے اور بعد میں پوری تاکہ پہلے ایک سیڑھی اور سیکے لیکن اصل حملے میں بیتر کیب استعمال نہیں کی جاسکی۔سیڑھیاں خاصی وزنی ہیں اور پیچھے کہیں داستے ہی میں پھینک دی گئی ہیں۔

کرال ٹریک میں سب سے پہلے 27 چک شالی (سرگودہا) کے صوبیدار محمدا قبال (ستارہ جرائت) کا پلاٹون داخل ہوتا ہے۔ اسے اپنے توپ خانے کا کورنگ فائر مل رہا ہے۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتا ہے توپ خانہ فائرا ٹھا کر آگے کر دیتا ہے۔ دوسرے نمبر پرصوبیدار نبی بخش کا پلاٹون ہے۔ صوبیدار اقبال اس سے رخصت ہوتے وقت کہہ گیا ہے: '' دوست، خدا حافظ! نہر کے پل پرملیں گے۔ ''لیکن صوبیدار نبی بخش کوئی تمیں چالیس گز آگے بڑھتا ہے کہ توپ کا گولہ اس کے سامنے پھٹتا ہے۔ ایک ٹکڑا ناک کے قریب منہ پرلگتا ہے۔ صوبیدار چکرا کر پڑتا ہے۔ پیچھے سے میجر صنیف پہنچتا ہے تو نبی بخش کو ایک طرف لٹا دیتا ہے تا کہ جوانوں کے لئے رکا وٹ نہ بنے اور ساتھ ہی بیالفاظ میجر کے منہ سے نکلتے ہیں:

''نبی بخش،تونے میراایک باز وتو ژ دیا۔''

زخی صوبیدارخون زیادہ بہہ جانے کے باعث بے ہوش ہوجا تاہے۔

میجر حنیف آگے بڑھتا ہے۔۔۔۔۔اب تیسرا پلاٹون نائب صوبیدار لال خاں کی قیادت میں کرال ٹریک تک پہنچ جا تا ہےاور پیش قدمی شروع کر دیتا ہے۔

ادھرسب سے اگلا پلاٹون کرال ٹریک کے آخری سرے پر پہنچ چکا ہے۔ صوبیدار اقبال نہر کے بند پر چڑھنے کے بجائے بائیں طرف ہوکر سرحدی برجی سے آگے جوانوں کو دشمن کے علاقے میں پھیلا کر حملہ کرنا چاہتا ہے لیکن چند قدم آگے جانے سے خار دار تار نظر آجاتی ہے اور وہ اس کے ساتھ ساتھ دائیں طرف مڑ جاتا ہے اور نہر کے کنارے پر بہنچ جاتا ہے۔ یہاں کا کنارا کٹا پھٹا اور ناہموار سا ہے۔ نہر کی کھدی ہوئی مٹی کے ڈھیر لگے ہیں۔ اس سے بند کے اوپر کی شیمی جگہیں بن گئی ہیں۔ ان سے ہمارے جوانوں کو بے حد فائدہ پہنچتا ہے۔ دشمن کے مور سے مقابلتاً بلند جگہ پر ہیں اور ہمارے جوان شیب میں سے ریگ کر آگے نکل جاتے ہیں۔ صوبیدار اقبال بند کے اوپر ایک پگڈنڈی پر چلے لگتا ہے۔ پگڈنڈی کے ساتھ ایک جھاڑی کے جاتے ہیں۔ صوبیدار اقبال بند کے اوپر ایک پگڈنڈی پر چلے لگتا ہے۔ پگڈنڈی کے ساتھ ایک جھاڑی کے بیے نگا مائن پڑا ہے۔ ایک سیاہی محمد زراعت کا یاور پھسل کر اس پر جاپڑتا ہے۔ زور دار دھا کہ ہوتا ہے اور

زراعت کاایک یا وُل مُخنے سے جدا ہوجا تا ہے۔

مائنوں کی حفاظتی تارختم ہوجاتی ہے تو صوبیدارا قبال کوایک جھر جھری ہی آتی ہے۔ ظاہر ہے اب دشمن کے مضبوط بنگر شروع ہونے والے ہیں اور ہمار ہے جاہدوں کی بیر حسرت پوری ہونے والی ہے کہ وہ ناپاک دشمن کا سرکچل سکیس صوبیدارا قبال بند سے دائیں طرف بنچ اتر تا ہے تو اسے دشمن کا کرال ٹریک مل جاتا ہے۔ وہ اپنے پلاٹون کے ساتھا اس میں کو د پڑتا ہے۔ اب وہ اس کی آٹ میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کی کوشش بیہے کہ انتہائی سرعت سے دشمن کے عقب میں پہنچ جائیں۔ اس طرح دشمن خواہ کتنا ہی د لیرکیوں نہ ہو، گھبرا جاتا ہے اور مزاحمت ختم کر دیتا ہے۔

کوئی پچپاس گزآ گے صوبیدارا قبال کو با تمیں طرف بلند کنارے پرایک پختہ بنگر دکھائی دیتا ہے۔اس کے مغربی جانب کے فاکس ہول سے نہر کے دوسرے کنارے کی طرف بے تخاشا فائر ہور ہا ہے۔ وشمن کو ہمارے حملے کا زیادہ تر خطرہ نہر کے مغربی کنارے کی طرف سے ہے۔اس کے وہم و گمان میں نہیں کہ پاک فوج کے جوان سرکنڈوں کے جنگل، خار دار جھاڑیوں، تاروں کی رکاوٹ، بارودی سرگلوں اور بے شار دوسری مشکلات میں سے گزر کر نہر کے شالی مغربی کنارے پر بھی حملہ آور ہوسکتے ہیں۔

ایس ایس جی کابیصوبیداراس بنکرکو بربادکر کے ہی آگے بڑھنے کا فیصلہ کرتا ہے، کیونکہ اس کا فائر نہر کے دوسری جانب پنجاب رجمنٹ کے حملے میں رکاوٹ پیدا کرسکتا ہے۔ پورے پلاٹون کو ذرا پیچھے رکنے کا اشارہ کر کے اپنے ساتھ حوالدارعبدالغنی ، نا تک ذوالفقار ، نا تک یار محمد اور سپاہی محمد ایوب کو لے کر بنکر کے سامنے پوزیشنوں میں لگا دیتا ہے۔ سب سے پہلے وہ خودا پنی رائفل سے ڈیڑھ میگڑین فائر کرتا ہے۔ ساتھ ہی نا تک یار محمد سپر از گاسے بنکر کو ہلا کے رکھ دیتا ہے۔ فائر کرتے وقت اس کا ہاتھ معمولی سازخی ہوجا تا ہے۔ اس کے بعد نا تک ذوالفقار بنکر کے دروازے میں سے گرینیڈ پھینکتا ہے اور بنکر خاموش ہوجا تا ہے۔

اب میہ پلاٹون مزید آ گے بڑھتا ہے۔تھوڑی دور چل کرکرالٹریک نہر کی تہہ کی طرف مزیددائیں جانب کومڑ جاتا ہے تو بیالوں مزید اس میں سے نکل کرایک نشیب میں آ گے بڑھنے لگتے ہیں۔ یہیں پرصوبیدارا قبال تقرموس سے گرم گرم چائے بیتا ہے۔ تین اور جوان بھی چائے سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جنگ کے اعصاب شکن ماحول میں قدر سے سکون اور اطمینان محسوس کرنے لگتے ہیں۔ باقی ماندہ دونوں پلاٹون بھی ان کے ساتھ آ ملے ہیں۔ باقی ماندہ دونوں پلاٹون بھی ان کے ساتھ آ ملے ہیں۔ باتی ماندہ دونوں سے گولوں ک

ہارش ہور ہی ہے۔ بائیں طرف نہر کے بلند کنارے سے اور دائیں طرف پیری میٹر سے زبر دست فائر آر ہا ہے، کیکن آگ کے اس طوفان میں کسی جوان کے قدم نہیں ڈگرگاتے۔

کٹی ہوئی شہرگ کی آ واز

پیچھے کمپنی کمانڈر میجر صنیف ملک اپنے وائر کیس آپریٹر اور چندا یک دوسر ہے جوانوں کے ہمراہ برابر آگ برط ہو لیتا ہے۔ اس کا ارد لی ابھی کہنا ہی چاہتا ہے کہ معرد ہا ہے۔ انسکا ارد لی ابھی کہنا ہی چاہتا ہے کہ صاحب، ادھر نہ جائیں خاردار تاروں کا جال لگا ہوا ہے کہ میجر کی پتلون تاروں میں الجھ کرتقریباً پھٹ جاتی ہے۔ ہے۔ میجر دامن چھڑا کر دوبارہ صحیح راستہ اختیار کرتا ہے۔ اب وہ نائک لال خال کو قریب بلا کر کہتا ہے: صوبیدارا قبال اکیلا آگے چلا گیا ہے، تمام جوانوں کو تیزی سے اس کے پیچے بھیجو نہیں تو اقبال خطرے میں آ جائے گا۔''

لال خال یہ پیغام آگے پاس کرنے ہی والا ہے کہ صرف تین فٹ دور گولہ پھٹتا ہے۔ اس کا ایک مگڑا میجر حنیف ملک کوسر میں لگتا ہے، ایک اور کھڑا گردن میں اندر تک جنس جاتا ہے اور شدرگ میں بڑا سا سوراخ ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی اس گولے سے نا تک رب نواز اور لانس نا تک غلام خال موقع پر شہید ہوجاتے ہیں ہسکنلر محبوب انوار اور سر فراز خال اور ایک حوالد ارنواز کو معمولی زخم آتے ہیں ۔ نواز اسے اٹھا کر نہر کے بند کے او پر کمیکر کے درخت کے ساتھ اپنے ایک مور بے میں لٹا دیتا ہے۔ میجر ابھی تک ہوش میں ہے اور اسے پیتہ چل کیکر کے درخت کے ساتھ اپنے ایک مور بے میں لٹا دیتا ہے۔ میجر ابھی تک ہوش میں ہے اور اسے پیتہ چل گیا ہے کہ اس کا کما نڈیگ آفیسر بذات خود حملے میں شریک ہو چکا ہے۔ وہ اپنے اردگر دجمع ہونے والے جوانوں کو چلا چلا کر آگے بڑھنے کی ہدایت کرتا ہے: ''جب کرتل آگے جا سکتا ہے تو تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟ خدا کا نام لواور میدان جہاد میں کو دجاؤ۔''

وقت کی میزان پر درست ثابت ہوتی ہے۔

آ گےایک ٹینک شکن توپ کا مورچہ ہے لیکن اس وقت خالی پڑا ہے۔ یہاں دشمن سامنے آنے کی جرائت نہیں کرسکا۔اس اثناء میں پیچھے سرکنڈوں کو آگ لگ جاتی ہے گریدلوگ اس سے خاصے آگے ہیں۔
اب ایک دمدمدان کے راستے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ سپاہی ایوب اپنے بازوکا ،کاٹریگر دباتا ہے۔ یار محمد انرگا فائر کرتا ہے۔ دمدمہ خاموش ہو جاتا ہے۔ پلاٹون آگے بڑھتے ہیں۔ اب وہ عین پیری میٹر کے محمد انرگا فائر کرتا ہے۔ دمدمہ خاموش ہو جاتا ہے۔ پلاٹون آگے بڑھتے ہیں۔ اب وہ عین پیری میٹر کے

مقابل پہنچ گئے ہیں۔ادھرسے ہرتشم کےخود کارہتھیاروں کا فائر آ رہاہے، آر آرگنوں نے بھی تباہی مجار کھی

ہے۔ دشمن کے توپ خانے کی شیلنگ بھی شدت اختیار کر لیتی ہے۔ صوبیدارا قبال اوراس کے ساتھی فائر کو

د کیھتے ہوئے اپنی پوزیشن تبدیل کر لیتے ہیں۔اسی دوران میں سیاہی لطف اللہ شہید ہوجا تا ہے۔

نہر کے بند کی چوڑائی یہاں آ کر بہت کم ہوگئی ہے اور صرف ایک ابھرا ہوا کنارہ باقی رہ جاتا ہے۔
چاروں طرف درختوں کی بہتات ہے۔ ارنڈ کے پود ہے بھی کثرت سے ہیں۔ صوبیدارا قبال نے ایک ارنڈ
کے بنچ پوزیشن لے رکھی ہے۔ ایک گولے کی چمک میں اسے نہر کا بل نظر آ جاتا ہے۔ یہی اس کی منتہائے مقصود ہے۔ اس وقت اسے جو مسرت حاصل ہوتی ہے، زندگی بھراس کا تجربہ ہیں ہوا۔ جنگ سے پہلے ایک مرتبہ باتوں باتوں میں کرنل حبیب صوبیدار سے کہتا ہے: ''جو شخص نہر کے بل پر پہنچے گا، اس کے لئے اعلیٰ ترین اعز از کی سفارش کروں گا۔''

"سر امیں سب سے پہلے وہاں پہنچوں گا۔"اقبال اپناعزم ظاہر کرتا ہے۔

'' پہنچنے کا مطلب بیہ ہے کہ جوانوں کو بھی ساتھ لےلرجاؤ۔''سینئر ہے ہی اوصو بیدارمحمدا قبال کواس وفت

یہ باتیں صرف اس لئے یاد آرہی ہیں کہ ان سے نہر کے بل کی اہمیت واضح ہوتی ہے اور ساتھ ہی کمانڈنگ آ فیسر کی ایک آرز و پایٹ کھیل تک پہنچی دکھائی دیتی ہے۔ ور نداعز از اور تمغوں وغیرہ کا خیال کسی کو بھی نہیں۔۔ ساری فوج دشمن کی نگلی جارحیت کا سر کیلئے کے لے وحرکت میں آتی ہے۔ افسر سے لے کر جوان تک ہر مخض فرض کی پکار پر لبیک کہدر ہاہے۔ محض تمغوں کے لئے کوئی دیوانہ ہی جان کی بازی لگا سکتا ہے۔

آرآ رکاایک ایک گنر،صوبیدارا قبال کومیجر حنیف ملک کی شہادت کی خبر سنا تا ہے۔صوبیدارا قبال جس کا د ماغ ،مقصود پر پہنچنے کے باعث خوش کے جذبات سے معمور ہے، یکبارگی چکرا کے رہ جاتا ہے۔ دوسری طرف کمپنی کاسینڈان کمانڈ ہونے کی وجہ سےنٹی ذمہدار یوں کا بوجھاس کے کندھوں پر آپڑتا ہے۔

صوبیداراس صدمے سے سنجلتا ہے اور پوری کمپنی کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے جواس وقت تک بل پر پہنچ چکی ہے۔

وہ بل پراپنا قبضہ شکم بنانے کے لئے کمپنی کی تنظیم نوکر تاہے:۔

🏠 حوالدارعبدالعزیز کا پلاٹون سڑک پار کر کے نہر کے ریگولیٹر تک بل کے بائیں طرف بٹھا دیا جا تا ہے۔

🖈 حوالدارسلطان خاں کا پلاٹون مل کے ساتھ دائیں طرف پوزیشنیں سنجال لیتا ہے۔

ہ حوالدارسلطان احمد کونہر کے بند کے پیچھے نشیب میں سڑک کی جانب پوزیشن لینے کا حکم ملتا ہے کیکن استے تی سے ہدایت ہے کہ فائر کرتے وفت احتیاط برتے کیونکہ اس جانب قصر ہند پر میجرز اہدیاسین کی کمپنی اور سڑک کے اوپر صوبیدار صفدراورلیفٹینٹ محمد حسین کے پلاٹون برسر پریار ہیں۔

ابھی پیسب لوگ اپنی اپنی منزل کارخ بھی نہیں کر پاتے کہ دیمن ایک بار پھراپناتمام ترفائراور توپ خانے کی شیلنگ اسی جگہ مرکوز کر دیتا ہے۔ قیامت کا سال ہے، زمین سرخ ہور ہی ہے، فضامیں بارود کی بولہی ہوئی ہے، بڑے بڑے بڑے برٹ سے پھر ریزہ ہو کر دور دور تاک گررہے ہیں۔ اس جہنم زار میں جوان بدستورا پنی اپنی جگہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ گولہ باری سے ایک اپنی خی محفوظ نہیں۔ اچا نک ایک گولہ پھٹتا ہے، یہاں صوبیدار اقبال، اس کا ارد کی اور حوالدار سلطان خان ایک دوسرے کے ساتھ پوزیشن کئے ہوئے ہیں۔ پہلے دونوں مجاہد مجزانہ طور پرمخفوظ رہتے ہیں مگر گولے کے چندا یک کھڑے حوالدار سلطان خاں کوزخمی کر دیتے ہیں۔ ادھر خبر کے یا کیس کے باکیں طرف ایک بیرک کے دروازے پر توب کے گولے سے تین جوان شہید ہوجاتے خبر کے بل کے باکیں طرف ایک بیرک کے دروازے پر توب کے گولے سے تین جوان شہید ہوجاتے

ہیں۔ان میں سپاہی اخر اور محدا قبال کے علاوہ جواں ہمت نا تک ذوالفقار بھی شامل ہے جس نے پورے معرکے میں دیمن کے بنگروں میں بینڈ گرینیڈ بھینک کر کمپنی کی بیش قدی کومکن بنایا ہے۔ سیز فائر کے بعد نا تک ذوالفقار کولا زوال کا رناموں کے اعتراف میں تمغہ جرائت کا اعزاز دیا جاتا ہے۔انہی شہیدوں کو پانی بلانے کے لئے ایک سپاہی محمہ بوٹا اپنی پوزیشن سے اٹھتا ہے۔قریب ہی ایک نلکا ہے۔وہ پانی لے کرشہیدوں کی طرف بڑھ رہا ہے کہ پیپل کے ایک درخت کے قریب گولہ بھٹنے سے خود بھی شہید ہوجاتا ہے۔ بل کے کی طرف بڑھ رہا ہے کہ پیپل کے ایک درخت کے قریب گولہ بھٹنے سے خود بھی شہید ہوجاتا ہے۔ بل کے دائیں طرف ایک سپاہی محمد اسلم اس طرح شہید ہوا پڑا ہے جیسے ٹیک لگا کرستا رہا ہو۔صوبیدارا قبال اسے مگرکوئی جواب نہیں آتا تو صوبیدارا آگے بڑھ کرا سے جنھوڑ تا ہے لیکن اس کی روح تو تفنس عضری سے پرواز کرکے تو ابنین میں بہتی بھی جوڑ تا ہے لیکن اس کی روح تو تفنس عضری سے پرواز کرے علی علی علی ہوگئے ہوگیا گالیاں بھی ہورے پارصرف بجیس تیں گزونٹ میں بہتی جھی چھوڑ نانہیں چا ہے۔ دوسری طرف بیری میٹر کے مور چے نہر کے پارصرف بجیس تیں گزونٹ سے سے تعاشافا ٹربھی آرہا ہے اور غلیظ گالیاں بھی۔

كرنل ميدان كارزارمين

بلوچ رجنٹ کا کمانڈنگ آفیسر لیفٹینٹ کرنل حبیب احمد اپنے آپ کوافسر سے عام سپاہی بنالیتا ہے۔
کتابی اصولوں کے مطابق اسے محاذ جنگ سے سودوسوگز پیچھے اپنے تدبیراتی ہیڈکوارٹر میں بیٹھے رہنا چاہئے تا
کہ لمحہ بہلحہ جنگ کی بدلتی ہوئی صور تحال کواحسن طریقے سے کنٹرول کر سکے لیکن اس وقت سب کتابیں بند کی
جاچکی ہیں ۔عقل بالائے بام محوتماشا ہے اور جذبہ وجنوں حینی والا کے بھڑ کتے ہوئے الاؤ میں کود جاتا ہے۔
عشق مصلحتوں کی دیوار بھاند لیتا ہے اور ایک کرنل جوانوں کے دوش بدوش شجاعت کے جوہر دکھانے لگتا

کرنل حبیب احمد نہر میں اتر تا ہے تو پہلے وہ گہرے پانی کی طرف جا نکلتا ہے۔ پھر چکر کا شتے ہوئے عام راستے پر آ جا تا ہے جہاں پانی کی گہرائی کچھزیا دہ نہیں۔ دوسرے کنارے کے قریب پہنچ کر بند پر چڑھتا ہے تو گولہ باری کے دھوئیں کی وجہ سے سیحے راستہ دکھائی نہیں دیتا، چنانچہ کچھ آ گے جاکر بند پرعموداً چڑھ جا تا ہے۔ وہ

کرالٹریک ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جھاڑیوں اورسر کنڈوں کی وجہ سے کا میابنہیں ہوتا۔اجا نک اس کی نظرایک زخمی پر پڑتی ہے، وہ اسے شانے سے پکڑ کر زور زور سے جھنجھوڑتے ہوئے کہتا ہے:'' نبی بخش.....تمتم زخمی ہو..... مارواس دشمن کوجس نے میرے بیچے کوزخمی کر دیا ہے.....تم نہیں مرسکتے میں تمہارا انتقام لوں گا یاک فوج تمہارا انتقام لے گیتمہارا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔'' کرنل حبیب، نبی بخش کوسلی دے کرآ گے بڑھتا ہے تواجا نک خیال آتا ہے،اس وقت سرحدی برجی تک نہر کے بند پر پنجاب رجمنٹ کے جوانوں نے دفاعی پوزیشنیں لےرکھی ہیں۔شایدانہیں ہماری پیش قدمی کی خبر نہ ہواور وہ پیچھے سے فائر کر کےایے ہی جوانوں کا نقصان کرتے رہیں۔اس خدشے کے پیش نظروہ دوبارہ بند کے او پر چڑھتا ہےاورا بیے آخری د فاعی موریے میں پہنچ جا تا ہے۔ یہاں ٹینک شکن گئی ہوئی ہے۔اس سے ایک گولہ فائر ہونے ہی والا ہے کہ کرنل، گن کے پیچھے جا کھڑا ہوتا ہے۔ایک جوان اسے باز وسے پکڑ کراپنی طرف تھینچ لیتا ہے ورنہ بیک بلاسٹ سے کرنل زخمی ہوجا تا۔کرنل حبیب پنجاب رجمنٹ کےان جوانوں کو خبر دار کرتا ہے کہ وہ سامنے فائر نہ کریں۔اس کے بعدوہ اسی مور ہے کے قریب، بائیں طرف بند سے نیچے اتر جاتا ہے۔آ گے کرالٹریک بھی دکھائی دے رہاہے۔اس کی آٹر میں وہ آگے بڑھتا ہے۔اب اس کے ساتھ اس کے دو وائرکیس آپریٹر،سگنلر، انٹیلی جنس حوالدار اور بیٹری کے کمانڈر میجر بشیر بھی مل گےء ہیں۔ انجینئرَ ز کا ایکسیشن بھی ہمراہ ہے۔احیا نک دو تین جوان مائن تھٹنے سے زخمی ہو جاتے ہیں۔اسی اثناء میں دائیں طرف سے فائر آتا ہے۔ کرنل سمیت تمام جوان ادھر دوڑتے ہیں تا کہ فائر کرنے والے ہاتھ قلم کر سکیں کیکن وہ خار دار جھاڑیوں میں پھنس جاتے ہیں۔ دشمن کا کوئی مورچہ دکھائی نہیں دیتا۔

کرنل حبیب جھاڑیوں سے نگلنے کے لئے ایک جوان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کرزور لگا رہا ہے کہ ایک
برسٹ آتا ہے اور وہ جوان اور اس کے دوساتھی وہیں گر پڑتے ہیں۔ایک اور جوان کرنل سے کہتا ہے: ''سر
میرے پیچھے آئیں۔' وہ کوئی دوقدم آگے بڑھتے ہیں کہ ایک سنگل شاٹ آتا ہے اور یہ جوان بھی لڑکھڑا کرگر
پڑتا ہے۔ گولی چلنے سے راکفل میں جوسیٹی ہوتی ہے، اس سے کرنل کو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ فائر نہر کے
دوسرے کنارے سے آرہا ہے۔ مزید پیش قدمی کے بعد کرنل حبیب ایڈ ہاک کمپنی کے دو پلاٹونوں سے مل
جاتا ہے۔ ان کی کمان صوبیدار غلام علی اور صوبیدار سردار خال کررہے ہیں۔ایڈ ہاک کمپنی کا کمانڈر میجر محمد
اشرف ایک پلاٹون کے ساتھ بچھڑکر قصر ہندگی طرف جا لکلا ہے جہاں میجر زاہدیا سین اپنی بی کمپنی کے ساتھ

پہلے ہی حملہ کر چکاہے۔

بائیں طرف نہرکے بند پر کرنل کو ایک مورچہ دکھائی دیتا ہے۔صوبیدارا قبال شایداسے بائی پاس کر گیا ہے۔اس میں سے بے تحاشا فائر آر ہاہے۔ فائر کی سمت اور بلندی کا انداز ہٹریسر راؤنڈوں سے ہور ہاہے۔ کرنل حکم دیتا ہے کہ بیبنکر خاموش کر دیا جائے۔اس پرصوبیدار غلام علی گرینیڈ بھینک کر دشمن کوموت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ یہاں وشمن کے حیار پانچے سیاہیوں کی گلی سڑی لاشیں فائر بندی تک پڑی رہتی ہیں۔ آ گے چل کر دوبارہ نہر کے دوسرے کنارے ہے فائرآ تا ہے جس سے انٹیلی جنس حوالداریونس زخمی ہوکر گریڑا ہے۔ یہبیں میجر زامدیاسین وائرکیس پر پیغام تبھیجے ہیں کہ قصر ہند پر قبضہ ہو چکا ہے۔ کرنل حبیب کا ڈرائیور نا تک شہباز خال بھی پہنچ جا تا ہے۔ کرنل پوچھتا ہے:''تم بھی آ گئے، جیپ کی حفاظت کون کرے گا؟''شہباز جواب دیتا ہے:'سر، میں وہاں تنہا کھڑا تھا، کچھاور نہ سوجھا تو آپ کے پیچھے چلا آیا۔'' ابھی بیہ باتیں ہور ہی ہیں کہ شہباز زخمی ہوجا تاہے۔ کرنل آ گے بڑھ چکا ہے۔ دشمن کے فائر میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔اس سے کرنل کا ارد لی لانس نا تک بوستان خان شہید ہو جا تا ہے۔کرنل کے دونوں وائرکیس آپریٹر پیچھے رہ گئے ہیں بیٹری کمانڈرمیجر بشیرابھی تک ساتھ دے رہاہے۔ کرنل اس کے سیٹ پر بریگیڈ کمان کواطلاع دیتا ہے:''بلوچ رجنٹ نے قصر ہند فتح کرلیا ہے۔''اسی کمحایک گولے سے میجر بشیر زخمی ہوکر گریڑتا ہے۔ وائرکیس سیٹ نتاہ ہوجا تا ہے۔کرنل حبیب،صوبیدارسرداراورصوبیدارغلام علی بدستورآ گے بڑھ رہے ہیں۔ وہ دشمن کے آرٹلری فائر میں پھنس گئے ہیں۔ گولوں کی ایک دیوار ان کے سامنے کھڑی کر دی گئی ہے۔ صوبیدارا قبال خوش قسمت ہے کہ اس کی ز دمیں سے نکل چکا ہے۔ دشمن اپنا فائر آ ہستہ آ ہستہ پیچھے ہٹار ہاہے اوراس کے ساتھ ساتھ ہمارے جوان بھی رینگ رینگ کرآ گے بڑھ رہے ہیں۔کرنل حبیب برابرانہیں جوش ولار ہاہے: "شاباش امیں تمہارا کمانڈر تمہارے ساتھ ہوں۔خداتمہارے ساتھ ہے۔ بلوچیو، مجاہدو، آگے

ا جانگ''ست ست سری اکال' اور'' ہے ہند' کے نعرے سنائی دیتے ہیں۔ کرنل حبیب احمد سوچتا ہے شاید دشمن جوابی حملے کے لئے نعرے لگا تا بڑھ رہا ہے۔ لیکن بینعرے ایک ہی جگہ سے بلند ہورہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ دشمن پیری میٹر میں بیٹھا شیخی بگھار رہا ہے۔ دشمن پر دہشت طاری کرنے کے لئے کرنل بھی اپنے جوانوں کوزورزور سے نعرے لگانے کا آرڈر دیتا ہے اور پاکستان زندہ باد، بلوچ رجمنٹ زندہ باد، نعرہ تکبیراورنعرہ حیدری کی گونج سے دشمن کے دل دہل جاتے ہیں۔

ابسرکنڈوں کوآ گ لگ چکی ہےاوروہ تیزی ہے جاروں طرف پھیل رہی ہے۔جلد ہی اس نے پاک فوج کے جوانوں کو چاروں طرف سے گھیرلیا ہے۔ زخمی اور شہیداس میں جل رہے ہیں۔صوبیدارغلام علی اور صوبیدارسردارا پنی ذاتی حفاظت کی پروانه کرتے ہوئے انہیں آ گ سے باہر نکالتے ہیں۔کرنل حبیب بھی اس آ گ میں پھنسا ہوا ہے۔اسے کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ بائیں طرف دشمن کےموریے ہیں اوران کے پیچھے مائن فیلڈ ہے۔ آ گ چڑھتی چلی آ رہی ہے۔اس دوران میں کرنل کوچینیں سنائی دیتی ہیں:'' مجھے بیاؤ..... مجھے بیاؤ'' کیمبل پور کے سیاہی یارمحد کے کپڑوں میں آ گ لگ چکی ہےاوروہ بری طرح مدد کے کئے پکارر ہاہے۔کرنل حبیب اس جوان کی مدد کے لئے آ گے بڑھتا ہےتو ایک طرف سے کوئی جوان چلا کر کہتا ہے:''مت جاؤ ادھر....اس کے ایمونیشن کو آگ لگ جائے گیگرینیڈ اورسپرانر گے تھٹنے والے ہیں.....مت جاؤ۔''کیکن کرنل حبیب فرض کی ایکار پر لبیک کہہر ہاہے، وہ اپنے بیچے کوزندہ جلتے ہوئے نہیں د مکھ سکتا۔جس طرح ممتااینے لخت جگر کی ذراسی تکلیف پر بلبلا اٹھتی ہے،اسی طرح لیفٹیننٹ کرنل سید حبیب احمہ کا دل تڑپ رہاہے۔وہ جان کی بازی لگا کربھی اس جوان کو بچالینا چاہتا ہے۔کرنل اس کے پاس پہنچتا ہے اور بغیرسو ہے سمجھے کپڑے بھاڑنے لگتا ہے۔اس کا خیال ہے کہاس طرح آ گ کومزید بھیلنے سے رو کا جاسکتا ہے، بہرحال کرنل آگ کی حدت کی پروا کئے بغیر یار محمہ کے کپڑے بھاڑ کر دور بھینک دیتا ہے۔اس کارروائی میں اس کی ایک انگلی بری طرح حجلس جاتی ہے کیکن جونہی اس جوان کو نارنمرود سے نجات ملتی ہے،اسلحہ پچشنا شروع ہوجا تاہے، مگراب تمام لوگ اس کی ز دسے باہر ہیں۔

یہ جوان آج بھی زندہ ہےاور کرنل حبیب کواسے دیکھ کر جوراحت اورمسرت حاصل ہوتی ہے، وہ الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی۔

آگ کی وجہ سے کرنل اور اس کے جوانوں کو سوڈیڑھ سوگز تک سرک سرک کرآگے بڑھنا پڑتا ہے۔ پتلونیں گھس جاتی ہیں۔ کا نئے چبھر ہے ہیں، لیکن جوان کسی بھی رکاوٹ کو خاطر میں نہیں لاتے اور تگ ودوکر کےآگ کے حصار سے نگلنے میں کا میاب ہو جاتے ہیں۔ ادھر کرنل کا ایک وائرلیس آپریٹر غلام جیلانی پہنچ جاتا ہے۔ اس کے سیٹ پر میجر زاہدیاسین سے دوبارہ رابطہ قائم ہوتا ہے تو کرنل بتاتا ہے: ''میں نہر کے پل کے قریب پہنچ چکا ہوں۔'' میجر زاہدیاسین اپنے کمانڈنگ آفیسر کو ہریگیڈ کمان کا بیہ پیغام بھیجتا ہے: ''میجر اشرف کو حکم ملا ہے کہ وہ آپ سے ملاپ کرے اور ہیڈورکس اور شلج کے بل پر آگے بڑھ کر قابض ہو جائے''۔کرنل پیغام ملنے کے بعد میجراشرف کو تلاش کرتا ہے کیکن جوان اسے پیچان نہیں سکتے کیونکہ وہ چند دن قبل ہی سٹاف کالجے سے یہاں تعینات ہوا ہے۔

عین ای وقت ہارے ٹینک نہر کے بل کے پیچھ آکر پوزیشن لے لیتے ہیں۔اس سے پہلے کرنل نے ان ٹینکوں کی گڑ گڑا ہے جی پی پر تی تواپ ایک صوبیدار لال حسین (سکنل) کے ہاتھ پیغام بھیج دیا ہے کہ ٹینک اندھادھند فائر شروع نہ کر دیں کیونکہ پاک فوج کے جوان آگے تک پہنچ چکے ہیں۔اس کے بعد نہر کے بند پر انہیں ایک ٹینک اپنی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ بی تقریباً پندرہ بیس گز دور آکر کھڑا ہوجا تا ہے۔خدشہ بیہ کہ وہ سرکنڈوں میں نقل وحرکت دیکھ کرفائر نہ کردے۔کرنل صبیب اپنے ایک صوبیدار غلام علی کو بھیجتا ہے کہ پیتہ کروکہ بیٹ ٹینک اپنا ہے یا دشمن کا ؟ وہ دور سے اس کی نالی کارخ دیکھ کر بتا تا ہے کہ اپنا ٹینک ہے۔کرنل اسے دوبارہ بھیجتا ہے کہ ٹینک کمانڈرکو کہو یہاں بلوچ رجمنٹ کا کرنل اور کئی دوسرے جوان موجود ہیں، وہ ادھر فائر نہ کرے۔فان موجود

نہرکے بل کے نزدیک ایک بنگر ہے۔ کرنل اس کے پیچھے سے ہوکر سڑک پرچڑھتا ہے۔ ابھی تک اسے اپنی آئکھوں پراعتبار نہیں آرہا کہ واقعی وہ اپنی منزل مقصود تک پہنچ چکا ہے۔ وہ دور سے سڑک کو بندوغیرہ سمجھ کر سوچ رہا ہے کہ ہم کسی غلط جگہ پر آنکلے ہیں لیکن سڑک اور بل کو آئکھوں سے دیکھ کر اس کے دل میں والہانہ مسرت کی لہردوڑ جاتی ہے۔

بریگیڈ کمانڈر کے تھم کے مطابق کرنل نے صوبیدارغلام علی اورصوبیدار سردارکواپنے طور پر ہیڈورکس پر قبضہ مشخکم کرنے کے لئے بھیج دیا ہے۔ جوان ایک دوسرے سے کہتے ہیں: ''اٹھوکرنل صاحب تھم دے رہ ہیں۔'' ہرایک کی زبان پر یہی الفاظ ہیں کرنل کواپنے درمیان دیکھ کران کے حوصلے آسان کی بلندیوں کو چھونے لگتے ہیں۔ وہ اونچی آواز سے ایک دوسرے کو پکاررہے ہیں: ''آگے بڑھو، کرنل صاحب تھم دے رہے ہیں۔'' کرنل سوچتا ہے اس کی یہاں موجودگی کاعلم دشمن کو نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خدشہ ہے کہ دشمن اس جگہ کونشانہ بنالے گا۔ اس پر کرنل جوانوں سے کہتا ہے: ''میرانام مت او۔'' لیکن پھر خیال آتا ہے: ''ٹھیک ہے، دشمن کو پیتہ لگنا چاہئے کہ کرنل بھی یہاں تک پہنچ سکتا ہے۔'' وہ جوانوں کو جوش دلانے کے لئے زورز ور سے نعرے لگانے گئا ہے۔

نہرکے بل کے قریب دشمن کے بکر میں کرتل اپنا بٹالین تدبیراتی ہیڈکوارٹر قائم کر لیتا ہے۔ کیپٹن پرویز اقبال رئیرلنک یہاں لاتا ہے۔ وہ رات بھر میجرز اہدیاسین کے ساتھ قصر ہند پر رہا ہے۔ اس وائرلیس سیٹ پر کرتل اپنا اتا پہتہ بر یکیڈ کمان کو بتا تا ہے۔ تقریباً 4 بجے سیج میجرعبدالرؤف خاں اور کیپٹن اعجاز حسین خاں تازہ ترین صور تحال سے باخبر ہونے کے لئے یہاں پہنچتے ہیں۔ بعد میں بر یکیڈ ئیر (اب میجر جزل) مجمد ممتاز خاں (ستارہ جرائت، ہلال جرائت) ہاتھ میں صرف چھڑی تھا ہے نہر کے بل پر آتے ہیں۔ با انتہا گولہ باری جاری ہے۔ دشمن دریا پار سے مقررہ نشانوں پر مشین گن کی فائرنگ کر رہا ہے۔ بلوچ رجمنٹ کا کمانڈنگ جاری ہے۔ دشمن دریا پار سے مقررہ نشانوں پر مشین گن کی فائرنگ کر رہا ہے۔ بلوچ رجمنٹ کا کمانڈنگ بانوں ہے میں دریا پار سے مقررہ نشانوں پر مشین گن کی فائرنگ کر رہا ہے۔ بلوچ رجمنٹ کا کمانڈنگ بیسر لیفٹینٹ کرتل سید حبیب احمد (ستارہ جرائت) گلوگیر آ واز میں کہتا ہے: ''ممتاز! میرے بچا پٹی جانوں پر کھیل گئے ہیں ، دیکھو، 41 دئمبر کے سورج کی پہلی کرن میں میرے شہیدوں کا لہور چا بسا ہے۔''

فیروز بور کے دروازے پر

حسینی والا کے معرکہ تق و باطل میں کودنے والی بلوچ رجمنٹ کے دو پلاٹونوں کوقصور فیروز پورروڈ پر پیش قدمی کا تھم دیا گیا ہے۔ایس ایس جی (کمانڈو) کے صوبیدار صفدرعلی شاہ کی کمان میں ایک پلاٹون دیپالپور نہر عبور کر کے جے تی پی کی طرف بڑھتا ہے تو دہمن کے فائر کی زدمیں آجا تا ہے لیکن اسلام کے بی تظیم مجاہد جرائت وعزیمت اور ہمت و شجاعت کی نئی اور لازوال تاریخ رقم کرنے کے لئے سربکف، منزل کی جانب لیک جرائت وعزیمت اور ہمت و شجاعت کی نئی اور لازوال تاریخ رقم کرنے کے لئے سربکف، منزل کی جانب لیک رہے ہیں۔ ندگی کے لئے راستی کے لئے اور حق رہی کے لئے موت سے کھیل رہے ہیں۔

ان کی چال میں کوندے کی تی لیک ہے۔ان کے نعروں میں بجلی کی کڑک ہے۔فرض کی پکار کا جواب دل کی دھڑکنوں سے 'لیک لیک' کہ کہ کردیا جارہا ہے۔نگا ہیں شوق شہادت سے بے قرار ہیں اور چوڑے چکلے سینے مئے تو حید سے سرشار۔

منصوبے کے مطابق ہے تی پی پر متعین بھارتی کوارٹر گارڈ کو پنجاب رجمنٹ کا ایک پلاٹون اپنے جوال ہمت اور جواں سال افسر میجر ظفر اقبال ثالب کی رہنمائی میں ٹھکانے لگا چکا ہے۔اس طرح بلوچ رجمنٹ کے راستے میں حائل پہلی رکا وٹ ختم ہو چکی ہے۔اس کا فائدہ یہ ہوا ہے کہ اصل حملہ بلا تا خیر شروع کیا جاسکتا ہے، ورنے ممکن ہے صوبیدار صفدر یہ بیں الجھ کررہ جائے اور معینہ وقت میں اپنے مقصود تک نہ چہنے سکے۔ بیلوچ رجمنٹ کے مٹھی بھر مجاہدین ہے تی پی پر بھارتی علاقے میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو بیل تو

انہیں اپنے راستے میں دو بند بھا تک دکھائی دیتے ہیں۔ایک پاکستان کی جانب ہے اور دوسرا بھارت کی طرف۔جوان ایک لمحہ کے لئے رک سے گئے ہیں۔وہ بھا ٹک کی رکاوٹ دورکرنے کی ترکیب سوچ رہے ہیں۔ وہ بھا ٹک کی رکاوٹ دورکرنے کی ترکیب سوچ رہے ہیں۔ بھا وگ کی رکاوٹ دورکرنے کی ترکیب سوچ رہے ہیں۔ بچھلوگ اوپر مت چڑھو، دشمن کا فائر بیا۔ بچھلوگ اوپر مت چڑھو، دشمن کا فائر بائدی سے گزرر ہاہے،اس سے زخمی ہوجاؤگے۔ بھا ٹک کے دائیں بائیں سے آگے بڑھو۔''

اس اثناء میں وہ خود دائیں طرف سے ہوکر پاکستانی کوارٹرگارڈ کے برآ مدے میں کھڑا ہوجا تا ہے۔ یہاں رکھے ہوئے پھولوں کے گملوں کو پاؤں کی ٹھوکر سے ادھرادھر پھینک دیتا ہے تا کہ دوسروں کے لئے راستہ صاف ہوجائے۔

اس دوران میں موضع بازار تخصیل ہنگو کا نائیک اسداللہ خال بنگش بائیں طرف سے ہوکر بھارتی کوارٹر گارڈ کے سامنے سے گزرتا ہوا سڑک پر پیش قدمی کرتا ہے۔گارڈ روم کے سامنے ایک ہندوسنتری کی لاش خاک وخون میں لتھڑی پڑی ہے۔قریب ہی ایک سکھ صوبیدار کرسی سمیت پیچھے کی طرف گرا پڑا ہے اور زندگی کے آخری سانس لے رہا ہے۔موت قبقہ ذن ہے۔ بیلوگ اس سے آئکھیں چرا گئے ہیں لیکن پاک فوج کے جری مجاہدموت کی آئکھوں میں آئکھیں ڈال کرمسکرار ہے ہیں۔

پندرہ ہیں گزآ گے سڑک کے آرپارا یک مائن ٹیکلس بچھا ہوا ہے۔ دشمن کا بیمعمول ہے کہ وہ سرشام کی جگہوں پرایسے مائن رکھ دیتا ہے اورضی ٹریفک کھلنے سے پہلے انہیں اٹھا لیتا ہے۔ یہاں نائیک اسداللہ خاں بنگش کاسیشن رک جاتا ہے۔ صوبیدارصفدردوڑ کر پنچتا ہے اورصور تحال پرغور کرنے کے بعدا یک جست لگا کر پارہوجا تا ہے۔ باقی جوان بھی اپنے نڈراور بے خوف پلاٹون کمانڈر کی پیروی کرتے ہیں۔ ابسارا پلاٹون سڑک کے اوپر اور دائیں بائیں بھیل گیا ہے۔ وہ یوں دوڑ رہا ہے جیسے جسمانی تربیت کا کوئی مظاہرہ ہو۔ تو پوں کھن گرج مشین گنوں کی چنگھاڑ اور دوسرے خود کارہتھیاروں سے گولیوں کی بارش ان پرذرا بھی اثر نازنہیں ہورہی۔ آسان پراور فضا میں برق تیاں کا عالم ہے اور زمین د کہتے ہوئے الاؤکی مانند ہے لیکن عائریان دین کسی شے کو خاطر میں نہیں لاتے۔

کے دورآ گے سڑک کے دائیں طرف دکانیں وغیرہ ہیں۔ بندکواڑوں کے پیچھے سے بزول بھارتی شہری چلا چلا کررحم کی بھیک مانگ رہے ہیں:''ہم سول آ دمی ہیں، ہم تمہارے دشمن ہیں، ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔'' مسلمان فوج کبھی نہتوں اور پرامن شہریوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتی۔اس عظیم روایت کی پاسبانی کرتے نہیں۔'' مسلمان فوج کبھی نہتوں اور پرامن شہریوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتی۔اس عظیم روایت کی پاسبانی کرتے

ہوئے صوبیدار صفدر جوانوں کو تھم دیتا ہے: ''ان سے تعرض نہ کر واور انہیں اپنے حال پرچھوڑ دو۔''
سڑک کے بائیں طرف نشیب ہے۔ یہاں ایک کرال ٹرنج کھدا ہوا ہے۔ آیک بھارتی سپاہی اس میں حجیب کر فائز کر رہا ہے۔ سپاہی مجمد ولایت سراغ لگا کراسے جہنم رسید کردیتا ہے۔ آگے کھڑے ہوکر فائز کرنے کے لئے ایک بنکر دکھائی دیتا ہے۔ نائیک اسداللہ خال اپنے سیشن کو منظم کر کے اس پر تملد آور ہوتا ہے۔ دشن کی مزاحت حدسے زیادہ ہے۔ پٹھان نائیک کو تھوڑی دیر علینوں کی لڑائی بھی لڑنا پڑتی ہے۔ اس مورچ کے بالمقابل سڑک کے دائیں طرف ٹینک شمکن توپ'' ریکالیس رائفل''' کا مورچہ بنا ہوا ہے لیکن اس میں گن موجو دنہیں۔ تقریباً اس جگہ بلاٹون حوالد ارز رحمہ کو دونوں رانوں میں گولیاں لگتی ہیں، زخموں سے خون بہنے لگتا ہے، لیکن موضع گلو بخصیل کہو ٹیہ کے جنوعہ خاندان کا یہ جو انمر دحوالد اراف تک نہیں کرتا۔ اس کے قدم ذرا بھی نہیں در ٹھوں سے چورحوالد ارز رحمہ کم از کم اس وقت اپنے بالا افسر کے تھم کی لٹیل کرنے کے موڈ میں نہیں اور وہ لیکن زخموں سے چورحوالد ارز رحمہ کم از کم اس وقت اپنے بالا افسر کے تھم کی لٹیل کرنے کے موڈ میں نہیں اور وہ لیکن زخموں کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتار ہتا ہے۔

تقریباً اڑھائی سوگز پیش قدمی کے بعد بھارتی بارڈرسیکورٹی فورس کی ایک بارک نظر آتی ہے۔ زمانہ امن میں یہ گئی ہیڈکوارٹر ہے۔ اب جنگ کی حالت میں یہاں کس قدر نفری جمع ہوگی، پاک فوج کے مشمی بھر جیالوں کواس کا کوئی انداز ہنہیں۔ حقیقت تو بہہے کہ وہ عددی کثرت اور قلت کے جمیلوں میں پڑنا ہی نہیں چاہتے ۔ تائیدایز دی اور بے پناہ جذبہ جہادا نہیں وہ قوت بخشا ہے کہ وہ ہمالہ سے بھی ٹکرا جاتے ہیں اور تلاحم خیز سمندروں کارخ بدل کے رکھ دیتے ہیں۔

بارک ایریا، صوبیدار صفدر کامنتهائے مقصود ہے۔ احکام کے مطابق اسے یہاں کھیرنا ہے اور پیچھے آنے والے محمد حسین کے پلاٹون کو آگے بڑھانا ہے، بہر حال بارک ایریا میں دخمن سے نیٹنے کے لئے پلاٹون جنگی کننیک کے مطابق چاروں طرف کھیل جاتا ہے۔ نائیک اسد اللہ خاں کاسیشن ابھی تک سڑک کے بائیں طرف نشیب میں پیش قدمی کرتا رہا ہے۔ موضع سامل داراضلع ہزارہ کے حوالدار گلزار کاسیشن بارک کے شروع میں دشمن کے ایک مشین گن مور بے پر حملہ آور ہوا ہے۔ بنگر کے اندر چار پانچ سکھ ہیں اور وہ اپنی پوزیشن پر مضبوطی سے جے ہوئے ہیں۔ حوالدار گلزارا بے تین ساتھیوں سمیت جست لگا کرمور بے کے او پر چڑھ جاتا ہے۔ دشمن ان کی اس جرات اور بے خوفی سے بوکھلا کرمور ہے سے باہرنگل آتا ہے۔ گلزار عگین تان کرایک

فوجی پرلیکتا ہے تووہ آگے سے رائفل تھام لیتا ہے۔گلزار رائفل چھوڑ دیتا ہے اور ایک زور دارٹھوکر مارکر دیمن کو چاروں شانے چیت گرا دیتا ہے۔ اس عرصے میں سیشن کے باقی جوان بھی میدان میں آ کو دیتے ہیں اور سنگینوں سے دشمن کو چھانی چھانی کر کے رکھ دیتے ہیں۔ حوالدار گلزار آگے بڑھنے سے پہلے ایک رائفل بکڑتا ہے۔ تاریکی کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں بھارتی رائفل آ جاتی ہے۔ رات بھروہ اسی ہتھیار سے لڑتا رہتا ہے اور اسے تبدیلی کا حساس تک نہیں ہوتا۔

مسليه إمين لزنانهين حابتا

ایک اورسیشن کمانڈر حوالدار خصر محمد کو تھم ماتا ہے کہ وہ بارک کے بائیں طرف درختوں میں پوزیشن سنجال لے تاکہ بارک کے اندر باقی ماندہ پلاٹون کا عقب محفوظ رہے اور سڑک کے راستے دشمن کی کسی بھی جوابی کارروائی سے نیٹا جاسکے۔دوسیشنوں کے ساتھ صوبیدار صفدر، بارک کی طرف بڑھتا ہے۔ایک لمباتر نگاسکھ نوجوان رائفل تھا ہے بینڈزاپ کردیتا ہے۔ 'دمسلیو! میں لڑنانہیں چاہتا۔' اس کی زبان پرالتجا ہے۔صوبیدار صفدرا بھی فیصلہ بیس کریا تاکہ اس کا کیا کیا جائے کہ کسی طرف سے فائر آتا ہے اور سکھ دھڑام سے نیچ گر کر کرنے لگتا ہے۔مثین گن کا ایک برسٹ اس کے جسم سے گزرگیا ہے۔

دریں اثناء پندرہ بیں سکھ سپاہی بارک سے بھا گئے کی کوشش کرتے ہیں، پاک فوج کے جوانوں نے فرار
کی تمام را ہیں بند کرر تھی ہیں، وہ انہیں چن چن کرموت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں۔اب صوبیدار صفدرا پنے
جوانوں کو تکم دیتا ہے کہ وہ کمروں کے اندر داخل نہ ہوں بلکہ کھڑکیوں روشندانوں سے گرینیڈ بھینک کردشمن کو
تباہ کر دیں۔اس تھم پرفوراً عمل ہوتا ہے۔ کھڑکیاں توڑتو ڈکر گرینیڈ بھینکے جارہے ہیں۔مرتے ہوئے دشمن
نے چنے ویکارسے آسان سریرا ٹھار کھا ہے۔

دوسری طرف موضع میراسمس تخصیل گوجرخال کے حوالدار خفر محدکوا پنی پوزیش سے چار پانچ گز دورشیشم کے درخت کے بنچےایک بھارتی سایہ نظر آتا ہے۔خفر کی چھٹی حس اسے خبر دار کردیتی ہے کہ بیٹخص پاک فوج سے تعلق نہیں رکھتا کیونکہ اپنا کوئی جوان ابھی سڑک پر آگے ہیں گیاخفرتحکمانہ لہجے میں سوال کرتا ہے: دی ہے،،

پنجابی میں جواب ملتاہے:'' کوئی گلئیں اپنے ای آ ں' (کوئی بات نہیں اپنا آ دمی ہوں)۔حوالدارخصر

کڑک کراسے ہینڈزاپ کا حکم دیتا ہے اور وہ سابیتا لع فرمان بیچے کی طرح ہاتھ بلند کردیتا ہے۔ پہتہ چاتا ہے وہ بھارتی میجر ہے۔ خطر محمداسے بارک کی طرف چلنے کا آرڈر دیتا ہے تا کہ اپنے صوبیدار کے سامنے پیش کرے۔ ابھی وہ سڑک کے درمیان ہی پہنچ پاتے ہیں کہ قصر ہند کے اوپر سے مشین گن کا برسٹ آتا ہے اور سکھ میجراوند ھے منہ گر پڑتا ہے۔ حوالدار صرف چندقدم پیچھے ہے، اسے خراش تک نہیں آئی۔ بیج ہے موت بہادروں سے کئی کتر اکر گزرجاتی ہے۔

میں آ گے بڑھنے کے لئے والنٹیئر ہوا ہوں

تقریباً اسی وقت ریلوے بند اور قصر ہند کی جانب سے زبردست فائر آنے لگتا ہے۔ صوبیدار صفدر جوانوں کو بارک کی نثیبی جگہوں میں لیٹ جانے کا تھم دیتا ہے۔ وہ خود بارک کے سامنے سنتری پوسٹ میں کھڑا ہوجا تا ہے کیونکہ یہاں سے وہ صور تحال کواپنے کنٹرول میں رکھ سکتا ہے۔ اسے دہمن کی جانب سے ذرا سکون ملتا ہے تو خیال آتا ہے کہ تھوڑی دیر بعدان کے پیچھے ٹینک آنے والے ہیں، انہیں سڑک پر پچھی ہوئی بارودی سرنگوں کا کوئی علم نہیں۔ اس طرح ان کا بہت نقصان ہوگا۔ اس خیال سے وہ اپنے وائرلیس آپریٹر مخصیل شکر گڑھ کے سیابی عبدالمجید کو تھم دیتا ہے:

" بیچه میجر محمدا شرف سے رابطہ قائم کروکہ وہ ٹینکوں کوخبر دار کر دیں۔"

لیکن میجراشرف کا آپریٹرملکوال ضلع گجرات کا رہنے والا سپاہی خادم حسین زخمی ہو چکا ہے،اس لئے پیغام نہیں بھیجا جاسکا۔اب صوبیدار صفدر آواز دیتا ہے:''ایک والنٹیر چاہئے''۔موضع بھٹی گوجراں مخصیل چکوال کا سپاہی محمرعلی جس کا دل بھی اس کی مونچھوں کی طرح بڑا ہے، دوڑ کر آگے آتا ہے۔صوبیدار تھم دیتا ہے:''بیچھے ہے تی پی برجاؤ، پندرہ منٹ تک اینے ٹینک آئیں گے،انہیں مائن ٹیکلس سے خبر دار کردو۔''

سپاہی محمطی جواب دیتا ہے:''صاحب میں آگے جانے کے لئے والنٹیئر ہوا ہوں، پیچھے جانے کے لئے نہیں۔ایک بار جہاں قدم رکھ چکا ہوں،اس سے ایک انچ بھی پیچھے ہیں ہٹوں گا۔''

صوبیدارصفدراس کے جذبے کی قدر کرتا ہے اور پھراسے معاملے کی اہمیت بتا تا ہے۔سپاہی محمطی پیچھے روانہ ہوجا تا ہے۔وہ خاصی دیر ہے تی پی پرانتظار کرنے کے بعدا پنے پلاٹون سے دوبارہ آ ملتا ہے۔

سینڈلیفٹینٹ محمد سین کا پلاٹون بارک ایریامیں قدرے تاخیرسے پہنچتا ہے کیونکہ راستے میں وہ دشمن کے

زبردست فائر کی زد میں آ جاتا ہے لیکن اس کے بہادر جوان آ گے بڑھنے میں کامیاب ہو گئے۔اگر چہ صوبیدارصفدر کے پلاٹون کا ٹاسک مکمل ہو چکا ہے،لیکن دوسرے پلاٹون کے ٹاسک کو کممل کرنے کے لئے وہ آ گے بڑھنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ایک جوان کورائفل پرانرگا چڑھانے میں دفت ہور ہی ہے۔وہ صوبیدار سے مدد کی درخواست کرتا ہے۔صوبیدارصفدرگرینیڈ کھول کرربڑ کی واشل نکال رہا ہے اورساتھ ساتھ چل بھی رہا ہے۔ٹیلی فون کے تاراس کے یاؤں میں الجھ جاتے ہیں۔

صوبیدار صفدر، حوالدار زرمجد کی مدد سے تاروں سے خلاصی حاصل کرتا ہے۔ اس اثناء میں تمام جوان آ گے سڑک پررک گئے ہیں۔ یہاں پھر سڑک کے عین اوپر مائن فیلڈ ہے۔ بیدس بارہ فٹ چوڑا ہے۔ تمام مائن ایک دوسرے سے نہایت باریک تاروں سے جڑے ہوئے ہیں۔ ذراسی گڑ بڑسے بیک وقت سب کے سب اڑ سکتے ہیں۔

صورتحال انتہائی نازک ہے۔سڑک کے اوپر اور دائیں بائیں ہر طرف مائن ہیں۔کسی جانب سے بھی آ گے بڑھنے کا راستہ نہیں۔جوانوں کے چہروں پرتر دد کے آثار نمودار ہو گئے ہیں۔صوبیدار صفدرصور تحال کی نزاکت کو بھانپ لیتا ہے اوران الفاظ میں جوانوں کو جوش دلاتا ہے:

'' دین حق کے پرستار مجاہد و!اس وقت ما دروطن کی سالمیت خطرے میں ہے۔کروڑوں ماؤں بہنوں اور بہو بیٹیوں کی عصمت وعفت خطرے میں ہے۔اپنے وطن کی حفاظت اوراپنی ماں بہنوں کے سروں پر آپیل قائم رکھنے کے لئے آگے بڑھو۔''

یہ کہہ کرصوبیدارصفدر مائنوں میں داخل ہوجاتا ہے۔وہ خالی جگہوں پراحتیاط سے پاؤں رکھتا ہوا مائن فیلڈ پار کر جاتا ہے۔ اس کے پیچھے تمام جوان حرکت میں آجاتے ہیں۔ دشمن کی بچھائی ہوئی بارودی سرنگیں سرفروشان اسلام کا راستہ نہیں روک سکیں۔ سی جوان کوخراش تک نہیں آئی۔خدا کافضل شامل حال ہے اور تائیدا ہے دی قدم قدم پرجوانوں پرسانیگن ہے۔

کچھ در پہلے جا ندطلوع ہو چکا ہے لیکن فضا ابھی تک دھندلائی ہوئی ہے۔ گولے بارود کے دھوئیں کی دبیز چا درسی تن گئی ہے۔ روشنی کے غباروں اور تو پول کے گولوں کی چیک سے نگا ہیں خیرہ ہورہی ہیں۔ دشمن پاک فوج کاہلہ رو کئے کے لئے ایڑی چوٹی کا زورلگار ہاہے۔اس کا بہترین انفنٹری بریگیڈیہاں مورچہ بندہے۔
سکھ، گور کھے اور ہندوفوجی کالی مائی کی جھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ان کے اعلیٰ افسر دریا یارمحفوظ مقامات سے

وائرلیس پرانہیں آ رڈر پر آ رڈر جاری کررہے ہیں کہ علاقہ مت جھوڑو۔ بھارتی فوج اپنی بساط کے مطابق کوشش کررہی ہے کیکن اس میں یا ک مجاہد کی ضرب حیدری ہے کی استطاعت نہیں۔

بارک ایر یاسے خاصا آ گے ریلوے بند، سڑک سے آن ملتا ہے۔ یہاں ایک سنگ میل نصب ہے۔ یہ فیروز پور کی قربت کا احساس دلا رہا ہے۔ یہاں سڑک کے دونوں جانب دومضبوط بنگر بنے ہوئے ہیں۔ان میں دست بدست لڑائی کی نوبت آتی ہے۔جوانوں کے ہاتھ شکینیں چلاتے چلاتے سوج جاتے ہیں۔

یہ مقام دوسری پلاٹون کامنتہائے مقصود ہے۔ صوبیدار صفدرا پنے جوانوں کو مناسب پوزیشنوں میں بٹھا دیتا ہے۔ سڑک کے دونوں جانب اور ریلو ہے بندگی آٹر لے کرگائیڈ بند پرموجود دیشن کے فائر کا جواب دیا جاتا ہے۔ صوبیدار صفدر موقع پاکر حوالدار زرمجد کی مرہم پٹی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ حوالدار خضر مجمد اپنارو مال پھاڑ کر زخموں پرکس کر باندھ دیتا ہے۔ ایک بار پھر پلاٹون کمانڈ رصوبیدار صفدر، زخمی حوالدار کو پیچھے چلے جانے کا حکم دیتا ہے۔ زرمجمد کی آئھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور وہ اپنے صوبیدار کی پیٹی تھام کر کہتا ہے: دصاحب! میں آخردم تک آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ اسی اثناء میں آگے بل کی جانب سے بوٹوں کی ماحب! میں آخردم تک آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔ اسی اثناء میں آگے بل کی جانب سے بوٹوں کی محکم گھک کی آ واز آتی ہے۔ صوبیدار صفدر بید کی کھر حیران رہ جاتا ہے کہ بی کمپنی کا کمانڈر میجر زاہد یاسین استارہ جرائت) خراماں خراماں چلاآ رہا ہے جیسے بیرزم گاہ نہیں پر ٹیگراؤنڈ ہو۔

''میں اس وقت تک قصر ہند پر قبضہ نہیں کرسکتا جب تک رشمن کا پیچھے سے راستہ بند نہ ہو''۔ میجرز امدیاسین گونج دار آواز میں کہتا ہے۔

''اسی لئے میں اپناایک سیکشن نائیک علی اصغر کی کمان میں نہر کے بل پر بٹھا آیا ہوں۔تم لوگ بھی فوراً وہاں پہنچوا درنہر کے بل پر قبضہ شحکم کرو۔''

میحرزاہداسی آن بان کے ساتھ قدم اٹھا تا ہوا اپنی کمپنی کی طرف چلا جاتا ہےصوبیدار صفدرا پنے پلاٹونوں کو لے کرنہر کی جانب بڑھتا ہے۔ اب انہیں سڑک کے ساتھ ریلوے بند پر دشمن کی زبردست مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہاں قدم قدم پر بنکر بنے ہوئے ہیں۔ بند کے مشرقی جانب ایک گہرا کرال ٹرنچ کھدا ہے جس سے تمام مور ہے آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ان مور چوں میں گرینیڈ بھینک بھینک کر دشمن کونیست ونا بود کیا جار ہا ہے۔خود صوبیدار مختلف بنکروں میں نوگرینیڈ استعال کرتا ہے۔

دشمن کی مزاحمت کو کیلتے ہوئے صوبیدارصفدرعلی کے دونوں پلاٹون نہر کے بل پر پہنچ جاتے ہیں۔ یہاں

لائل بور کا رہنے والا نائیک اصغرا پی قلیل سی نفری کے ساتھ پہلے ہی ڈٹا ہوا ہے۔صوبیدار صفدرا پی پوزیشن ، گائیڈ بند پرتھوڑی دورتک پھیلا دیتا ہے۔

بلوچ رجمنٹ کے کمانڈنگ آفیسر لیفٹینٹ کرنل سید حبیب احمد (ستارہ جرائت) کواس کامیا بی کی اطلاع دینے کے لئے صفد را یک بار پھر والینٹر مانگتا ہے۔ اب کوٹ عیسی خال ضلع ڈیرہ غازی خال کا جی دار پٹھان حاجی محمد اپنے آپ کوپیش کرتا ہے۔ وہ جسی پی کے راستے دیپالپور نہر میں عبوری مقام پراپنے کرنل کو تلاش کرتا ہے۔ منصوبے کے مطابق کرنل کو اپنے تدبیر اتی ہیڈ کوارٹر کے ساتھ یہیں ہونا چاہئے لیکن وہ تمام کتا بی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کرشا ہراہ عشق پر روانہ ہو چکا ہے۔ حاجی محمد کسی کو پیغام دیئے بغیر واپس لوٹنا ہے اور این پلاٹون سے آماتا ہے۔

گائیڈ بند کی طرف صوبیدار صفدر علی شاہ کی پوزیشنوں کے سامنے سرکنڈوں کے جھنڈ سے ایک بھارتی وائرلیس آپریٹر بینڈزاپ کے باہر نکاتا ہے۔ صوبیدار کی نظراس کے ہاتھوں پر پڑتی ہے۔ چاندنی میں نہائی ہوئی رات میں چکتا ہوا پستول صاف نظر آ جاتا ہے۔ صوبیدار صفدر ہاتھ بڑھا کر پستول اس سے چھین لیتا ہے اور بیدد کیھنے کے لئے کہ آپا بیلوڈ ہے پانہیں۔ اس کارخ ایک طرف کر کےٹریگر دباتا ہے۔ تڑاخ سے گولیاں نکتی ہیں۔ اگر میہ پستول بروفت دکھائی نہ دیتا تو یہ بھارتی فوجی نا قابل تلافی نقصان پہنچا سکتا تھا۔ پوچھ کچھ پر وہ اپنا نام پریتم سنگھ بتاتا ہے۔ پگڑی اتار کر اس کے ہاتھ بیچھے کی طرف باندھ دیئے جاتے ہیں۔ حوالدار اب نائب صوبیدار) کبیراسے سڑکی کی طرف لے جاتا ہے۔ پریتم سنگھ موقع پاکرفرار ہونے کی کوشش کرتا ہے اور کبیراسے گولی کا نشانہ بنادیتا ہے۔ بھارتی سپائی کو پیٹھ پرکاری زخم آتا ہے اور وہ کچھ دیر تڑ پنے کے بعد مختذا ہوجا تا ہے۔ حوالدار کبیرواپس اپنی پوزیشن پر آجا تا ہے۔

کیاوہ زندہ ہے، یاوہ مرچکاہے

صوبیدارصفدر کے دونوں پلاٹون ایک وسیع جگہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ان کا آپس میں ملاپ قائم رکھنے کے لئے وہ اونجی آ واز میں آرڈروغیرہ دیتا ہے۔اس سے دشمن کواس کی پوزیشن کاعلم ہوجا تا ہے۔گائیڈ بند کی طرف سے راکٹ لانچر کا ایک گولہ ایس کے بالکل قریب پھٹتا ہے۔وہ اندازہ لگا تا ہے کہ اگلا گولہ مین سرکے اور پڑے گا۔اس لئے وہ حفاظتی تدبیراختیار کرتا ہے اور بند کے ساتھ دشمن کے کرال ٹرنچ میں لیٹ جا تا

ہے۔عین اس موقع پر دوسرا گولہ اس کے اوپر کرال ٹرنچ کے کنارے گرتا ہے۔ دھوئیں اور گر دوغبار کا ایک گبولہ سااٹھتا ہے۔مٹی اور پتھراس کےاو پرگرتے ہیں اور وہ اس میں دب کررہ جا تا ہے۔ بارود کی بواور گولہ تھٹنے کے دھاکے سے اس کے اعصاب بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔اس کے پیچھے تقریباً آٹھ دس گز کے فاصلے پرحوالدارکبیرنے پوزیشن لےرکھی ہے،آ گےحوالدارخصرہ، وہ دونوں سمجھتے ہیں کہ صوبیدارشہید ہو گیاہے۔کبیرا پنی جگہ سے اٹھتا ہے،صوبیدار صفدر کی کمراور ٹانگوں پریاؤں رکھ کرآ گے بڑھتا ہے اورخصر کے یاس پہنچ کر کہتا ہے:''حوالدارصا حب،صوبیدارشہیدہوگیا ہے۔کوئی بات نہیں،اییاوفت آسکتا تھا،تم پلاٹون کی کمان سنجالو۔'' حوالدارخصر سیاہی محمد اسرائیل کو تکم دیتا ہے:'' جاؤ،صوبیدار کی ڈسک اتار لاؤ۔'' بیمسن جوان موضع دھنا کہ موہڑ مخصیل کہوٹہ کارہنے والا ہے۔اس کا باپ نائب صوبیدارسیدا کبرسیالکوٹ کے محاذیر وادشجاعت دے رہاہے۔اسرائیل،صوبیدارصفدر کے گلے سے ڈسک اتارتا ہے۔اس عرصے میں صوبیدار پرینیم عشی کی کیفیت طاری رہتی ہے۔وہ سب کی آ وازیں سن رہاہے۔وہ بولنا بھی چاہتا ہے کیکن اس کی زبان ساتھ نہیں دیتی۔وہ سوچتاہے کیا وہ شہید ہو گیاہے یا کوئی خواب دیکھ رہاہے۔وہ بار باراپنی قوت مجتمع کر کے بولنے کی کوشش کرتا ہے،کیکن کامیاب نہیں ہو یا تا۔ پھرسو چتا ہے کہ شایدوہ مرچکا ہے،اس لئے دوسرے لوگوں کو پکارنے سے قاصر ہے کیکن اگر وہ واقعی مرچکا ہے، تو اسے ان لوگوں کی آ وازیں کیوں سنائی دیتی ہیں۔ جاندنی میں نہائی ہوئی رات اسے کیسے نظر آرہی ہے۔ گولے اور بارود کی بواس کے نتھنوں میں کیوں تھسی جارہی ہے۔ بالآ خراس کے ذہن سے دہشت کے اثر ات زائل ہوجاتے ہیں تو وہ حوالدار خضر کو آ واز ویتاہے۔

حوالداردوڑ کراس کے پاس آتا ہے اور بغیر سوچ سمجھے بازوسے پکڑ کرمٹی کے ڈھیرسے باہر نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔ یکدم زورلگانے سے صوبیدار صفدر کا بایاں کندھادر دکر نے لگتا ہے۔ وہ پانی مانگتا ہے جس پر خطرا پنی بوتل اس کے منہ سے لگا دیتا ہے اور وہ منہ کے اندر گھسی ہوئی مٹی اور ربیت سمیت ساری بوتل غٹاغث فی جاتا ہے۔ اب اس کے جسم میں پوری قوت عود کر آئی ہے۔ وہ خطر کی مدد سے مٹی کے ڈھیر سے باہر نکاتا ہے۔ اب اس کے جسم میں پوری قوت عود کر آئی ہے۔ وہ خطر کی مدد سے مٹی کے ڈھیر سے باہر نکاتا ہے۔ یہ سے سیاری کارروائی تین چار منٹ کے خضر سے عرصے میں عمل میں آتی ہے۔ ایک دفعہ موت کی آئھوں میں آئی ہے۔ ایک دفعہ موت کی آئھوں میں آئی ہے۔ ایک دفعہ موت کی آئھوں میں آئی ہے۔ وہ کی باند یوں کوچھونے لگتا ہے۔ وہ کرال ٹرنچ سے نکل کر بند کے اور چڑ ھتا ہے اور پھر وں کے ڈھیر سے گزرتا ہوا نہر کے بل پر پہنچ جاتا ہے۔ وہ کرال ٹرنچ سے نکل کر بند کے اور چڑ ھتا ہے اور پھر وں کے ڈھیر سے گزرتا ہوا نہر کے بل پر پہنچ جاتا ہے۔

وہاں نائیک شیر دل شہید (ستارہ جرائت) پوزیش لئے ہوئے ہے۔ تھوڑی دیر پہلے اس کا سامنا ایک سکھ سے ہوا ہے۔ وہ مائنوں سے بھری ہوئی ٹرالی لے کرنہر کے بل کے اس طرف آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شیر دل تھم گھا ہوکراس کو کیفرکر دار تک پہنچا تا ہے اورٹرالی بل کے نیچے پھینک دیتا ہے۔ بل کے پر لی طرف پندرہ ہیں سکھ نمودار ہوتے ہیں۔ ایک سکھ نائیک انہیں ماں بہن کی گالی دے کر آگے بڑھنے کا تھم دیتا ہے لیکن بزدل دشمن شرک سے مسنہیں ہوتا۔ نائیک شیر دل ایک سپاہی سے مشین گن لیتا ہے اور سڑک کے او پر رکھ کر دشمن کے اس دستے پر فائر کھول دیتا ہے۔ دشمن کی صفوں میں بھگدڑ مچ جاتی ہے۔ اکثر مکئی کے دانوں کی طرح بھن کر جہنم رسید ہوتے ہیں۔ باقی زخمی حالت میں چنے پیار شروع کر دیتے ہیں۔

اس وقت ہیڈ ورکس کے دائیں طرف و بیالپور نہر اور دریائے ستلج کے درمیان واقع پیری میٹر سے زبردست فائر آ رہاہے۔ ساتھ ہی ساتھ فلیظ گالیاں بھی سائی دے رہی ہیں۔ ان میں ایک گالی ایس ہے جن من کرصو بیدارصفدر کا خون کھول اٹھتا ہے اور وہ سو چتا ہے: ' یا خدا ایس گالی بھی ہمارے جھے میں آئی تھی۔' دوسری طرف بلوچ رجمنٹ کی اے کمپنی اپنے کمپنی کمانڈر میجر محمد حنیف ملک کی شہادت کے بعد سینئر صوبیدار محمد اقبال کی کمان میں نہر کے بل پر پہنچ جاتی ہے اور مناسب دفاعی پوزیشن اختیار کر لیتی ہے۔ اس صوبیدار محمد اقبال کی کمان میں نہر کے بل پر پہنچ جاتی ہے اور مناسب دفاعی پوزیشن اختیار کر لیتی ہے۔ اس اثناء میں پنجاب رجمنٹ کے میجر ظفر اقبال ثالب بھی ایک پلاٹون کی نفری کے ساتھ یہاں پہنچ گئے ہیں اور نئر کے بل کے اس طرف پوزیشن سنجال لیتے ہیں۔ عین اس وقت دشمن کے توپ خانے کا بے پناہ فائر کرنے لگتا ہے۔ ایک ایک ایک ایک پر چھوٹی ہڑی تو پوں کے گولے پھٹ رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ دشمن جوائی یلغار کرنے والا ہے۔

و تمن کے ارادوں کو بھانیتے ہوئے صوبیدارا پے جوانوں کو مناسب پوزیشنوں میں بٹھا دیتا ہے۔ چونکہ
اس کا وائر کیس سیٹ کا منہیں کر رہا، اس لئے تمام تر ہدایات وہ زبانی دے رہا ہے۔ وہ بجلی کی سی پھرتی کے
ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جارہا ہے۔ بھارت کی کورآ رٹلری نے قیامت مچار تھی ہے۔ صوبیدار جانتا ہے
اگر اس وقت ذرا بھی سستی کا مظاہرہ ہوا تو سب کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ اگر اس کی دفاعی پوزیشن کو
روندتے ہوئے دشمن آ گے بڑھنے میں کا میاب ہو گیا تو پھراسے دور دور تک روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔
حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ چند نازک کھات ہیں جو سینی والاکی تاریخی لڑائی کا پانسا بیلنے والے ہیں۔
مارے جوان اس اعصاب شکن فائر سے بے پر وا ہوکر تاریخ کے سینے پر بے مثال شجاعت کی مہر شبت کر

رہے ہیں۔صوبیدارایک ایک جوان کا نام لے لے کر ہدایات دے رہا ہے۔ دیمن اتنا قریب ہے کہ وہ سب
پچھین رہا ہے۔اسے صوبیدار کے نام کا پتہ چل جاتا ہے اور وائرلیس پرجعلی پیغام دیتا ہے: ''صفدر بیریگیڈ
کنٹرول ہے، تمہارے لئے تھم بیہ ہے کہ دیمن کے دباؤ کے پیش نظر پوزیشنیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ آؤ۔' لیکن
صوبیدار جانتا ہے اسے آگے ہی آگے بڑھنے کا تھم دیا گیا ہے، وہ یہ تصور بھی نہیں کرسکتا کہ ایک بارایڈوانس کا
تھم دے کر پیچھے بھی بلایا جاسکتا ہے، چنانچہ وہ وائرلیس پر فدکورہ پیغام دینے والے کو بے نقط سناتا ہے۔اس
پر بھارتی وائرلیس آپریٹراس فریکوئنسی سے دم دبا کر بھاگ جاتا ہے۔

سر!اگرمیں فائز نہکرسکا.....

اسی اثناء میں ہیڈورکس کی طرف سے بھارتی ٹینکوں کی گڑ گڑا ہٹ سنائی دیتی ہے۔صوبیداراس وقت گائیڈ بند پر ہے۔ٹینکوں کی آ واز زبان حال سے بھارت کے جوابی حملے کاالارم دے رہی ہے۔صوبیدار عالم وارنگی میں نہر کے بل کی جانب دوڑتا ہے۔اس کے پیچھے دوسرے جوان بھی ہیں۔وہ بل کے قریب پہنچتا ہے تو ٹینکوں کی آ واز قریب سے قریب تر ہوجاتی ہے۔

اسم باسمی نائیک شیرول چلا چلا کر پکاررہا ہے: ''جس کے پاس انرگا ہے، ادھرسڑک پر آجائے۔'' چک 376 ڈبلیو بی مخصیل لودھراں کا لانس نائیک محمد شریف (تمغہ جرائت) اس پکار پر لبیک کہتا ہے اور اپنی رائفل پر انرگا چڑھا کر بل کے سامنے سڑک کے عین بچ میں لیٹ جا تا ہے۔اس کی اس بے خوفی پر تقدیم میں مخص مشرک کے ساتھ بائیں طرف لسوڑ ھے کے درخت کے نیچ پوزیشن عش مشرک کے ساتھ بائیں طرف لسوڑ ھے کے درخت کے نیچ پوزیشن کے رکھی ہے۔وہ لانس نائیک محمد شریف کواس کی ڈاڑھی کی وجہ سے پہچان کر مکم دیتا ہے: ''شریف،سڑک کے اویر کیوں لیٹے ہو؟ دائیں بائیں پوزیشن لو۔''

بھارتی ٹینک اس وقت تک دریا کا بل عبور کر کے نہر کے بل کے قریب پہنچ چکا ہے۔ لانس نائیک محمد شریف براہ راست اس کی مشین گن کی ز دمیں ہے۔اس کے ساتھ ایک جوان اور بھی ہے مگر آج اس کا نام بتانے والا کوئی نہیں۔وہ گمنام شہید کی حیثیت سے تاریخ کی پییٹانی پرستارہ بن کر چمکتار ہے گا۔

ٹینک اور قریب آ گیا ہے۔ لانس نائیک شریف اپنے صوبیدار کو لاجواب کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

''صاحب، میں نے بیہ تھیارزیادہ استعال نہیں کیا، مجھے یہیں لیٹار ہنے دیں۔اگر میں اسے فائر نہ کرسکا تو کم از کم جب ٹینک میرےاوپر سے گزرے گا توبیضرور پھٹے گا اور میرامشن تکمیل کو پہنچ جائے گا۔''

بے تیخ لڑنے والے مومن کی آن ملاحظہ ہو جہاں آرآ رگنیں کارگر نہیں رہتیں، وہاں رائفل سے فائر ہونے والے مومن کی آن ملاحظہ ہو جہاں آرآ رگنیں کارگر نہیں رہتیں، وہاں رائفل سے فائر ہونے والے ایک عام سے گرینیڈ کی حیثیت کیا ہے! لیکن شریف شہید جیسے غازیان اسلام، وستہ شمشیر کی بجائے نصرت ایز دی اور قوت باز و پرایمان رکھتے ہیں۔

وشمن کے مابی ناز بکتر بند ڈویژن کا ہراول ٹینک نہر کے بل پر پہنچا ہے تو اس کاعملہ'' ہے ہند، ہے ہند' کے نعرے لگا تا ہے۔ عین اس موقع پر دائیں بائیں اور سامنے سے پانچ چھانر گے فائر ہوتے ہیں۔ ٹینک ایک دھاکے سے پھٹتا ہے اور بھارت کا غرور خاک میں مل جاتا ہے۔ ٹینک کاعملہ باہر کود کر فرار ہونے ک کوشش کرتا ہے تو نائب صوبیدار رب نواز کے پلاٹون کامشین گنرنمبرون سپاہی مصری خان ایک ہی ہوچھاڑ سے اسے بھون کر رکھ دیتا ہے۔

بھارت کی اپنی فیکٹریوں میں تیارشدہ پہلاحملہ آوروجت ٹینک سلج کے رتبلے کنارے پرحسرت ویاس کی تصویر بنا کھڑا ہے۔ وہ فیروز پوراور فرید کوٹ کے باغات سے اس زعم میں چلاتھا کہ پاک فوج کے دفاع کو تو ٹرتا ہوالا ہور کی طرف فاتحانہ پیش قدمی کرے گا۔ اسے تو قع تھی کہ 65ء میں جس جم خانہ میں وہ شراب کا جام نہ چڑھا سکا، ابضرورو ہاں فتح کا جشن منائے گالیکن بدروا صدکے غازیوں کی ایک ہی ضرب محمدی سے جام نہ چڑھا سکا، ابضرورو ہاں فتح کا جشن منائے گالیکن بدروا صدکے غازیوں کی ایک ہی ضرب محمدی سے بیالیس میل دور سینی والا کے کارزار میں اس کے اپنے خون کا جام چھلک اٹھا ہے۔ اس تباہی اور بربادی سے بیالیس میل دور سینی والا کے کارزار میں اس کے اپنے خون کا جام چھلک اٹھا ہے۔ اس تباہی اور بربادی سے دشمن پر ہذیانی کیفیت طاری ہوگئی ہے۔ وہ جھنجھلا کر ایک اور ٹینک آگے بڑھا دیتا ہے۔ پاک وطن کے سرفروش مجاہداس کا استقبال کرنے کے لئے موجود ہیں۔ دشمن موج درموج ان پر ہلا بول رہا ہے لیکن یہ کھی جگہوں پرسیدنہ تانے کھڑے ہیں اوروار پروارسہدر ہے ہیں۔

سینڈ لیفٹینٹ محرحسین، صوبیدار صفدر، حوالدار زرمحد، نائیک شیر دل، لانس نائیک محمد شریف، سپاہی مصری خال، سپاہی امجد بیگ اور کئی دیگر گمنام مجاہدا پنی راکفلوں پر دوسرانرگا گرینیڈ چڑھا لیتے ہیں۔اگلاو جنتا ٹینک ان کے رہنج میں آتا ہے توایک ساتھ ٹریگر دباتے ہیںدوسرے وجنتا کا غرور بھی خاک میں مل گیا ہے لیکن اس کی مشین گن ٹھیک حالت میں ہے اور گولیوں کا مینہ برسار ہی ہے۔اس سے نائیک شیر دل اور گیا ہے کین بھی میں لیٹا ہوالانس نائیک محمد شریف سخت زخمی ہوجاتے ہیں گروہ بدستورا پنی اپنی جگہ پر ڈٹے

ہوئے ہیں اور دیمن کے نئے جملے کا بیتا بی سے انظار کررہے ہیں۔ان کے زخموں سے مسلسل خون بہدر ہاہے اور وہ بالآ خروطن کی آن پر قربان ہوجاتے ہیں۔قوم اپنے ان عظیم سپوتوں کوخراج عقیدت پیش کرنے کے لئے بالتر تیب ستارہ جرائت اور تمغہ جرائت کا اعزاز بعد از شہادت پیش کرتی ہے۔ لا ہور پر حریصانہ نظریں جمانے والا بھارتی بکتر بند ڈویژن صرف دو ٹینک برباد کرانے کے بعد تمام عزم وحوصلہ کھو بیٹھتا ہے۔ دہمن کو اب یہ قبر ہے کہ کسی نہ کسی طرح تباہ شدہ ٹینک کوریکور کر لے تا کہ اس کی ہزیمت کا تماشاد نیا کو نہ دکھا یا جا سکے۔ چنا نچہ اس مقصد کے لئے دریا پارسے بے پناہ فائر اس جگہ پر مرکوز کر دیتا ہے تا کہ پاک فوج کے جوان اپنی جگہ سے سرنہ اٹھا سکیس اور اس فائر کی آڑ میں ٹیمنوں کو بیچھے لا یا جا سکے۔ یہی وہ وقت ہے کہ بلوچ رجمنٹ کا کمانڈ نگ آ فیسر لیفٹینٹ کرنل سید حبیب (ستارہ جرائت) دیپالچور نہر کے کنارے اس فائر میں پھنس کررہ گیا

دسمبری چاندنی رات زندگی کا مجاہدانہ رقص دیکھرہی ہے۔ وہ زندگی جواس طرف ایک ایبا مقدس فرض بن چکی ہے جس کی شکیل کے لئے مجاہدین پاک پر وارفگی کی کیفیت طاری ہے ۔۔۔۔۔۔اورایک زندگی اس طرف بھی ہے جسے موت کی دہشت نے بدحواس کر دیا ہے ۔۔۔۔۔۔ چاند دشمن کو زہر خند کے ساتھ دیکھ رہا ہے جو بہاروں بخص ہے جسے موت کی دہشت نے بدحواس کر دیا ہے ۔۔۔۔۔۔ چاند دشمن کو زہر خند کے ساتھ دیکھ رہا ہے جو بہاروں برخز اس کی ویرانیاں مسلط کرنا چاہتا ہے اور زندگی کی رعنا ئیوں پر نحوستوں کے سائے بھیرنا چاہتا ہے ۔۔۔۔۔ چاند کی کرنیں ان مجاہدین پر سکنیت طاری کر رہی ہیں جو جاتی آگ اور رقص کناں شعلوں میں کود چکے ہیں۔ سناتی ہوئی گولیوں کی بوچھاڑ میں آگے بڑھ رہے ہیں اور تو پوں کے ہیبت ناک دھاکوں سے بےخوف ہو کرمنزل تک پہنچنا اپنافرض اولین تصور کرتے ہیں۔

ستلج كايل ڈائناميٺ كردو.....!

دشمن کے توپ خانے کا فائر پوری شدت سے جاری ہے، درختوں کی شاخیں ٹوٹ پھوٹ رہی ہیں۔ غنچے را کھ بن رہے ہیں، پھرریزہ ریزہ ہوکر ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ آتش وآ ہن کے اس طوفان میں گوشت پوست کے انسان مضبوط چٹانوں کی طرح ڈٹے ہوئے ہیں۔انہیں اپنے خدا کے وعدوں پر، اپنی ذات پر اور اپنے مقصد کی سچائی پر پورا اعتماد ہے۔ ایمان کی طافت اور کلمہ طیبہ کی برکت ان کے لئے ڈھال بن چکی ہے۔ رحمت ایز دی ان پر سابھ گئن ہے۔

اسی قیامت خیز فائر کی آٹر میں دشمن اپنے تباہ شدہ ٹینکول کوریکور کرنے کی کوشش کررہاہے۔دوسری طرف فیروز پور میں بھارتی کمانڈراپنے جوابی حملے کی ناکامی پرسر پیٹ لیتا ہے۔اسے اب بی فکرنہیں کہ جوابی حملہ دوبارہ منظم کیا جائے بلکہ بیہ پریشانی لاحق ہے کہ پاک فوج کی برق رفتار پیش قدمی کو کیسے روکا جائے؟ اور آخر وہ بردلانہ فیصلہ کرتا ہے اور بو کھلا ہٹ میں اپنے آپریشن روم سے بیسکنل دیتا ہے۔

'' دریائے کے پل کوڈائنامیٹ سے اڑا دو۔''

بھارتی فوج کا ایک انجینئر سکنل وصول کرتے ہی بل پر لگے ہوئے ڈائنا میٹ کا بٹن دبادیتا ہے۔ایک دھا کہ ہوتا ہے اور بھارت کی طرف بل کا کچھ حصہ ٹوٹ جاتا ہے۔اس اثناء میں ایک بھارتی ٹینک دریا سے پار لے جایا جا چاہے۔دوسرا ٹینک عین اس جگہ پہنچتا ہے جہاں سے سڑک ٹوٹ جاتی ہے۔نیتجاً اوند ھے منہ دریا میں گریڑتا ہے۔

بھارت نے اس جنگ میں دیوبیکل سنچورین ٹینکوں کو استعال نہیں کیا، ان کا غرور 65 ء میں چونڈہ کی خاک میں ال گیا تھا، اب کے دشمن اپنی فیکٹریوں میں تیار کردہ جنتا ٹینک میدان میں لایا ہے لیکن کرنل حبیب کی بلوچ رجمنٹ نے سنلج کے کنارے اس کا گھمنڈ بھی توڑ کرر کھ دیا ہے۔ دشمن کا پہلا جوا بی حملہ پسپا کردیئے کے بعدصو بیدارصفدر دوسرے متوقع حملے کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے پچھ جوانوں کونہر کے بل کے آگے ہیڈ ورکس کے بائیں طرف نہر کے ریگو لیٹریر بٹھا دیتا ہے۔ یہاں دشمن کے پختہ بنکر بھی سنے ہوئے ہیں لیکن اپنے جوانوں کونی سے منع کردیا گیا ہے کہ وہ اان کے اندر ہرگز داخل نہ ہوں۔

دسمبر کی خنک جاندنی رات بھیگ رہی ہے۔ریڈ بواور ٹیلی ویژن پرخبروں کے آخری بلٹین بھی جنگ کے بارے میں خاموش ہیں۔صرف ان الفاظ پراکتفا کر کے پوری قوم کواپنی شیر دل افواج کے قطیم اور تا بناک کارناموں سے اندھیرے میں رکھا جارہا ہے:

''آج سہ پہر بھارت نے پوری مغربی سرحد پراچا تک حملہ کردیا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق لڑائی زوروں پر ہے۔ تفصیلات کا انتظار ہے۔''

اور حقیقت بہ ہے کہ اس وقت تک کم از کم حمینی والا میں بھارتی حملے کی شدت کوختم کیا جاچکا ہے۔ پاک فوج کے جوان'' تفصیلات''اپنے گرم اور جوال خون سے مرتب کررہے ہیں اور اب اس پوزیشن میں ہیں کہ ستلج کی موجوں سے کھیلتے ہوئے آگے بڑھیں اور دشمن پر کاری وار کر کے اسے مشرقی پنجاب کے میدانوں

سے بھگادیں۔

عاندابھی تک محونظارہ ہے۔ ایک حقیقی انسانی ڈرامہآگ اورخون کا ڈرامہد کہتے ہوئے لوہے کے طرف کی بارش میں جرات واثبار کا ڈرامہاس کی چثم وا کے سامنے ہے۔ عین اس وقت پھرا یک بار ٹینکوں کی گڑ گڑ اہٹ سنائی دیتی ہے۔ پاک فوج کے جانباز چو کئے ہوجاتے ہیں کہ شاید دشمن پھر آرہا ہے کیکن تھوڑی دیر بعد پنہ چلتا ہے کہ اپنے ٹینک پہنچ گئے ہیں۔ صوبیدار صفدر دوڑ کر پیچھے آتا ہے تا کہ ٹینکوں کی رہنمائی کر کے انہیں آگے لئے ہے۔

اپنے ٹمینکوں کا ایک ٹروپ ریلوے بند اور سڑک کے مقام اتصال پر کھڑا ہے۔ صوبیداران کے قریب پہنچا ہے تو پہلے ٹینک کا کمانڈراس سے کوڈورڈ پوچھتا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے: '' مجھے کوڈورڈ کا پہنہیں، میں بلوچ رجمنٹ کا صوبیدار ہوں۔ میرے جوان نہر کے بل سے آگے ہیڈ ورکس کے ساتھ پوزیشن لئے ہوئے ہیں۔ میں یہاں تہاری راہنمائی کے لئے آیا ہوں۔ کیونکہ راستے میں سڑک پر بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔ ''سین کمانڈر دفعدار (اب نائب رسالدار) عالم شیر کہتا ہے: ''اچھا کلمہ سناؤ۔'' صوبیدار صفدراو نچی ہیں۔ ''شینک کمانڈر دفعدار (اب نائب رسالدار) عالم شیر کہتا ہے: ''اچھا کلمہ سناؤ۔'' صوبیدار صفدراو نچی آئے کی اجازت دیتا ہے اور پھراس کی رہنمائی میں آگے بڑھتا ہے۔ سڑک پر بچھے ہوئے مائن فیلڈ پرشین گن کا برسٹ مارتا ہے اور راستہ صاف ہوجا تا ہے۔ آگے بڑھتا ہے۔ سڑک پر بچھے ہوئے مائن فیلڈ پرشین گن کا برسٹ مارتا ہے اور راستہ صاف ہوجا تا ہے۔ نہر کے بل پر پہنچ کرٹیکوں کا ٹروپ اسٹے داؤاستعال کر کے دشمن پر فائر شروع کر دیتا ہے۔

اس عرصے میں بلوچ رجمنٹ کا کمانڈنگ آفیسر کرنل حبیب بھی نہر کے بل پر پہنچ جاتا ہے۔ دوسری طرف میں جرحمد اشرف میں بریکنچ جاتا ہے۔ دوسری طرف میں جرحمد اشرف میں بریکنچ جیں۔ اب میجر محمد اشرف بریگیڈ کمانڈر کے بنے احکامات کے تحت اپنے ایک پلاٹون کے ساتھ ہیڈ ورکس پر پہنچ کر پوزیشن لے لیتا ہے۔ وزیر آباد کار ہے والا کیپٹن ضیاء اللہ اپنے حوالدار میجر عطامحد کے ہمراہ پوری رجمنٹ کو برسی گولیوں میں اسلے سیلائی کررہا ہے۔ کسی جوان کو ایک لمجے کے لئے بھی اسلے کی کمی کا حساس نہیں ہوا۔

و تمن کے جوابی حملے کا خطرہ سر پر منڈلار ہاہے۔ صوبیدار صفدرٹینکوں کوآگے بڑھ کر ہیڈورکس کے سامنے پوزیشن لینے کی درخواست کرتا ہے۔ ایک ٹینک حرکت میں آتا ہے، وہ نہر کے بل پر پہنچتا ہے، توایک خالی ڈرم میں سے ایک سکھ مائن ہاتھ میں پکڑے باہر نکلتا ہے اور لیک کر مائن ٹینک کے بنچے پھینک دیتا ہے۔ ٹیرم میں بھک سے اڑجا تا ہے۔ ساتھ ہی اس سکھ فوجی کے جسم کے ٹکڑے دور دور تک بھر جاتے ٹینک کا ایک چین بھک سے اڑجا تا ہے۔ ساتھ ہی اس سکھ فوجی کے جسم کے ٹکڑے دور دور تک بھر جاتے

ہیں۔اس خالی ڈرم پرصوبیدار کی کئی بارنظر پڑی ہے لیکن اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس میں دشمن حصب سکتا ہے کیونکہ سڑک کے کنارے اور بلوں کے نزدیک عام طور پر ڈرم نصب ہوتے ہیں۔سکھ کی بیہ جرات یقیناً لائق داد ہے لیکن اس کی قربانی کسی کام نہیں آتی کیونکہ بھارتی حکومت خواہ مخواہ انہیں جنگ کی آگ میں جھونک کرمروارہی ہے۔

باقی ماندہ ٹینک نہر کا بل عبور کر کے ہیڈ ورکس کے دائیں بائیں پھیل جاتے ہیں اور دشمن کی دریا پار
پوزیشنوں پراندھا دھند فائر شروع کر دیتے ہیں۔اس سے دشمن پراور بھی دہشت طاری ہوجاتی ہے اور وہ
سمجھتا ہے شاید پاکستان نے اپنا بکتر بند ڈویژن میدان میں اتار دیا ہے اور وہ بھی رات کے وقت ۔ دریا کے
اس طرف بھارتی فوج کوگا جرمولی کی طرح کاٹ دیا گیا ہے۔ دوسرے کنارے پر بھی دشمن میں بھگد ڑ مچ
جاتی ہے۔ ٹیکوں کی اس دلیرانہ کارروائی سے بھارتی جرنیلوں کومزید جوالی کارروائی کی جرائے نہیں ہوتی۔

پاک فوج رات بھر ہیڈ ورکس پر ڈٹی رہتی ہے۔ صبح صوبیدار صفدر نہر کے بل پرانچ کمانڈنگ آفیسر سے
ماتا ہے تو کرئل حبیب فرط جذبات سے اسے گلے لگالیتا ہے۔

وشمن دریا پاراپنے زخم چاٹ رہا ہے اوران کے اعلیٰ افسر اپنے ماتحوں کی جواب طبی کررہے ہیں کین پاک فوج کی اس بلوچ رجنٹ کو اپنے ہر گیڈ کمانڈر (اب میجر جزل) مجمد ممتاز (ستارہ جرائت اور ہلال جرائت) اور جی اوسی میجر جزل عبد المجید ملک کے سامنے سرخروئی نصیب ہوئی ہے۔ 14 دیمبر کا سورج اپنی مرنس میدان جنگ پر بھیرتا ہے تو بھارتی ہوائی جہاز کھیوں کی طرح حملے شروع کر دیتے ہیں۔ صوبیدار صفدرا پنے ہی اوکر شیس جاتا ہے۔ قریب ہی ایک ضفدرا پنے ہی اوکر کا طرح حملے شروع کر دیتے ہیں۔ صوبیدار نرتیمبر بلڈنگ کی بنیادیں کھدی ہوئی ہیں۔ صوبیدار کو اپنے ہی اوکی حفاظت زیادہ عزیز ہے۔ وہ درخواست زیتیمبر بلڈنگ کی بنیادیں کھدی ہوئی ہیں۔ صوبیدار کو اپنے ہی اوکی حفاظت زیادہ عزیز ہے۔ وہ درخواست کرتا ہے: ''صاحب آپ ان بنیادوں میں پناہ لے لیس۔ میں باہر کھڑا ہو کر ہوائی جہازوں پرنظرر کھوں گا کہ وہ کس طرف سے حملہ کرتے ہیں۔' چنانچہ جب بھارتی جہاز حملے کے لئے خوطہ لگا کران کے اوپر آتا ہے تو یہ لوگ صوبیدار کہتا ہے: '' پوزیشن لے لیس، صاحب۔' 'جہاز را کٹ گرانے کے بعد اوپر اٹھ جاتا ہے تو یہ لوگ اطمینان سے بیٹھ جاتے ہیں۔ خاصی دریت کے بیش جاری رہتا ہے۔

دن کے گیارہ بجے ہیں۔صوبیدارصفدر ہیڈورکس کے قریب کھڑا ہے،اسے دیپالپورنہر میں سے ایک سکھ اپنی طرف آتا دکھائی دیتا ہے، دونوں ایک دوسرے کو بیک وفت'' ہینڈزاپ'' کا حکم دیتے ہیں۔سکھ نے

بائیں ہاتھ میں رائفل تھام رکھی ہے جبکہ صوبیدار نہتا ہے۔صرف ایک دستی بم اس کے پاس ہے ہیکن اتناوفت نہیں کہوہ اس کی بن نکال سکے۔وہ اسے پھر کی جگہ استعمال کرتا ہے اورز ور سے سکھے کو دے مارتا ہے۔اس کا خیال ہے کہ سکھتھوڑا سا بوکھلا جائے گا تو وہ آ گے بڑھ کراسے قابوکر لے گالیکن نشانہ خطا جا تا ہے۔صوبیدار نسبتاً بلندجگہ پر ہےاورسکھنشیب میں۔جونہی دشمن رائفل گھما کر دائیں ہاتھ میں لیتا ہےاورسیدھی کرتا ہے، صوبیدار بجلی کی سی تیزی کے ساتھ آ گے جھپٹتا ہے اور را تفل کے اگلے سرے پر اپنا دایاں ہاتھ مار تا ہے۔نشانہ پھر چوک جاتا ہےاوراس کا انگوٹھارائفل کی فورسائیٹ سے ٹکرا کرزخمی ہوجاتا ہے۔ تاہم رائفل کا سکنگ ہاتھ میں پکڑلیتا ہےاورز وراگا کرنالی کارخ زمین کی طرف کردیتا ہے۔اس اثناء میں سکھٹر بگرد باچکا ہےاور گولیاں دونوں کے قدموں کے درمیان زمین میں ھنس جاتی ہیں۔اب صوبیدارا پنا ہاتھ راکفل کے بٹ پر مار تا ہے اوراہےمضبوطی ہے تھام کر دونوں ہاتھوں ہے رائفل کو بائیس طرف گھما دیتا ہے۔ساتھ ہی وہ یا وُں کی ایک ز ور دارضرب سے بھارتی سور ما کو حیاروں شانے حیت گرا دیتا ہے۔ایک سیاہی صابرحسین قریب کھڑا ہے، پہلے تو وہ سکھ کواپنی رائفل کا نشانہ بنانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ریت سچنسنے کی وجہ سے اس کی رائفل کا کے نہیں ہوتی، پھروہ دوڑ کرآ گے آتا ہے اور سکھ پر قابو پانے میں صوبیدار کی مدد کرتا ہے۔ پوچھ کچھ سے پتہ چلتا ہے کہ بیسکھ بھارتی توپ خانے کا او بی نشان شکھ ہے۔اسے ایک جیپ میں بٹھا کر پیچھے لے جاتے ہیں کہ جیپ پر براہ راست ایک گولہ پڑتا ہے جس ہےصوبیدارصفدرشد پدزخمی ہو جاتا ہے۔ جیبے الٹ جاتی ہے اور بھارتی قیدی موقع پر ہلاک ہو جاتا ہے۔رجمنٹ کے ایک صوبیدار میجر جلال کوبھی زخم آئے ہیں۔سیاہی صابر حسین کی ایک ٹانگ زخمی ہوتی ہے۔صوبیدار صفدر کوہسپتال پہنچادیا جاتا ہے۔زخم بھرنے کے بعدوہ سجر ہ کا دفاع کرتے ہوئے کمال پورگاؤں میں دوبارہ زخمی ہوجا تا ہے۔صحت یاب ہونے پروہ آج پھر شکج کے کنارےموریے میں ڈٹا ہواہے۔

لا ہور کی طرف پیش قدمی کے منصوب!

دن بھر کاتھ کا ہاراسورج مغرب کی پہنائیوں میں ڈوب چکاہے، شفق کی سرخی ابھی تک باقی ہےاور شوال کا چاند پندرھویں منزل میں قدم رکھنے سے پہلے ذرادم لے رہاہے۔تھوڑی ہی دیر بعد جرات وعزیمت کی تاریخ کا ایک عہد آفریں باب کھلنے والا ہے،حوصلے اور ولو لے نئی آن سے کھرنے والے ہیں۔جذبے انگڑائیاں کے کر بیدار ہونے والے ہیں اور جوان، گرم خون ایک نئے بانکین کے ساتھ بہار دینے والا ہے۔ انتظار کے کمحات ختم ہو چکے ہیں۔ صبر کا نازک آ گبینہ چھلک اٹھا ہے۔ اب مزید تاب نہیں۔ وقت کی نبض رک تی گئی ہے۔۔۔۔۔'' بزن'' کا اشارہ ہوتا ہے۔ زمانہ ایک مختصر سے وقفے میں صدیوں کی مسافت طے کرلیتا ے۔۔

قرون اولی کے مسلمان غازیوں اور شہیدوں کی جرائت وسرفروشی کی روایات دہرائی جارہی ہیں۔سرحد پاک کا چپہ چپہا پنے مجاہدوں کی لازوال قوت حیدری کی گواہی دے رہاہے۔وہ عظیم معرکے جواس ایک رات میں سر ہوئے اور وہ لافانی کارنامے جو گوشت پوست کے معمولی انسانوں نے انجام دیئے۔ان گنت اور لا تعداد ہیں۔

معرکے کی تفصیلات میں جانے سے پہلے اس علاقے کے نشیب و فراز ذہن میں رکھ لیجئے۔ لاہور، فیروز پورروڈ پر بیالیسویں سنگ میں پر مشتر کہ سٹم چوکیاں تعمیر کی گئی ہیں۔ ان سے بھی میل ڈیڑھیل آ گے دریائے سٹلج پر ہیڈ ورکس ہے جوایک قریبی بھارتی گاؤں حینی والا کے نام سے موسوم ہے۔ ہیڈورکس کے ساتھ ساتھ ریلوے لائن اور سڑک کے بل بنے ہوئے ہیں۔ قریب ہی مشرق میں ایک پر انے بل کی بر جیاں بھی ساتھ ریلوے لائن اور سڑک کے بل بنے ہوئے ہیں۔ قریب ہی مشرق میں ایک پر انے بل کی بر جیاں بھی کھڑی ہیں۔ ان کے دونوں سروں پر دوٹاور ہیں جواگر بیزی دور میں بل کی حفاظت کا کام دیتے تھے اور تقسیم ہند کے بعد بھارت نے انہیں انہائی مضبوط قلعوں میں تبدیل کر دیا۔ دریا کے اس طرف کا ٹاور قصر ہند کہلاتا ہوا دو سارہ والانخر ہند۔ قصر ہند کے سامنے سیاہ رنگ کے پھر سے ایک یا دگار بنی ہوئی ہے۔ یہاں دومشہور زمانہ انقلا بیوں بھگ سنگھاوردت کی آخری رسوم ادائی گئی تھیں۔

زمانہ انقلابیوں بھکت سنگھ اور دت کی آخری رسوم اوا کی گی گھیں۔

اس وقت پاک فوج جس علاقے پر قابض ہے، 1960ء سے پہلے وہ پاکستان میں شامل تھالیکن جب دو بارہ حد بندی ہوئی تو ہے سمجھوتے کے تحت بھارت کے قبضے میں چلا گیا۔ اس کے بعد ہی قصر ہند کے سامنے یادگار تعمیر کی گئی ورنہ 60ء سے قبل یہاں ہمارے رینجرزی محض ایک سرحدی چوکی ہواکرتی تھی۔

3 دیمبر 1971ء کی رات کو اصل معرکہ قصر ہندا ور ہیڈ ورکس کے قرب وجوار میں لڑا گیا اور اس کے نتیج میں دیمن کے کئے۔ اس کے میں دیمن کے کئے ساک کے اس کے بیا وجود دیمن ہیڈ ورکس کے مراسے لا ہور کی طرف پیش قدمی کے امکانات مسدود کر دیئے گئے۔ اس کے باوجود دیمن ہیڈ ورکس کے مشرق سے پیدل فوج کے ذریعے جوابی حملہ با سانی کرسکتا تھا کیونکہ دریا میں پانی نہ ہونے کے برابر ہے۔ یوں بھی ادھر سے فیروز پور اور قصور کا درمیانی فاصلہ مقابلتاً کم ہے۔ اس طرف سے ہونے کے برابر ہے۔ یوں بھی ادھر سے فیروز پور اور قصور کا درمیانی فاصلہ مقابلتاً کم ہے۔ اس طرف سے

دشمن کی پیش قدمی کا نتیجہ بی بھی نکل سکتا تھا کہ ہیڈ ورکس اور قصر ہند کی طرف لڑنے والے پاک فوج کے دستے بالکل کٹ کے رہ اتنے ، چنانچہ دشمن کوادھر سے بھی دریا کے پار دھکیلنے کے لئے کارروائی کی گئی اور اولیکے بند، اولیکے بند، اور شامیکے پوسٹ کے معرکے تاریخ کے سینے پرنقش ہوگئے۔

حسینی والاسیکٹر کا پوراعلاقہ دریائی ہے۔ شانج کی مختلف شاخوں کو ہیڈ ورکس پراکٹھا کر دیا گیا ہے۔ سیلا ب کی صورتحال سے نمٹنے کے لئے متعدد بنداور حفاظتی پشتے تغمیر کئے گئے ہیں جنہیں وشمن نے جارحانہ مقاصد کے لئے اور بھی مضبوط کر رکھا ہے۔ بندوں کے درمیان دور دور تک سرکنڈوں ،سروٹوں اور نرسلوں کا جنگل چلا گیا ہے۔ بعض مقامات پر انسان تو کیا، کسی حیوان کا گذر بھی ناممکن ہے۔ جہاں کہیں کھلی جگہ ہے، دشمن نے بارودی سرنگیں بچھارتھی ہیں یا خار دار تاروں کی رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں۔او نیجے بندوں کےایک طرف اس قدرگہرا کرالٹریک کھودا گیاہے کہ آ دمی کورینگ کر چلنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔وہ سیدھا ہو کرمختلف مورچوں کے درمیان آ جاسکتا ہے۔ بندوں کے اوپرمشین گنوں ، مارٹروں اور ٹینک شکن تو پوں کے پختہ مور ہے ہنے ہوئے ہیں۔اس کےعلاوہ کنگریٹ اورلوہے کے بنگر بھی ہیں جن پر کوئی ہتھیارا ترنہیں کرتا۔ بیتمام دمدے اور بنکراس طرح کمیوفلاج کئے گئے ہیں کہانسان ان کےاویر بھی چڑھ جائے ، تب بھی صورتحال کی نزا کت کا احساس نہیں ہونے یا تا۔ یہاں دنوں اور ہفتوں کانہیں ،مہینوں کا ساز وسامان اور گولہ بارود جمع کر دیا گیا ہے اورنمبر 35انڈین انفنٹری بریگیڈ کی بہترین فورس جھونک دی گئی ہے۔اس میں نمبر 15 پنجاب رجمنٹ (پٹیالہ)اور ہارڈرسکیورٹی فورس کی نمبر 25 بٹالین بھی شامل ہے۔ بھارت کواینے اس دفاعی حصار پر ناز ہے۔مزید کمک کے لئے فیروز پور میں دوانفنٹری ڈویژن اورایک بکتر بند ڈویژن بھی تیار کھڑے ہیں تا کہ لا ہور کی طرف'' مارچ'' کرنے میں آسانی رہے کیکن بھارت بے خبرہے کہاسے کن'' جنوں''سے واسطہ پڑا ہے۔ بدر وحنین کے غازی اور قادسیہ دبر موک کے میدانوں کولٹاڑنے والے اسلام کےعظیم اور جری فرزند فیروز پوراورد لی کی بھی اینٹ سے اینٹ بجاسکتے ہیں۔

قصر ہند اور پیری میٹر کے معرکوں کی تفصیلات آئندہ چھوڑتے ہوئے اس وقت ان چار دفاعی کارروائیوں کا حال سنئے جن سے دس مربع میل کےعلاقے میں تھیلے ہوئے اور مشحکم قلعہ بندیوں میں محفوظ دشمن کا کی حال سنئے جن سے دس مربع میل کےعلاقے میں تھیلے ہوئے اور مشحکم قلعہ بندیوں میں محفوظ دشمن کا کچوم نکل گیا۔ پہیں پرنمبر 35 انڈین انفنٹری برگیڈ کو صفحہ ستی سے مٹادیا گیا۔ چندا کی بھارتی بھاگ نکلنے میں کا میاب ہو گئے لیکن دریائے سلج کی مختلف شاخوں میں ڈوب کر مرگئے۔ ان کی لاشیں ہفتوں تک

دریا کے رتیلے کناروں پر پڑی سڑتی رہیں۔

اب یا پھر بھی نہیں

حسینی والاسکٹر میں سب سے پہلے پنجاب رجمنٹ کی جس کمپنی کورشمن کےخلاف حرکت میں آنے کا حکم ملتا ہے،اس کی کمان کیپٹن کرامت علی شاہ کے ہاتھ میں ہے۔بھرے بدن اورمضبوط جثے کا بینو جوان افسرا پنے جوانوں کی روح رواں ہے۔سرکنڈ وں اور خار دار تاروں کے درمیان رینگنے سے پہلے وہ ہرایک جوان کوموقع کی نزاکت کا احساس دلاتا ہے۔''اب یا پھر بھی نہیں'' کا اصول ذہن نشین کراتا ہے،لیکن جوانوں کے جذبے کوا بھارنے کے لئے بیالفاظ محض رسمی حیثیت رکھتے ہیں۔وہ تو پہلے ہی جان کی بازی لگا دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔انہیں انتظار کے شدید کرب سے گزرنے کے بعد دشمن سے پنجہ آ زمائی کاموقع نصیب ہور ہا ہے۔وہ اپنے آپ کوظیم سے ظیم تر کا مرانیوں کا اہل ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ اس کمپنی کوآ گے بڑھ کراو لیکے بند پر دشمن کی پوزیشنوں کوروندنے کا ٹاسک دیا گیاہے۔اللہ کے بیشیر دل مجاہدا کتالیسیویں سنگ میل کے قریب ساندہ بند کی طرف سے حرکت میں آتے ہیں اور او کیکے بند کو ملانے والے دوپشتوں پر پھیل کر دشمن کی طرف رینگنے لگتے ہیں۔کیکر کے درخت،نرسلوں کے جھنڈ، یانی کے کھڈ، خار دار تاریں اور بارودی سزنگیں ان کا راستہ رو کئے میں کا میا بنہیں ہوتیں ۔سربکف جوان کسی رکا وٹ کو غاطر میں نہیں لاتے۔وہ دشمن کے پہلے مائن فیلڈ میں سے بخیروعا فیت گزرجاتے ہیں۔آ گے پندرہ ہیں گز دورانہیں میمن کی نقل وحرکت دکھائی دیتی ہے۔ایک نئے تجربے سے دوجار ہونے کے تصور سے جوانوں کے دل ایک لمحے کے لئے زورز وریسے دھڑ کئے گئتے ہیں۔مصلحتوں کا غباران کی نظروں کےسامنے سے حجیٹ جاتا ہے اور دلوں پرسکینت طاری ہو جاتی ہے۔ پھرانہیں اپنی ایک ماں بہن کی عفت وعصمت کانہیں، کروڑوں پاکستانیوں کی عزت و ناموس کا خیال آتا ہے۔ان کی آنکھوں میں خون اتر آتا ہے۔انقام کا جذبہ شدیدتر ہوجا تاہے۔ایک فلک شگاف نعرہ تکبیر بلند ہوتا ہے۔جوان عقابی شان سے جھیٹتے ہیں۔بارودی سرنگیں بچھانے میںمصروف دشمن کے دل پر ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ بوکھلا کر چلاتے ہیں:''ادھرنہ آنا، ادھر نہ آنا، آگے بارودی سرنگیں ہیں۔'' اور پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ تعداد میں آٹھ دس ہیں۔ہاری پلاٹون کی نفری بھی اتنی ہی ہے۔ پلاٹون کما نڈرنا ئبصو بیدارروم حسین شاہ کے دل میں مقابلے

کی حسرت باقی رہ جاتی ہے۔

حسيني والاسيشركا يهلاشهيد

نائب صوبیدارایئے جوانوں کے ہمراہ او لیکے بندیر پوزیشن سنجال لیتا ہے تا کہا گردشمن کا جوابی حملہ ہوتو اسے پسیا کر دیں۔ابھی وہ موریچ کھود رہے ہیں کہ ہا کی سپر کی طرف سے مشین گنوں، 3 اپنچ دہانے کی مارٹروں اور بےشارخود کا راسلے کا فائر ان پر مرکوز ہوجا تا ہے۔ ہمارے جوان بند کی آٹر میں ہوجاتے ہیں۔ کچھ دشمن کے کرالٹریک میں چوکس ہوکر بیٹھ جاتے ہیں۔بارش کی طرح گولیاں برس رہی ہیں۔توپ خانے کا فائر بھی قیامت ڈھار ہاہے۔ دشمن'' جے ہند'' کے نعرے لگا تا ہوا روم حسین شاہ کی پلاٹون پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ ہمارے جوان، بندیریسی کور کے بغیر لیٹے ہوئے ہیں اور بھارتی سور ما، بنکروں اور دمدموں کی آٹر میں آ گے بڑھ رہے ہیں۔نائب صوبیدار کمال حاضر دماغی اور جرات سے کام لے کردشمن کا پہلاحملہ پسیا کر دیتا ہے،لیکن ہمارے جوان ابھی سانس لینے نہیں یاتے کہ دشمن تازہ دم نفری کے ساتھ پھر حملہ آور ہوتا ہے اور اندھا دھند فائر کی آڑ میں ہاری پوزیشنوں میں گھس آتا ہے۔ دست بدست جنگ ہونے لگتی ہے۔ تنگینیں آپس میں نکرارہی ہیں،گرینیڈ پھٹ رہے ہیں اور آٹو میٹک وکرس مشین گنیں چنگھاڑ رہی ہیں۔عددی طافت اور بے پناہ گولہ باری کے بل بوتے پر بڑھنے والے بھارتی ، کٹ کٹ کر گررہے ہیں۔'' رام'' کی دہائی دی جا رہی ہے۔ دشمن ایک بار پھرزخم حاشا ہوا بے شار لاشیں پیچھے چھوڑ کر بھاگ نکلا ہے۔اب وہ مورچوں میں بیٹھ کر گولہ باری شروع کر دیتا ہے۔ نائب صوبیدار دشمن کوٹھ کانے لگانے کے لئے پلاٹون کے ہمراہ آ گے بڑھتا ہے۔نعرہ تکبیراورنعرہ حیدری کےشور میں وہ دشمن پرٹوٹ پڑتے ہیں۔نائب صوبیدارآ گے بڑھ بڑھ کروار کر ر ہاہے۔ ناگاہ مارٹر کا ایک گولہ عین اس کے قریب پھٹتا ہے۔ زخم کا ری لگا ہے۔خون کا فوارہ پھوٹ نکلتا ہے، کیکن اس حالت میں بھی اس کے حملوں کی تندی و تیزی لائق دید ہے۔ آخروہ چکرا کرگریڑ تا ہے۔ کلمہ طیبہاس کے لبوں پر ہےاور ہاتھوں سے پلاٹون کوآ گے بڑھنے کا اشارہ کرتے ہوئے جان، جاں آفریں کے سپر دکر دیتا ہے۔ حیبنی والاسکٹر کا پہلاشہید نائب صوبیدارروم حسین شاہ ہے۔ حیات سرمدی بڑھ کراس کے جسد خاکی کوچوم لیتی ہے۔اس کے ساتھ نائیک تاج اورایک جوان ثواب الدین زخمی ہو گئے ہیں۔ اس ا ثناء میں ایک اور پلاٹون صوبیدارمنظورحسین کی سرکردگی میں او لیکے بندیر بائیں جانب پہنچ چکی

ہے۔ آگے ایک مشین گن بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہورہی ہے۔ کمپنی کمانڈرکیپٹن کرامت بنفس نفیس صورتحال کا جائزہ لیتا ہے۔ تو پ خانے کا آبز رورکیپٹن اختر بھی اس کے ساتھ ہے۔ وہ تمام جنگی اصولوں اور ذاتی حفاظت کے طریقوں کو پس پشت ڈال کر پیدل فوج کی اگلی صفوں میں موجود ہے۔ مشین گن پوسٹ کو تباہ کرنے کے لئے تو پ خانے کا فائر کرایا جاتا ہے گر بنگر اس قد رمضبوط ہے کہ گولوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کمپنی کمانڈر اب صوبیدار منظور حسین کے بلاٹون کو مشین گن تباہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ بلاٹون سرتسلیم خم کرتا ہے۔ سیشن کمانڈر النس حوالدار لال بادشاہ آگے بڑھتا ہے۔ اس عرصے میں دشمن کی کور آر مُلری قیامت خیز گولد باری شروع کر دیتی ہے۔ ایک گولسیکشن کمانڈر نائیک محمد یوسف کے قریب پھٹتا ہے۔ اسے خاصے گرے دخم آتے ہیں۔ فیلڈ پٹی باندھ دی گئی ہے۔ یوسف کرنے کے قابل نہیں۔ کمپنی کمانڈر اسے پیچھے گرے کی اجازے دیتا ہے لیکن وہ سادگی سے انکار کردیتا ہے۔ وہ آز مائش اور مصیبت کی اس گھڑی میں اپنے جوانوں سے علیحدہ ہونے کے لئے تیاز نہیں۔ اس کے ساتھ سپاہی میوخاں اندھا دھند گولہ باری کے باوجود جوانوں سے علیحدہ ہونے کے لئے تیاز نہیں۔ اس کے ساتھ سپاہی میوخاں اندھا دھند گولہ باری کے باوجود اس کی ہرگولی اپنی قیت وصول کر رہی ہے۔

معرکہ عروج پر ہے۔اللہ اکبرکا نعرہ مشین گنوں کی چنگھاڑ پر بھی حاوی ہے۔تھوڑی دیر کے لئے صور سے اللہ دھندلاسی گئی ہے۔ ہرایک اپنے طور پر دشمن سے نبرد آز ماہے۔عین اس وقت ایک گولہ صوبیدار منظور حسین کی پوزیشن کے قریب پھٹتا ہے۔دھوئیں کا مرغولہ بلند ہوتا ہے۔جوانوں کا خیال ہے کہ صوبیدار بھی شہادت کے منصب پر سرفراز ہو چکا ہے۔صوبیدار منظور اپنی خیریت کی اطلاع دیتا ہے تو وہ فرط خوشی سے نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں۔

لانس حوالدار لال بادشاہ پہلو بدل بدل کرمشین گن پوسٹ پر حملے کر رہا ہے۔ دشمن بڑی بہادری سے مور ہے میں ڈٹا ہوا ہے اور فائر کے ساتھ ساتھ فخش گالیوں کی بوچھاڑ بھی کر رہا ہے۔ ہمارا ایک جوان مشین گن پوری باڑھاس کے جسم کوچھید کے رک دیتی ہے۔ وہ پوسٹ کی طرف بڑھتا ہے تو مشین گن کی پوری باڑھاس کے جسم کوچھید کے رک دیتی ہے۔ وہ پوسٹ کے عین سامنے گر پڑتا ہے۔ چھر برے بدن کا لانس حوالدار لال بادشاہ بیہ منظر دیکھ کر غیظ وغضب میں بھنکار نے لگتا ہے۔ دشمن سے انتقام کا جذبہ اور شدید ہوجا تا ہے لیکن پہلے زخمی ساتھی کو محفوظ مقام پر بھی منتقل کرنا ہے۔ لال بادشاہ جرائت اور بے لوث قربانی کا لاز وال مظاہرہ کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے اور تو پوں

کے دہانے سے برسی ہوئی آگ میں زخمی جوان کو پیچھے لے آتا ہے۔اسی پراکتفانہیں،لیڈرشپ کا بلند معیار پیش کرتے ہوئے وہ دوبارہ مشین گن پوسٹ کی طرف رینگنے لگتا ہے۔تاک کرایک ہینڈ گرینیڈ مور ہے کے فاکس ہول میں پھینکتا ہے۔زور دار دھا کے کے ساتھ مشین گن پھٹ جاتی ہے،ساتھ ہی تین بھارتی تڑپ تڑپ کردم توڑ دیتے ہیں۔

ایک ایک کر کے دشمن کی تمام رکاوٹیس دور کی جا چکی ہیں۔ پنجاب رجمنٹ کے بیہ جیالے مجاہد مختلف دستوں میں بٹ کر بچے کھیچے دشمن کا صفایا کر رہے ہیں۔اولیکے بند، ہا کی سپراور قصر ہند کے بائیس طرف '' بنکرگاؤں'' تک پٹرول بھیجے جاتے ہیں۔ دشمن کی مزاحمت ختم ہوجاتی ہے تو ہریگیڈ ہیڈکوارٹر میں حسینی والا سیٹرگاؤں' تک پٹرول بھیج جاتے ہیں۔ دشمن کی مزاحمت ختم ہوجاتی ہے تو ہریگیڈ ہیڈکوارٹر میں حسینی والا سیٹرگی سب سے پہلی کامیابی کاسگنل موصول ہوتا ہے۔

چاندطلوع ہو چکا ہے۔ مدھم مدھم روشنی میں بنکر گاؤں کے دیہاتی جانیں بچا کرشلج کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ان میں کچھ بھارتی فوجی بھی شامل ہیں لیکن پاک فوجی پیٹے دکھا کر بھا گنے والوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

ىپىلى جنگ اور يېلامرحلە

کیم دسمبرکواسی پوسٹ سے بھارتوں نے ہمارے ایک جوان کو مکاری سے اغوا کرلیا تھا۔ اس کے ساتھی انتقامی کارروائی کے طور پر دشمن کے بھی کسی سپاہی کو ہتھیا نا چاہتے ہیں، لیکن آرڈر نہ ہونے کی بناء پر وہ کمال صبر وضبط سے کام لے رہے ہیں۔ ہماری ایک پلاٹون کی کمان سیکنڈ لیفٹینٹ فیض مختار قریشی کر رہا ہے۔ وہ ابھی چند دن قبل کا کول آکیڈ می سے سیدھا یہاں پہنچا ہے۔ اسے عملی میدان میں گئی مشکلات کا سامنا کر نا پڑتا ہے۔ اسے ایک طرف اپنے اور جوانوں کے درمیان اعتماد کی فضا قائم کرنی ہے، دوسری طرف یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ وہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی ثابت قدم رہ کر اور ہوش وحواس برقر اررکھ کرسیجہ فیصلہ کرسکتا ہے۔ جب کہ وہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی ثابت قدم رہ کر اور ہوش وحواس برقر اررکھ کرسیجہ فیصلہ کرسکتا ہے۔ جب کہ وہ مشکل سے مشکل وقت میں بھی ثابت قدم رہ کر اور ہوش وحواس برقر اررکھ کرسی فیصلہ کرسکتا ہے۔ جات اس کی صلاحیتیں ابھر کرسا منے آ جاتی ہیں اور جوان اس پر اعتماد کرنے لگتے ہیں۔ بھارتوں کی طرف سے فائر کھلنے کے بعد ہمارا ایک سپاہی جلد بازی میں مشین گن کا ٹر گر دبا دیتا ہے، حالا تکہ ابھی تک انہیں کی قسم کی کارروائی کرنے کا حکم نہیں ملا۔ دشمن کی طرف سے اندھادھند فائر آرہا ہے اور ہمارے مور چوں کے اردگر دایک آئی جگہ بھی محفوظ نہیں۔ ایسے عالم طرف سے اندھادھند فائر آرہا ہے اور ہمارے مور چوں کے اردگر دایک آئی جگہ بھی محفوظ نہیں۔ ایسے عالم میں بلاٹون کا کمانڈراور تج برکار سیاہی سب ایک دوسرے کی طرف د کیلئے تیں۔ شش ویٹ کی تی کیفیت

ہے کہ کون جان بھیلی پر رکھ کر گولہ باری میں اس سپاہی کے پاس جائے اور فائرنگ بند کر دینے کو کہے۔ لیفٹیننٹ قریش ایک لمحے کے اندر فیصلہ کرتا ہے اور اگلے ہی لمحے وہ اپنے اس سپاہی کی طرف رینگنے لگتا ہے جو ہڑ بڑا کر فائر کرر ہاہے۔ آرام سے اسے سمجھا تا ہے اور سپاہی کی گن خاموش ہوجاتی ہے۔

بھارتی سیاہی،او کیکے بنداوراو کیکے پوسٹ کے محفوظ مورچوں، پختہ دمدموں اور آرسی سی کے بنگروں میں بیٹھے متواتر فائرنگ کررہے ہیں۔آٹو میٹک رائفلیں ،ہلکی مشین گنیں، وکرس مشین گنیں، 2اور 3انچ دہانے کے مارٹر، آ گ اورلوہے کی بارش کررہے ہیں۔ پیچھے سے چھوٹے بڑے توپ خانے کا اندھا دھند فائر بھی آ رہاہے۔اس اثناء میں ہمارے جوانوں کو حکم ملتاہے کہ وہ آ گے بڑھ کراپنے سامنے اولیکے بندیر قبضہ کرلیں تا کہ قصر ہنداور پیری میٹر میں لڑنے والی بھارتی فوج کواس طرف سے کمک نہ پہنچ سکے اور ساتھ ہی راجو کے اور شامیکے پوسٹوں میں موجود دشمن اس طرف سے کٹ کے رہ جائے ۔اس منصوبے کو کا میا بی سے ہم کنار کرنے کی ذمہ داری لیفٹیننٹ قریشی اورصو بیدارعبدالرحمان کے پلاٹونوں پرڈالی جاتی ہے۔اشارہ ملتے ہی ہمارے جوان بند کےاویرِنو مین لینڈیار کرتے ہیں۔آ گے بھارتی فوج نے خار دارتاروں کا جال سابن رکھا ہےاورتھوڑ ہےتھوڑ ہے فاصلے پر ہارودی سرنگیں بھی بچھی ہوئی ہیں۔ یاک فوج کے جانباز سنت ابراہیمی پڑمل پیرا ہوتے ہوئے نارنمرود میں کود جاتے ہیں۔ان کی پیش قدمی کا اور کوئی راستہ نہیں، کیونکہ بند کے دائیں طرف یانی سے لبریز گہری جھیل ہے۔ نا جاروہ بارودی سرنگوں کو پھلا نگتے ہوئے او کیکے بنداورساندہ بند کے ئی جنگشن پر پہنچتے ہیں اور راجو کے پوسٹ کو جانے والے بند پر دور دور تک پوزیشنیں لے لیتے ہیں۔ تائید ایز دی سے سے جوان کوخراش تک نہیں آتی ۔ میجر چیمہ کی سمپنی نے ایک نو جوان افسر کی رہنمائی میں پہلا مرحلہ بخیر وخو بی طے کرلیا ہے۔ ہمارے جوان آ گے بڑھ کر او لیکے پوسٹ کو ملیا میٹ کر دینا حاہتے ہیں۔لیکن یا بندیوں کی زنجیروں نے ان کے قدم روک رکھے ہیں اوروہ دل ہی دل میں چھے و تاپ کھارہے ہیں۔

سے آگے بڑھنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔خاصی تگ ودو کے بعدا سے مثبت جواب موصول ہوجا تا ہے۔
اس وقت تک آ دھی رات گزرچک ہے۔سامنے دشمن کوتاز ہ ترین صورتحال کے مطابق منظم ہونے کا موقع مل چکا ہے۔ وہ ذہنی طور پرمقا بلے کے لئے تیار ہے۔ پچھ بز دلی دکھا کرراہ فرارا ختیار کر چکے ہیں مگر دواڑھائی سو سیاہی مورچوں میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ان میں سکھ اور گور کھے بھی ہیں۔ ان کا تعلق بھارت کے مشہور سیاہی مورچوں میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ان میں سکھ اور گور کھے بھی ہیں۔ ان کا تعلق بھارت کے مشہور

انفنٹری بریگیڈ سے ہے۔ان کی ہمت کی دادجس قدربھی دی جائے کم ہے، کیونکہ انہیں علم ہو چکا ہے کہ ہیڈ ورکس اور پیری میٹر کے گردونواح میں بھارتی فوج گا جرمولی کی طرح کٹ کرختم ہو پچکی ہے اوراس صورت میں ان کا یہاں جے رہنا خودکشی کے مترادف ہے۔ وہ دور سے ہمارے جوانوں کوغلیظ گالیاں نکال رہے ہیں۔ ندہب، خدااور رسول کے خلاف دریدہ ونی کا مظاہرہ کررہے ہیں۔ پاکستان اور بانی پاکستان حضرت قائدا عظم پررکیک فقرے کس رہے ہیں۔

دیم کی ان حرکتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میجر چیمہ جوانوں کو حملے کے لئے منظم کرتا ہے۔ لیفٹینٹ مختار قریشی اور صوبیدار رحمٰن کی پلٹنیں پیچھے دفاعی مور چوں میں رکھی جاتی ہیں تا کہ وہ حملہ آور دستے کو فائر کور بھی دیں، دیمن کواپنی طرف متوجہ بھی رکھیں اور کسی دوسری سمت سے دیمن کے جوابی حملے کوروک سکیں۔ مٹھی بھر جوانوں کے لئے بیک وقت بیسب کام انتہائی کٹھن ہیں لیکن ان کا جذبہ ایمانی نا قابل تنجیر ہے۔ وہ ان تمام مقاصد سے عہدہ برآ ہونے کامصم عہد کرتے ہیں۔ ساندہ پوسٹ اوراو لیکے پوسٹ کوسیدھ میں ملانے والے پیاٹون میں شامل ہے۔

میں پیچھے ہیں روسکتا.....!!!

میجر چیمہ حملے کی قیادت خود کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ اس کے ساتھ کل اکیس جوان ہیں۔ ان میں کمپنی کا سینڈ ان کمانڈ صوبیدار غازی خان بھی شامل ہے۔ کمانڈ راسے پیچھے رہنے کی اجازت ویتا ہے لیکن غازی خان اس پر بالکل تیار نہیں، اس کا بھائی نائیک خاکی خان 26 مارچ کومشر تی پاکستان میں شہید ہوگیا تھا، وہ اس کی شہادت کا انتقام لینا چاہتا ہے۔ میجر چیمہ ایک بار پھراسے پیچھے رہنے کے لئے کہتا ہے۔ صوبیدار غازی خان جواب دیتا ہے: ''سر جہاں آپ اور میرے دوسرے بیں ساتھی موت کے منہ میں داخل ہور ہے ہیں، وہاں میں پیچھے رہوں، ایسا ہرگر نہیں ہوسکتا۔ میری سروس میں نودس ماہ باقی ہیں۔ جاتے جاتے میں بردلی کا یہ راستہ اختیار نہیں کرسکتا۔ میری زندگی اور موت آپ کے اور جوانوں کے ساتھ ہوگی۔''

روانگی ہے قبل میجر چیمہ آخری ہدایات دیتا ہے:''تم اس مور پے میں بیٹھو گے،تم ادھر فائر کرو گے،تم بیہ چال چلو گے پھراس کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھتے ہیں۔صوبیدار غازی خاں قریب ہی کھڑا ہے۔وہ میجر

کے الفاظ صاف طور پرسن رہاہے۔

''الہی،ہم تیرے گناہ گار بندے ہیں۔اپنی بے بہارحمتوں کے دروازےہم پر کھول دے،ہمیں زندگی دے تو عزت کی اورموت دے تو بھی آبر و کے ساتھ۔رب ذوالجلال، تو ہمارے حوصلوں کواستقامت بخش اور ہماری ہمتوں کونئ جولا نیاں عطافر ما۔''صوبیدار غازی زیرلب آمین کہتا ہے۔

پاک فوج کے بائیس جوان کروڑوں ماؤں بہنوں کی ناموس کی حفاظت کے لئے قدم آ گے بڑھاتے ہیں۔وہ ایک قطار میں یوں چل رہے ہیں جیسے پریڈگراؤنڈ میں سلامی کے چبوترے کے قریب سے گزررہے ہوں۔ان کی چپال میں وہی تمکنت ہے اوران کے چہرول کا بانگین بھی اسی طرح قائم ہے۔وردی کی پھبن بھی لائق دیدہے اور تناہوا سینہ ہمالہ کی علامت بناہوا ہے۔

اولیکے بند کے ساتھ ساتھ ہائیں طرف سروٹوں اور جھاڑ جھنکار میں وہ متواتر آگے بڑھ رہے ہیں۔ دیمن کا تمام ترفائران کی بچھلی دفاہی پوزیشنوں پر گرر ہاہے۔ بیلوگ گولیوں کے سائے میں خاموثی سے منزل کی جانب رواں دواں ہیں۔ اچا تک نائیک بشیر احمد' چاندی'' رک جاتا ہے۔ وہ سب سے آگے جار ہاہے۔ بیچھے اس کا سیشن ہے، درمیان میں میجر چیمہ، اس کے ایک پہلو پر صوبیدار غازی اور دوسرے پہلو پر نائب صوبیدارگل مست خان ہے۔ میجر کاسگنلر نور مجمد بھی قدم سے قدم ملائے بیچھے آر ہاہے۔

نائیک بشیر کے راستے میں مائن فیلڈ کے اردگر دلگی ہوئی خار دار تار حائل ہے۔وہ اشارے سے صور تحال کی وضاحت کرتا ہے۔صوبیدار غازی کہتا ہے:''اگر ہم بارودی سرگوں سے ڈر گئے تو قوم کے سامنے کیا جواب دیں گے۔''

میجر چیمه کی رائے ہے:'' بارودی سرنگوں سے صرف دس فیصد نقصان اٹھانا پڑتا ہے،لہذا اللہ کا نام لواور ان میں سے گزرجاؤ''

دریں اثناء نائیک بشیر مائنوں کے ساتھ ساتھ ایک نیم پختہ سڑک تلاش کر لیتا ہے۔ مارچ دوبارہ شروع ہو جا تا ہے۔ اب وہ اس مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں بند ذرا ساخم کھا کر بالکل اولیکے پوسٹ کے سامنے آجا تا ہے۔ مشین گنوں کے ٹریسر راؤنڈ ہمارے جوانوں کے اوپرسے گزرتے ہیں۔ میجر خیال کرتا ہے کہ وہ فائر کی زدمیں آنے والے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کو ذرا بیڑھ جانے کا مشورہ دیتا ہے۔ نائیک بشیر چا ندی ایک درمیں آنے والے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کو ذرا بیڑھ جانے کا مشورہ دیتا ہے۔ نائیک بشیر چا ندی ایک ادائے بے نیازی سے ہاتھ اوپر اٹھا کر کہتا ہے: ''سر فائر بلندی سے گزرکر آگے جارہا ہے، ہمیں اس سے کوئی

خطره ہیں۔''

پیش قدی جاری رہتی ہے۔ ایک جگہ دشمن کے پچھ مور پے نظر آتے ہیں۔ ان میں ایک مشین گن کا نیم
پختہ دمد مہ بھی شامل ہے۔ سپاہی شیر محمد ادھر اشارہ کر کے کہتا ہے: '' وہ رہی او لیکے پوسٹ ۔'' نائب صوبیدار
گل مست جواب دیتا ہے: '' پوسٹ ابھی نہیں آئی، آگے بڑھو، راستے میں ہی دشمن سے مت الجھو۔''
پہلے مور پے میں صوبیدار غازی ایک ہینڈگرینڈ پھینکتا ہے۔ اچا تک کی سمت سے چار پانچ بھارتی فوجی
اسے آن دبو چتے ہیں۔ دست بدست لڑائی ہوتی ہے۔ غازی چاروں شانے چت گرجا تا ہے۔ ایک بھارتی
سپاہی اس کے پیٹ کے اوپر چڑھ جاتا ہے اور فوجی داؤ کے مطابق اس کا رشتہ حیات منقطع کرنے کی کوشش
کرتا ہے۔ صوبیدار غازی کو بائیں ہاتھ دس پندرہ گزکے فاصلے پر نائیک خوبان گل دکھائی دیتا ہے۔ اسے نام
لے کرآ واز دیتا ہے، تو بھارتی سپاہی بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جاتے جاتے وہ ایک ہینڈگرینیڈ غازی پر
چھنکتے ہیں۔ گرینیڈ پھٹنے نہیں پاتا کہ غازی جلدی سے اچک کراسے بھارتیوں پردے مارتا ہے۔ ایک دھا کہ
ہوتا ہے اور جاندگی روثنی میں جاریا گئے لائٹیں بند کے اوپر ٹھنڈی ہوجاتی ہیں۔

صوبیدارغازی سنجل کراٹھتا ہے۔اس کے ہاتھ میں اشین گن ہے۔اب وہ پھونک پھونک کرقدم اٹھا رہا ہے۔سامنے ایک سابیسانظر آتا ہے۔وہ احتیاط کے طور پراپنی اشین گن اس کی طرف سیدھی کر دیتا ہے دونوں قریب ہوتے ہیں توایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔

غازی،حوالدار کنال گل کودشمن کا سپاہی سمجھ کرشایدٹریگر دباہی دیتا مگرا تفاق سے دست بدست لڑائی کے بعد اسٹین گن جام ہو چکی ہے ورنہ نتائج افسوس ناک ہوتے۔ دونوں ایک دوسرے سے معذرت چاہتے ہوئے دشمن سے برسر پریکار ہوجاتے ہیں۔

بند کے اوپر دوسرے مور ہے کی طرف میجر غلام حسین چیمہ بڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے اسٹین گن تان رکھی ہے۔ اچا تک مور ہے سے ایک سکھ کو دکر باہر آ جا تا ہے اور اپنی گن کا رخ میجر چیمہ کی طرف کر دیتا ہے لیکن میجر چیمہ پہل کر چکا ہے۔ سکھ لڑ کھڑا جا تا ہے۔ تا ہم وہ بھی ٹریگر د با چکا ہے، گولیاں میجر کے پہلو سے کتر اتی ہوئی نکل جاتی ہیں اور وہ بال بال نچ جا تا ہے۔

میجر چیمہ تیسرےموریچ پرحملہ کرتا ہے۔ بھارتی فوجی ، گن چھوڑ کرموریچ میں دبک گیا ہے۔ میجراسے بالوں سے پکڑ کر باہر گھسٹنا چاہتا ہے، بیرتگ و دو دھینگامشتی کا روپ دھار لیتی ہے۔ نائب صوبیدارگل مست خال کی نظر میجر پر پڑتی ہے، وہ بیسوچ کر کہ کہیں بھارتی فوجی ، میجر پر غالب نہ آجائے انداز ہے ہے دہمن پر فائر کر دیتا ہے۔ گولیاں میجر کے دونوں ہاتھوں کے درمیان سے گزرتی ، پیشانی کوچھوتی ہوئی دشمن کے سرمیں جالگتی ہیں۔ ساتھ ہی اس کی مزاحمت ختم ہوجاتی ہے۔ گل مست خال نے بھاری خطرہ مول لے کر فائز کیا ہے۔ ممکن تھا گولی دشمن کی بجائے میجر کولگ جاتی ۔ خصوصاً جنگ کی ہیجانی کیفیت میں تو ایسے مواقع زیادہ ہوتے ہیں مگر خدا کی مددشامل حال ہے اور پاک فوج کے جوانوں کی تربیت بھی کچھاس انداز سے ہوتی ہے کہوہ مشکل سے مشکل حالات میں اوسان بحال رکھ سیس۔

وطن پاک کے جوال ہمت سپاہی دشمن کے مور پے صاف کرر ہے ہیں۔ وہ ہرمور پے میں گرینیڈ پھینکتے ہیں اور آ گے بڑھ جاتے ہیں۔اگراندرکوئی بھارتی فوجی موجود ہے تو وہیں ڈھیر ہوجا تا ہے۔

ٹی جنکشن کے دائیں طرف بند کے عین اوپر چوتھا مورچہ ہے۔ اس میں ایک رخ پر مارٹر فٹ ہے تو دوسرے رخ پر وکرس مثین گن رٹر ٹر فائر کررہی ہے۔ نائب صوبیدارگل مست خان مورچ کے منہ پر گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا ہے، جیب سے بینڈ گرینیڈ نکالتا ہے، فائرنگ پن جدا کرتا ہے اور اللہ کا نام لے کر بم اندر پھینک دیتا ہے۔ بھارتی سپاہی رٹ پتا ہوا مورچ کے باہر آن گرتا ہے۔ اس اثناء میں سپاہی سعد اللہ نیازی مشین گن پر جھیٹ چکا ہے۔ وہ ایک گرینیڈ مورچ کے اندر دے مارتا ہے، یوں او لیکے پوسٹ کی طرف جانے والے پشتے کے سرے پر تمام رکاوٹیں صاف ہوجاتی ہیں۔ میجر چیمہ اپنے جوانوں کوسیدھا پشتے پر لے جانے کی بجائے دائیں طرف نیچا تر جاتے ہیں۔ چندگر چل کر دودھیا روثنی میں نہائی ہوئی پوسٹ دکھائی ویتی ہوسٹ دکھائی جانے کی بجائے دائیں طرف بیچا تر جاتے ہیں۔ چندگر چل کر دودھیا روثنی میں نہائی ہوئی پوسٹ دکھائی جہر دیتی ہے۔ یہاں ایک ٹاور بھی ہے جہاں سے ایک مشین گن ہاری ساندہ پوسٹ پر فائر کر رہی ہے۔ میجر چیمہ اسے بر بادکر نے کا تکم دیتا ہے توسیا ہی میر عالم اپنی گن کا رخ اوپر کی طرف کر دیتا ہے۔

وشمن کے دفاعی حصار میں

پیش قدمی جاری ہے۔ایک ایک قدم پھونک پھونک کررکھا جار ہاہے کیونکہ ان کے دائیں طرف بارودی سرنگیں بچھی ہوئی ہیں۔اب وہ ایک چھوٹے سے خوبصورت باغیچے میں پہنچ گئے ہیں۔وہ دشمن کے عقب میں پہنچ چکے ہیں۔ پوسٹ کے دونوں طرف آ رسی سی کے دو بنکر ہیں جن میں مشین گئیں پوری ہیبت سے چنگھاڑ رہی ہیں۔اپنے جوان فائر سے بچتے بچاتے پوسٹ پر ہلہ بول دیتے ہیں۔میجر چیمہ پہل کر کے راکٹ لانچر سے بنکر کوہٹ کرتا ہے۔ ساری پوسٹ لرزاٹھتی ہے۔ بھارتی فوجی بنکر چھوڑ کر بھا گ کھڑے ہوتے ہیں۔
تقریباً اسی وقت صوبیدارغازی خال کی طبیعت خراب ہوجاتی ہے۔تھوڑی دیر پہلے ایک بھارتی فوجی اس
کے بیٹ پرچڑھ گیا تھا۔ اس کا جی متلانے لگتا ہے اور پھر نے شروع ہوجاتی ہے۔ میجر چیمہ اسے ایک محفوظ
عگہ پرلٹا کراو پرکمبل ڈال دیتا ہے۔ برسی گولیوں میں اس کے لئے جائے تیار کی جاتی ہے۔صوبیدارغازی کی
طبیعت سنبھلتی ہے توجوانوں کے دوش بدوش پھرلڑ ائی میں شریک ہوجا تا ہے۔

پوسٹ کے پچھلے بنکر میں ابھی تک دشمن ڈٹا ہوا ہے۔ بنکر کے آہنی دروازے اندر سے بند ہیں۔ اسے خاموش کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ فاکس ہول کے راستے گرینیڈ پھینکا جائے لیکن بنکر کے سامنے جانا موت کو دعوت دینا ہے۔ اس کے باوجود ہمارے جوان کیے بعد دیگرے گرینیڈ اندر پھینکنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن دیوار دو ہری ہونے کی بنا پردشمن کا بال تک بریانہیں ہوتا۔ سارے گرینیڈ بیرونی جھے میں گر کر پھٹ جاتے ہیں۔ سپاہی بشیر جونیئر کسی اور جانب سے بنکر کے قریب پہنچتا ہے اور ہاتھ بڑھا کر گرینیڈ اندر پھینک ویتا ہے اور بنکر خاموش ہوجا تا ہے۔ آگے پیپل کا ایک درخت ہے، اس کے نیچ بھی ایک دمدمہ ہے۔ یہاں سپاہی کمال الدین دشمن کو گولی مار کرجہنم رسید کردیتا ہے۔

پشتے پردونوں طرف پھر ہیں۔ پچ میں ایک تنگ می پگڈنڈی دریا کی طرف جارہی ہے۔ پشتے کے ساتھ ساتھ کرال ٹریک بھی کھدا ہوا ہے لیکن ہمارے جوان ایک قطار میں دریا کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ پشتے کے سرے پر پختہ سٹر ھیاں دریا کے اندراتر تی ہیں۔ میجر چیمہ ان سٹر ھیوں پر پہنچتا ہے تو دشمن کی مارٹر گنوں پر نگاہ جا پڑتی ہے۔ وہ چلا کرآرڈر دیتا ہے''جوانو پشتے پر پھیل جاؤاور حملہ کر دو۔'' ایک ایک کر کے یہاں بھی تمام مور پے صاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے جوان دریا کے کنارے مور پے کھود کر پوزیشنیں لے لیتے ہیں

میجر چیمہ،صوبیدارغازی اورسگنلرنورمحمہ پوسٹ کے ٹاور پر چڑھتے ہیں۔میجر چیمہ سجدہ شکر بجالا تا ہے۔ غازی خان اورنورمحمہ کی جبین بھی رب ذوالجلال کے حضور جھکی ہوئی ہیں۔میجر چیمہ سراو پراٹھا تا ہے تواس کی آئکھوں میں تشکر کے آنسوجھلملارہے ہیں۔ یہی حال تمام جوانوں کا ہے۔

پوسٹ پر قبضہ کمل ہونے کے بعد ہر یکیڈ ہیڈ کوارٹر کو فتح کی خوش خبری دی جاتی ہے۔اس اثناء میں ساندہ پوسٹ پر متعین لیفٹیننٹ قریشی اور صوبیدارر حمٰن کی پلٹنیں بھی آ گےطلب کر لی گئی ہیں۔کا میابی کی خوشی میں میحرچیمہ خود چائے تیار کر کے تمام جوانوں کو پیش کررہا ہے ۔۔۔۔۔اس نے کمل اوڑ ھرکھا ہے تا کہ پہچان نہ ہو سکے۔ایک جوان تو چائے واپس کرتے ہوئے درشت لہجے میں حکم دیتا ہے: '' چائے ٹھنڈی ہے، گرم کر کے لاؤ۔'' میحر حکم کی تمیل کرتا ہے۔ جوان کو پتہ چاتا ہے تو معذرت کرتا ہے۔ میجرچیمہ جواب میں مسکرادیتا ہے۔ اولیکے پوسٹ بھارتی فوج کا ایک زبردست دفاعی حصار ہے۔ بارودی سرگوں، پختہ دمدموں، لوہاور سینٹ کے بنگروں میں گھری ہوئی میہ پوسٹ بظاہر نا قابل تسخیر نظر آتی ہے۔لیکن اللہ کے شیر ایک ضرب حیدری کے ساتھ اس دفاع کو ملیا میٹ کر دیتے ہیں۔ بڑی سے بڑی رکا وٹ بھی ان کے سامنے پر کاہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

مرمثنے کاعہد

مقصد کے لئے مرمٹنے کاعہدلیا ہے۔

حوالدارجاوید کی فائرنگ سے دشمن ایڈوانس مورچوں سے بھاگ کر پیچھے جاچھپتا ہے۔ میجرارشداوراس کے ساتھی بند کے دائیں طرف نیچے نیچے جارہے ہیں تا کہ دشمن کے فائر سے محفوظ رہ سکیں۔وہ مختلف بندوں کی ایک مثلث عبور کرتے ہیں کہ مارٹر کے دوگو لے ان کے بالکل قریہ نبکروں میں جاچھپاہے۔ پاک فوج کی ایک کمپنی میجرارشد کی کمان میں ایک اورمعرکے میں سرخروہوتی ہے۔ اس ایکشن میں توپ خانے کا آبز رورکیپٹن طاہر منہاس بھی پیدل فوج کے دوش بدوش شجاعت دکھا تا رہا ہے۔

پنجهآ زمائی کی ادھوری خواہش

حینی والاسیشرکاسب سے مختصرلیکن سب سے اہم ایکشن بلوچ رجمنٹ کی ایک کمپنی سرانجام دیتی ہے۔
اس کی کمان میجر مبارک کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کمپنی بھی ونڈ ، حاکو والا اور کمال پور کی طرف یعنی سجر ہ نیک Neck پر دفاعی پوزیشن سنجالے ہوئے ہے۔اسے ایک طرف فیروز پور کی طرف اور دوسری طرف تھیم کرن ،مہدی پور کی طرف سے دشمن کی جارحیت کا خطرہ در پیش ہے۔ پاک فوج کے بیہ جیالے جوان دونوں چیلنج قبول کرتے ہیں۔

فیروز پوری طرف سے دریا پارکر کے دشمن جوابی حملہ کرسکتا ہے، چنا نچہ اسے زمین کے جنگی فوا کدسے محروم کرنے کے لئے میجر چیمہ، پلاٹون کما نڈرصو بیدار نذرحسین کوشا میکے پوسٹ پر قبضہ کرنے کا تھم دیتا ہے۔ ہمارے جوان پوسٹ پر عقب سے پہنچ جاتے ہیں لیکن دشمن وہاں سے بھاگ چکا ہے۔ 14 دسمبر کو میجر چیمہ چاندی والاگاؤں پرایک حملے کی کمان کر رہا ہے۔ دشمن یہاں بھی سامنے آنے کی جرات نہیں کر سکا۔ پنجہ آنہ کی خواہش اللہ کے شیر مجاہدوں کے دل ہی میں رہ جاتی ہے۔

ان چارمعرکوں کے نتیج میں دشمن سے تقریباً دس مربع میل کا علاقہ چھینا جا چکا ہے کیکن سیکٹر کمانڈر میجر جزل مجید ملک کا کہنا ہے کہ ہماری کامیا بی کوگزوں اور میلوں میں نہ نا پئے بلکہ بیدد کیھئے کہ ہم نے دشمن کی لا ہور پر بلغار کے تمام راستے مسدود کردیئے ہیں اور اس طرح پاکستان کو تباہ کرنے کی بھارتی خواب کوشر مندہ تعبیر نہیں ہونے دیا۔امر شہیدوں کوسلام، شیردل غازیوں کوسلام!!

جب قصر ہندسرنگوں ہوا

تین دسمبر کی خنک جاندنی رات جنگوں کی تاریخ میں ایک نئے درخشاں باب کا اضافہ کرتی ہے۔اس کی

پیشانی پرغازیوں اورشہیدوں کے گرم لہو کے قطرے جھومر کی طرح دیجنے لگتے ہیں۔لہو کے بی قطرے پاک سرز مین کی ہریالی کوایک نیابانگین بخشتے ہیں لہو کےان قطروں میں غازیان اسلام کی وہ زندہ ویائندہ روایت جھلک رہی ہے جس کاحسن بدروا حداور قادسیہ و برموک کے میدانوں نے نکھارا ہےاور جسے تشمیر، چونڈہ اور وا ہگہ کی خاک نے نموعطا کی ہے۔آج حسینی والا کے میدان میں میٹمن نے اس روایت کولاکارا ہےاور دین حق کے پرستار مجاہداس کے لئے موت کا پیغام بن کراٹھ کھڑے ہوئے ہیں یاک فوج کی بلوچ رجمنٹ کی ایک زندہ دل بٹالین کوفخر حاصل ہوتا ہے کہ وہ دشمن کے مشحکم ترین حصار کوآ نا فا ناروندڈ الے ۔میجرزامدیاسین ستارہ جرات اسی بٹالین کی بی تمپنی کی کمان کررہا ہے۔اس کامقصودہ مقام وٹارگٹ قصر ہند ہے۔ بی قلعہ نما عمارت حیاروں طرف سے سیلانی بندوں سے گھری ہوئی ہے جن پر کنکریٹ کے بنکر، موٹے موٹے شہتیر وں،لوہے کی چا دروں سے بنے ہوئے دمدے، گہرے کرالٹر پنج دور دورتک چلے گئے ہیں۔کھلی جگہ یر بارودی سزنگیں ہیں۔بنکروں اور دمدموں میں وکرس مشین گنیں نصب ہیں جوذ راسی حرکت پر بے تحاشا فائر کرنے لگتی ہیں۔قصر ہند کا بیہ حصار کسی بھی کمانڈر کی ذہانت ،کسی بھی انسان کی مردانگی اورکسی بھی فوجی کی سیہ گری کی صلاحیت کے لئے کھلاچیلنج ہے۔ کسی جانب کوئی ایسا چور درواز ہنہیں جہاں سے یاک فوج اس د فاع میں تھس سکے انیکن اایک بات جس پر ہمیشہ دشمن اسلام مار کھا تا چلا آ رہا ہے ، یہ ہے کہ وہ اللہ کے سیاہی کی توت کا غلط انداز ہ لگا تا ہے۔ وہ ہمیشہ بھول جا تا ہے کہ عشق، مادی خطرات سے خا بَف نہیں ہوتا، وہ نارنمرود میں یوں کو د جاتا ہے جیسے گل وگلزار ہو، وہ نیل کی موجوں سے یوں کھیلتا ہے جیسے وہ کسی برساتی نالے کی حیثیت

میجرزامدیاسین کی کمپنی اس تاریخی بیغار کے لئے دیپالپور نہر کوعبور کرتی ہے تو اس کے کمانڈنگ آفیسر لیفٹینٹ کرٹل سید حبیب احمد (ستارہ جرائت) کے دل کی دھڑ کنیں سراپا دعا بن جاتی ہیں۔ اپنا توپ خانہ دخمن پر قہرالہی بن کرٹوٹ پڑا ہے۔ دخمن نے بھی جوابی فائر سے قیامت برپا کر دی ہے۔ فیروز پور کی جانب سے میدانی اور رتو کی گردوارہ کی طرف سے درمیانی توپ خانے کی آگ آرہی ہے۔ اس قیامت خیز فائر کی وجہ سے بی کمپنی کا ایک پلاٹون نائب صوبیدار محمد خال کی قیادت میں پیچے رہ جاتا ہے۔ میجرزامد کے سامنے دو راستے ہیں یا تو اس کا انتظار کرے یا دخمن کو تیاری کی مہلت دیئے بغیرا پنے توپ خانے کے فائر کی آٹ میں آگ جراسے جو بی کی بڑھ جاتا ہے۔ میجر قائر کی آٹ میں اسے دو کے بڑھ جاتا ہے۔ میجرزامد کے سامنے دو راستے ہیں یا تو اس کا انتظار کرے بعد دوسراراستہ اختیار کرتا ہے اور پلاٹون کا انتظار کئے بغیرا گے بڑھ جاتا ہے۔

جائٹ کسٹمز پوسٹ پر بیمپنی ایک دومنٹ کے اندراندر حملے کی ترتیب اختیار کرتی ہے۔اگر چہ بیعلاقے حملے کی رتیب اختیار کرتی ہے۔اگر چہ بیعلاقے حملے کی روایتی ترتیب کے لئے موزوں نہیں جس میں دشمن پر چیل کرحملہ کیا جاتا ہے، تاہم اس کمپنی کو جے سی پی سے ریلوے بند کی محدود سی جگہ میں ایسی ترتیب اختیار کرنے کی سہولت حاصل ہے۔

ٹھیک ساڑھے چھ بجے شام اپنے جوان ٹورسٹ انفار میشن ہیور واور متجد کے قریب سے سرٹک پارکر کے ریاوے بند پر ہلا بول دیتے ہیں۔ نائب صوبیدار محمد صنیف کا پلاٹون دائیں طرف چیل گیا ہے لیکن کچھ دورجا کر بارودی سرٹلوں کی وجہ سے اسے سکڑنا پڑا ہے۔ نائب صوبیدارگل شاہ دوران (تمغہ جرات) کا پلاٹون ایک قطار کی صورت میں دیمن پر جھپٹتا ہے۔ میجر زاہد بھی اپنے کمپنی ہیڈکوارٹر اور توپ خانے کے فارورڈ آبر دویشن آفیسر لیفٹینٹ فضل نواز گھسن شہید (ستارہ جرات) کے ساتھ سیدھار بلوے بند پر جملہ آور ہوتا ہے۔ ان کے بالکل سامنے ایک ریکالیس گن اندھا دھند فائر کر رہی ہے۔ گولہ نکلتے وقت پیدا ہونے والی چک سے قریب وجوار کا ساراعلاقہ روشن ہوجا تا ہے۔ قریب ہی ایک مشین گن بھی در دسر بنی ہوئی ہے۔ اس کا فائر بندھے نشانے پر آر ہاہے جس سے ہارے جوانوں کی پیش قدمی رک جاتی ہے۔ نائیک شاہ نواز اس کا فائر بندھے نشانے پر آر ہاہے جس سے ہارے جوانوں کی پیش قدمی رک جاتی ہے۔ نائیک شاہ نواز اس کا وردور کرنے کے لئے رینگ رینگ رینگ رینڈ سے بھارتی وجوں کو ہڑا ہے۔ بہلے وہ سپر ازگا سے مشین گن پوسٹ کو ہلا کے رکھ دیتا ہے۔ بہلے وہ سپر ازگا سے مشین گن پوسٹ کو ہلا کے رکھ دیتا ہے۔ بہلے وہ بیرانرگا سے مشین گن پوسٹ کو ہلا کے رکھ دیتا ہے، پھرایک جست لگا کر مور پے کے اوپر چڑھ جاتا ہے اور ہینڈگر ینیڈ سے بھارتی فوجیوں کو اڑا دیتا

باوجودوہ دشمن پر پھر جھپٹتا ہےاورا یک ہینڈگرینیڈ سے دشمن کو بنکر کے اندر ہی موت کی نیندسلا دیتا ہے کیکن عین اس وفت وہ بھی خلعت شہادت سے سرفراز ہوجا تا ہے۔اس کا ایک مددگا رلانس نائیک سراج الاسلام بھی اسی نبکر کے فائر سے زخمی ہوکرتھوڑی دیر بعد شہید ہوجا تا ہے۔

افضل نوازشہید ہی نے نہیں، پورے معرکے میں توپ خانے کے اور افسروں نے بھی اس غیر معمولی جرات وایثار کا مظاہرہ کیا ہے۔ایک موقع پرتمام فارورڈ آبزرویش آفیسرشہید یا زخی ہوجاتے ہیں اور توپ خانے کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں رہتا۔اس وقت آرٹلری کے کمانڈنگ آفیسر کرنل آصف خورشید افضل بذات خود ہر یکیڈ کے تدبیراتی ہیڈ کوارٹر میں وائرلیس سیٹ کا کنٹرول سنجال لیتا ہے اور پیدل فوج کی بھیجی ہوئی اطلاعات کے پیش نظر غیر نظری فائر کروانے لگتا ہے۔ یوں رات بھردشمن کا سرد بائے رکھتا ہے۔ کرنل آصف کا بیکا رنامہ جنگ کا یانسہ اپنے میں بلٹنے میں انتہائی ممد ثابت ہوتا ہے۔

اسی طرح انجینئر کور کی ایک کمپنی نے میجر محمد نواز کی قیادت میں پیدل فوج کے دوش بدوش کار ہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔ حملہ شروع ہونے سے قبل صرف دودن میں انہوں نے طویل سرحد کے ساتھ ساتھ بارود کی سرنگیں بچھائی ہیں۔ جنگ میں دشمن کے مائن فیلڈ میں سے گزرنے کے لئے انہوں نے پیدل فوج کی رہنمائی ہیں ہجھی کی ہے۔ 5اور 6دیمبر کی رات انہوں نے ہیڈ ورکس پرایک الیمی کارروائی کی ہے جو جرائت وعزیمت کی زندہ و جاوید مثال ہے۔ اس کارروائی میں او لیکے پوسٹ کا ہیرومیجر غلام حسین چیمہ (تمغہ جرائت) بھی شریک ہے۔ یہ کہنا ہے جانہ ہوگا کے سینی والامحور میں فاتح پاک فوج کا ہراول دستہ میجرانور کی انجینئر زکمپنی ہی

میجرزاہدیاسین انتہائی برق رفتاری سے ریلوے بند پر دشمن کے بنگروں کا دفاع ملیامیٹ کرتا ہوا نہر کے بل کی طرف بڑھتا ہے۔ جب وہ ریلوے بند اور سڑک کے مقام اتصال پر پہنچتا ہے تو چار پانچ سکھ ایک مور پے سے نکل کر بھا گئے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے جوانوں کی آٹو میٹک رائفلوں سے گولیاں تڑ تڑنکلتی ہوئی ہوئی بیں۔ایک جوانمر د جوش میں آ کر سپر انرگا فائر کریتا ہے۔دھواں چھتا ہے تو سامنے دشمن کی لاشیں تڑ پتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

نہرکے بل پرلانس نائیک (اب نائیک)اصغرکاسیشن پوزیشنوں میں بٹھا دیا جاتا ہے تا کہ دشمن کی کمک اور رسد کا راستہ مسدود کر دیا جائے۔ جا ندطلوع ہو چکا ہے اور اس کی خنک کرنوں میں مستلج کا پانی چیک رہا ہے۔ گولہ باری ابھی یہاں تک نہیں پینچی۔ پیری میٹر بھی یوں خاموش ہے جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ دراصل وہاں دشمن پاک فوج کے بڑھتے ہوئے حملے کورو کنے کے انتظار میں گھات لگائے بیٹھا ہے۔اس پر سکون ماحول میں بیجگدا یک عجیب ساشاعرانہ منظر پیش کررہی ہے۔

نائیک اصغرکونہر کے بل پر بیٹھا کر میجر زاہدا پنے جوانوں کو واپس قصر ہند کی طرف بھیج دیتا ہے اورخود خرامال خرامال سڑک پر آنے والے بلاٹون کمانڈرصو بیدارصفدرعلی شاہ (تمغہ جراکت) کے پاس پہنچتا ہے۔ اسے بھی آ گے نہر کے بل تک پیش قدمی کرنے کا تھم دیتا ہے اور پھراسی آن بان کے ساتھ قصر ہند کی جانب مارچ کرتا ہے۔

بی کمپنی نے قصر ہندکو جانے والی سڑک پر بھی دیمن کے مور پے خالی کروا لئے ہیں۔ اب بیاوگ کرال ٹرنیخ میں پوزیشن لے لیتے ہیں۔ یہ جگہ قصر ہند سے بمشکل پندرہ ہیں فٹ دور ہے۔ دیمن ابھی تک قلعے کے اندر پوری طرح سرگرم ہے۔ میجرز اہدائہیں گھیرے میں لینے کے لئے اپنے نائب صوبیدارگل شاہ دوران کو حکم یتا ہے کہ وہ بنکر گاؤں کی طرف جانے والے بند پر اپنے پلاٹون کو لے جائے۔ گل شاہ دوران کے جوان ایک ایک دو دو کی ٹولیوں میں ہمنی گیٹ کے عین سامنے سے بھاگ بھاگ کر مذکورہ بند پر چہنچتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ وہ قلعے پر فائر بھی کرتے جاتے ہیں۔ آگے ٹی جنگشن کے قریب سپاہی اعظم کی نظر چارسکھوں پر پڑتی ہے۔ وہ فورا لیٹ جاتے ہیں۔ اعظم فائر کرتا ہے تو ایک سکھ ہیٹڈ ز اپ کر دیتا ہے۔ باتی تینوں سپاہی بھی اس کی تقلید کرتے ہیں اور پاک فوج کی قید میں آ جاتے ہیں۔

پٹھان صوبیدارگل شاہ دوران کا پلاٹون جان پرکھیل کرٹی جنگشن تک ابٹ منٹ بند پر قبضہ کر لیتا ہے۔
بعد میں اگلے مور چوں سے ایک مشین گن انہیں تنگ کرنے کی کوشش کرتی ہے تو کمپنی کمانڈر میجرز اہد کے تھم پر
وہ اسے بھی خاموش کر دیتے ہیں۔ اب بنکر گاؤں میں موجود دشمن باقی ماندہ فورس سے کٹ کررہ گیا ہے۔ وہ
قصر ہند میں محصور ساتھیوں کی کوئی امداد نہیں کر سکتا۔ دوسری طرف ہیڈورکس کی جانب نائیک اصغر کاسیشن
موجود ہے جس نے پیری میٹریا دریا پار سے بھارتی کمک کا راستہ مسدود کررکھا ہے اور اب قصر ہندایسے مایہ
ناز بھارتی قلعے پر ہلا بولنے کا وقت آگیا ہے۔

پوزیشن کچھاس طرح کی ہے: قصر ہند کے شالی جانب (پاکستان کی طرف) لوہے کا دروازہ اندر سے مضبوطی سے بند ہے۔ پہلی اور دوسری منزل سے دشمن کے سیاہی مشین گنوں سے مسلسل فائر کررہے ہیں۔ سب سے اوپر غربی ٹاور پر اوپی بیٹھا ہے جو بھارتی توپ خانے سے کارگر فائر کروار ہا ہے۔ پاک فوج نے قلعے کو تین طرف سے گھیرے میں لے رکھا ہے، صرف عقبی حصہ ابھی تک دشمن کے کنٹرول میں ہے۔ توقع ہے کہ اس جانب قلعے کے اندر داخل ہونے کا کوئی راستہ ضرور ہوگا، چنانچہ اسی امید پر آئندہ کی منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

سخت جان اورکڑیل میمجر زاہد یاسین نے غربی جانب کرال ٹریٹی میں اپنے جوانوں کے ساتھ پوزیشن کے رکھی ہے۔ وہ قصر ہند کے اندرواخل ہونے کے متعلق سوچ بچار کر رہا ہے۔ اسنے میں ایڈ ہاک کمپنی کا میمجر محمد اشرف اپنے ایک بلاٹون کے ساتھ بیٹی جا تا ہے۔ میمجر زاہداس غیر متوقع الداد کو نیبی مد د قصور کرتا ہے۔ ایڈ ہاک کمپنی کو اپنے کمانڈ نگ آفیسر کرنل حبیب سے حکم ملا ہے کہ وہ دیپالپور نہر کے کنارے میمجر محمد حنیف ملک شہید (ستارہ جراک) کی مدد کر کے مگر دشمن کے تندو تیز فائر کی وجہ سے میمجر محمد اشرف ایک پلاٹون کے ساتھ بچھڑ جاتا ہے۔ جب کہ دو پلاٹون زیر کمان صوبیدار سر دار اور صوبیدار غلام علی نہر کے کنارے روانہ ہوجاتے ہیں۔ میمجر اشرف کے لئے مشکل میر ہے کہ وہ ابھی چند دن قبل ہی شاف کالج سے اس علاقے میں آیا ہوجاتے ہیں۔ میمجر اشرف کے لئے مشکل میر ہے کہ وہ ابھی چند دن قبل ہی شاف کالج سے اس علاقے میں آیا یا کہ ہیں آئی گر کرٹوٹ گئی ہے، چنانچہ وہ اپنے معین راستے پڑئیس جاسکا۔ قصر ہند کی طرف بھی اس نے اپنی صوابد مید کے مطابق جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ راستے میں جس کی پر دشمن کی بجل کی تارین زمین پر گری پڑی ہیں ، ان کے مطابق جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ راستے میں جس کی پر دشمن کی بجل کی تارین زمین پر گری پڑی ہیں ، ان سے الجھ کرایک سپاہی خدا بخش شہید ہوجاتا ہے اور سپاہی محمد بشر کو جھٹکا لگتا ہے کین وہ اپنے آپ کوٹور آتار سے جدا کر لینے میں کا میاب ہوجاتا ہے۔

تحيرخيز كارروائي.....

قصر ہند پر پہنچتے ہی دونوں افسروں نے قلعہ کی تنجیر کے لئے مشتر کہ تیاریاں شروع کردی ہیں۔سب سے پہلے نائب صوبیدار محمد حنیف کی زیر قیادت ایک پارٹی قصر ہند کے عقب میں جاتی ہے تا کہ وہ اندر داخل ہونے کے لئے کوئی ممکنہ رستہ تلاش کرے۔ نائب صوبیدار محمد حنیف کے ساتھ نائیک محمد خال، نائیک شاہ نواز،سیاہی کرم الہی،سیاہی یارمحمد اور سیاہی محمد اسلم ہیں۔ بیلوگ کرال ٹرنچ میں سے جست لگا کر باہر نکلتے ہیں

اوردوڑ کرعقب میں ایک ٹیلی فون کے تھے کے پاس لیٹ جاتے ہیں۔ چاند کی روشنی میں دیمن او پر سے ان کی نقل وحرکت دیکھ لیتا ہے۔ پہلی منزل کی ایک عقبی کھڑ کی سے ان پر ہینڈ گرینیڈ بچینکا جاتا ہے۔ میجرز اہداور محمد اشرف سجھتے ہیں کہ شاید پوری پارٹی شہادت سے ہمکنار ہو چک ہے۔ اس لئے وہ اگلے اقد ام کے بارے میں غور وغوض کرنے لگتے ہیں۔ دوسری طرف نائب صوبیدار محمد حذیف اور اس کے چندساتھیوں کو گہرے زخم آئے ہیں کیوں کو کھر ح قلعے کی مشرقی جانب نائب صوبیدارگل شاہ دورال کے پاس پہنچنے میں کا میاب ہوجاتے ہیں اور خاصی دیر بعد واپس اپنے پلاٹون سے آملتے ہیں۔

قصر ہند جیسے قدیم لیکن محکم قلعے کواڑا نے کے لئے صرف ٹینک فائر ہی کا گر ہوسکتا ہے۔ حملے کی منصوبہ بندی کرتے وفت ایسا پروگرام بھی بنایا گیا تھالیکن بعض وجو ہات کی بنا پر بیدکارروائی بروفت نہیں کی جاسکی۔ میجرز اہدیاسین ایک بار پھرٹمینکوں کی مدوطلب کرتا ہے تا کہ ان سے دشمن کے خود کار ہتھیار برباد کئے جاسکیس اور عمارت میں ایساشگاف ڈال دیا جائے جس میں سے اپنے جوان اندرداخل ہوکر بیچے کھیے دشمن کوٹھکا نے لگا ، بس

ابھی تک ٹینکوں کا انتظار ہے۔ وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔ دشمن ڈٹا ہوا ہے اور پاک فوج کا خاصا نقصان کر رہا ہے۔اب صرف دوصور تیں ہیں:ایک بید کہ تمام جوان ایک زبر دست ہلا بول کر قلعے پر چڑھ جائیں،لیکن خدشہ ہے کہ خود اپنا ہی نقصان ہوگا اور بیدکوشش بے سود ثابت ہوگی۔ دوسری صورت بید کہ چند لوگ اپنی جانوں کی قربانی دے کرباقی فوج کے لئے فتح وکا مرانی کارستہ کھول دیں۔

سٹاف کالج کا نوتر بیت یافتہ جوال سال میجر محمد اشرف غیر معمولی جرائت کا مظاہرہ کرتے رضا کارانہ طور پراپنے آپ کواس عظیم قربانی کے لئے پیش کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کی کوشش میں اس کی جان چلی جائے تو اس سے زیادہ فرق نہیں پڑے گا کیونکہ اس کے بعد میجرز اہدیاسین جوانوں کی قیادت کے لئے موجود ہوگا۔ میجرا شرف کی بیپیکش وطن سے محبت، جانثاری اور فرض شناسی کی ایک عظیم مثال ہے۔

میجراشرف چھ گرینیڈ،ایک شین گن اور تین میگزین ہاتھ میں لیتا ہے اورایک ایبا والنٹیئر مانگتا ہے جو عقب سے اس کی حفاظت کرے۔ میجر زاہد یاسین رشک کے بے پناہ جذبے کے ساتھ خود آگے بڑھتا میلیکن میجراشرف نفی میں سر ہلا کر کہتا ہے:''ہم دونوں کی قربانی ہلاکت خیز نتائج پر منتج ہوگی۔ کیونکہ بعد میں جوانوں کی ممان کرنے والا کوئی نہیں۔'' یہ بات درست ہے کیونکہ تقریباً اس وقت نہر کے کنارے پر بلوچ جوانوں کی کمان کرنے والا کوئی نہیں۔'' یہ بات درست ہے کیونکہ تقریباً اس وقت نہر کے کنارے پر بلوچ

رجمنٹ کی اس بٹالین کا تیسرا کمپنی کمانڈراپنے مقصودہ مقام کو چومنے کے فوراً بعد جام شہادت نوش کر چکا ہے۔خود بٹالین کمانڈرکرنل حبیب میدان کارزار میں کود چکا ہےاوراس کا کچھ پیتے ہیں چل رہاہے کہ زندہ ہے یا شہید۔ایسے عالم میں اگریہاں بھی قیادت کا فقدان ہوجائے تو پھر پوری بٹالین کے تتر بتر ہوجانے کا خدشہ ہے۔

اسی اثناء میں بی تمپنی کا حوالدار منصب دارسینہ تانے آ گے آتا ہے اور میجر اشرف کے ساتھ اپنی خدمات پیش کرتا ہے۔اس کارروائی میں اس کا کام بیہ ہے کہ وہ عقب سے میجراشرف کی حفاظت کرےاورضرورت پڑنے پر فائر کوردے۔اگر خدانخواستہ میجرا شرف دعمن کے نرغے میں آ جائے تو حوالدارمنصب دار کوا جازت ہے کہ وہ اس کی حفاظت کا خیال دل میں لائے بغیر دشمن پر فائر کر دے۔ پروگرام کےمطابق میجرزامدیاسین اوراس کے جوان کرالٹر پنج میں بیٹھ کران دونوں کو فائر کور دیں گے۔ چنانچہ جونہی میجرز اہد دوسراسپرانر گا قلعہ پر فائر کرتا ہے، میجراشرف ایک عقابی شان سے جھپٹتا ہے اور قلعے کے عقب میں جنوب کی طرف پہنچ جاتا ہے۔سامنےاس کی نظر سیرھیوں پر پرٹی ہے تواس کی خوشی کا کوئی ٹھکا نہیں رہتا۔وہ سیرھیاں پھلا نگ کراو پر چڑھتا ہے۔اس کے بائیں جانب کنگر کی جگہ ہے۔ وہ یہاں کھڑا ہوکراور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر پہلا گرینیڈ قلعے کے اندر پھینکتا ہے۔ایک دھا کہ ہوتا ہے اور اندر سے چینیں بلند ہوتی ہیں۔اس کے بعدوہ ہاتھ بڑھا کر دواورگرینیڈ بھینکتا ہے۔ قلعے کےاندر تہلکہ بریا ہوجا تا ہے۔ زخمیوں اور مرنے والوں نے آسان سر پراٹھالیا ہے۔ کچھلوگ جان بیجانے کے لئے بھاگ کراو پر کی منزل پر چڑھ جاتے ہیں۔اب میجرمحمداشرف قلعے کے اندر داخل ہوجا تا ہے۔ یاک فوج کا وہ پہلا دلیراور جرأت مندافسر ہے جس نے ظلم ونخوت کے محکم تلعے کے اندرقدم رکھے ہیں۔اب وہ اپنی شین گن ہے بغلی کمروں میں سپرے کرنے کا فیصلہ کرتا ہے کیکن اس نازک وفت پراس کی شین گن فائز نہیں کرتی ۔وہ اس کامیگزین بھی تبدیل کرتا ہے کیکن گن ہے کہ ٹس ہے مس نہیں ہوتی۔

قلعكا گهيا ندهيرااورتنها ميجر

عزم واستقلال کایه پیکرذ را بھرگھبرا تانہیں۔وہ ہر قیمت پراپنامشن پایہ بھیل تک پہنچانا چاہتا ہے۔ چنانچہ

تیزی سے بقیہ تین گرینیڈ بھی مختلف کمروں میں پھینکتا ہے۔ان سے پُجلی منزل تمام کی تمام صاف ہو جاتی ہے۔ چار پانچ سکھ لوہے کے گیٹ میں سے نکل کر بھا گنے کی کوشش کرتے ہیں۔انہیں میجرزا ہداوراس کے جوان وہیں ڈھیرکردیتے ہیں۔

اب میجرمحمداشرف قلعے کے اندر گھپ اندھیرے میں نہصرف تن تنہا ہے بلکہ خالی ہاتھ ہے۔اگروہ باہر آ کر مزیداسلحه لینا بھی جا ہے تو خدشہ ہے کہ اپنے ہی جوان اسے دشمن کا بھگوڑ اسیا ہی تصور کر کے گولی کا نشانہ بنادیں گےکیکن دوسری طرف اندررہ کردشمن کے ہاتھوں بےرحم موت بھی مرنانہیں جا ہتا۔ چنانچہوہ ایک بار پھرجان پرکھیل کر باہرآ تاہے،میجرزامدے مزیدگرینیڈلیتا ہےاور دوبارہ پہلے کی طرح دوڑ کر قلعے میں داخل ہوجا تا ہے۔تھوڑی ہی دیر میں وہ تمام کمروں میں میٹن کونتاہ و بر بادکر دیتا ہے۔اب وہ منصب دار کوبھی بلالیتا ہے۔ چندمنٹ بعد میجرزامد کچھ جوانوں کے ساتھ اندر آ جاتا ہے۔اب بیلوگ اوپر چڑھنے کا راستہ تلاش کرتے ہیں۔خاصی تگ و دو کے بعد سٹر ھیاں مل جاتی ہیں کیکن دشمن نے کرسیاں ومیز اور اسلحے کی خالی پٹیاں پھینک کرراستہ بند کر دیا ہے۔سٹرھیوں کے ساتھ دو کمرے ہیں ،ان میں دشمن کا وائرکیس سیٹ نصب ہے۔اسے تباہ کر دیا جاتا ہے اور قلعے کے اوپر جانے والے ٹیلی فون کے تار کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اب قصر ہند کے اوپر دشمن کی محدود سی نفری رہ گئی ہے۔اسے ختم کرنے کے لئے آہنی دروازے کے بائیں جانب حوالدارمیاں خاں اور نائیک گل شاہ دوراں کو پہلی منزل پر چڑھنے کا تھکم ملتا ہے۔وہ بائیں طرف سے رینگ رینگ کراوپر چڑھتے ہیں۔آ گے خار دار تاریکے ہوئے ہیں۔میاں خان سرگوشی کےانداز میں اپنے ساتھی کو بتا تا ہے۔ دشمن کا ایک مورچہ قریب ہے۔ان کی کھسر پھسر پراوپر سے ایک گرینیڈ آتا ہے۔میاں خاں زخمی ہوجا تا ہے۔اس طرح اوپر چڑھنے کی بیکوشش نا کام ہوجاتی ہے۔اب بیہ فیصلہ ہوتا ہے کہ چونکہ اوپر دشمن کی تعدادتھوڑی ہےاور ویسے بھی قلعے پر یا ک فوج کا *کنٹر*ول ہو چکا ہے،اس لئے اوپر چڑھنے کی مزید کوشش نہ کی جائے تا کہ غیرضروری نقصان سے بیا جا سکے، بالآ خراسلحہ تم ہو جانے پر دشمن خود بخو د قید ہو جائے گا۔ویسے بھی اگر قلعہ کو چند پونڈ ہارودلگا کراڑا دیا جائے تو اوپر قلعہ بندر تمن بھی بر ہا دہوسکتا ہے کیکن میجر زاہدیاسین قلعے کومحفوظ رکھنا جا ہتا ہے تا کہ وہ دیکھنے والوں کو بزبان حال دشمن کی ہزیمت کی داستان سنا تا رہے۔قلعہ کومحفوظ رکھنے کا ایک فائدہ بیجھی ہے کہ پاک فوج کے جوان اپنے زخمیوں کواکٹھا کر کے اندرمحفوظ جگہ پرلےآئے ہیں۔

سراآپ واقعی قصر ہندہے بول رہے ہیں!

میجرزامدیاسین اپناوائرلیس سیٹ آہنی گیٹ پرنصب کرتا ہے۔ ذراو تفے کے بعد سیٹ پرشرر، شرر، گھوں، گھوں کا شور بلند ہوتا ہے۔ اس وقت ہے ہی پی پر کیپٹن پرویز اقبال رئر لنک وائرلیس پر میجرز امدے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرر ہاہے۔ اچا تک اس کے کا نوں میں آ واز آتی ہے: ''میں میجرز امدیاسین قصر ہند سے بول رہا ہوں۔''

کیپٹن پرویزا قبال حیران رہ جاتا ہے۔''سر! آپ واقعی قصر ہندسے بول رہے ہیں؟''میجرزاہد جواب دیتا ہے:''یقین نہیں آتا تو جرائت کر کے یہاں آؤ۔۔۔۔ آنکھوں سے دیکھ لو۔''پرویزاپنی جیپ قصر ہند کی جانب دوڑاتا ہے۔قریب پنچھے ہی کھڑی کر جانب دوڑاتا ہے۔قریب پنچھے ہی کھڑی کر دواورخود پیدل آگے آؤکیونکہ دشمن قلعے کے اوپر سے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ میجرزاہد خوددوڑ تا ہوا آتا ہے اور فرط مسرت سے پرویز کو گلے لگا لیتا ہے۔

قصر ہند پر پاک فوج کا قبضہ ہونے کے بعد دشمن نے جھنجھلا کراس علاقے میں قیامت کا فائر شروع کر دیا ہے۔ زمین کے ایک ایک ایک این پڑگولے پڑر ہے ہیں۔ بنگرگاؤں کی طرف جانے والے بند پر نائب صوبیدار گل شاہ دوراں کا پلاٹون زخم پر زخم کھار ہاہے۔ گھبر وجوانوں کی ٹانگیں کٹ رہی ہیں، ہاتھ اڑر ہے ہیں۔ پیٹ چاک ہور ہے ہیں اور سرتن سے جدا ہور ہے ہیں۔ گل شاہ دوراں کے سرمیں ایک د مکتا ہوالوہے کا ٹکڑاؤشنس چاک ہور ہے ہیں اور سرتن سے جدا ہور ہے ہیں۔ گل شاہ دوراں کے سرمیں ایک د مکتا ہوالوہے کا ٹکڑاؤشنس گیا ہے، وہ اف تک نہیں کرتا۔ قریب ہی سیاہی افسر بھی زخموں سے نڈھال ہے گرحرف شکایت زبان پڑئیں لاتا۔ گل شاہ دوراں کے سرسے گرم گرم خون اہل کر پیشانی کی طرف بہنے لگتا ہے تو حوالدار میجر محمد اشرف کی نظر پڑتی ہے، وہ انداز سے سے پٹی ہاندھ دیتا ہے لیکن اصل زخم نگارہ جاتا ہے۔

گولہ ہاری سے کیپٹن پرویزا قبال کارئیرلنک وائرلیس سیٹ خراب ہوجا تا ہے۔وہ اسے ٹھیک کرانے کے لئے پیچھے بریگیڈ کمان پوسٹ پرجا تا ہے۔وہاں پرموجود تمام اعلیٰ افسروں کے چہروں پرتر دد کی کئیریں نمایاں ہیں۔معرکہ سینی والا کی بیانتہائی نازک گھڑیاں ہیں۔

بریگیڈ کمانڈر(اب میجر جنرل)محمدممتاز خال(ستارہ جراُت، ہلال جراُت) کیپٹن پرویز کو نیا وائرلیس سیٹ دے کر کہتا ہے: ''اپنے کرنل کے پاس جاو اوراسے کسی بھی جانب حملے کے لئے تیارر ہنے کا پیغام دو۔ ضرورت پڑنے پر میں خود حملے کا آرڈر دول گا۔'' کیپٹن پرویز ایک بار پھر محشر شعلہ وشرر میں کود پڑتا ہے۔وہ خاصی دیر تک اپنے کمانڈنگ آفیسر کرنل حبیب کو تلاش کرتا ہے لیکن بے سود۔اب وہ قصر ہند کی طرف بڑھتا ہے جہاں اس کی بٹالین کے دومیجر موجود ہیں۔

و تمن نے تینی والا کے میدان میں اپناسب کچھ داؤپر لگا دیا ہے۔ ہم اس تمن کو ہز دل نہیں کہہ سکتے ، وہ بڑی بہا دری سے اپنے مور چوں میں ڈٹا ہوا ہے۔ دشمن کی بیمزاحت ہیڈ ورکس اور اس سے ملحقہ پیری میٹر کے علاقے میں ہے۔ یہیں پرایک بھر پور اور جچا تلا وار کرنے کے لئے ہریگیڈ کمانڈر بالآخر کوڈورڈ میں کیپٹن پرویز کے وائرلیس سیٹ پر میجر محمد انٹرف کو تھم دیتا ہے کہ وہ اپنے بلاٹون کو لے کر ہیڈورکس کی جانب بڑھے اور اسے قبضے میں کرلے۔

قصر ہند پر دشمن کاغرور خاک میں ملا دینے کے بعد میجر محمد اشرف نئے احکامات کے تحت ہیڈورکس کارخ کرتا ہے۔راستے میں وہ دیپالپورنہر کابل کسی قتم کے فائر کور کے بغیر عبور کرتا ہے۔واضح رہے کہ بیہ بل باٹا پور کے بل سے دوگنا طویل ہے۔65ء میں ہزاروں بھارتی سور ماباٹا بور بل عبورکرنے کی کوشش میں کٹ کررہ گئے کیکن آج یاک فوج کا ایک نوجوان افسر چند جوانوں کے ہمراہ آگتا ہوئے پیری میٹر کے بالمقابل دیپالپورنہر کابل بآسانی پار کر لیتا ہے۔ بیامدادر بانی کا کرشمہ ہے یا کمال جرأت و دلیری کا مظاہرہ! میجر اشرف کے ساتھ اس وقت صرف پندرہ سولہ جوان ہیں۔اس محدود نفری کے ساتھ اسے بہت بڑے ہیڈورکس کو کنٹرول کرنا ہے۔ دریائے شکج پرایک رنگولیٹر، ایک ریلوے لائن کا بل اورایک سڑک کا بل ہے۔ بائیں طرف دیبالپورنهر کا د ہانہ ہے۔اس پر بھی رنگولیٹر بنا ہوا ہے۔ دائیں طرف نشیب میں بھار تیوں کا وہ د فاعی حلقہ ہے جسے پیری میٹر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ میجرا شرف زمینی صور تحال کا جائز ہ لینے کے بعدا پنے جوانوں کو بلندی پر پوزیشنوں میں بٹھا تا ہے۔صوبیدارمنظورسٹرک کےساتھ دائیں جانب کےمور چوں پر فائر کرتا ہے۔ ہیڈورکس کے منہ پرایک سنتری پوسٹ میں سیاہی رمضان را کٹ لانچر کے ساتھ حیاق و چو بند کھڑا ہوجا تا ہے۔ساتھ ہی پیری میٹر میں اتر نے والی سٹرھیوں کےساتھ ایک سیاہی برین گن نصب کر دیتا ہے۔ چند جوان دیپالپور نہر کے ریگولیٹر پر پوزیشن لے لیتے ہیں۔اس طرح رات بھردشمن کے فرار کا راستہ بندر کھا جا تاہے۔

معرکه درمعرکه.....

ا گلے دن بھارتی فوجی پیری میٹر سے بھاگ کر دریا میں کود نے کی کوشش کرتے ہیں تو میجرا شرف کے جوان فائر کر کے انہیں دریا کی لہروں میں ڈبودیتے ہیں۔ایک موقع پر میجراشرف سنتری پوسٹ کے قریب کوارٹرگارڈ کے کمرے کے ساتھ ٹیک لگا کر دریا یا رنظریں جمائے ہوئے ہے۔اجا تک اسے اپنے عقب میں کسی نقل وحرکت کا احساس ہوتا ہے۔ وہ گردن موڑ کر پیچھے دیکھتا ہے تو ایک سپاہی رائفل تانے اپنی جانب بڑھتا ہوانظر آتا ہے۔میجراشرف پہلے تو سمجھتا ہے کہ شایدا پناہی کوئی جوان ہے کیکن اس کے ہاتھ میں تنی ہوئی رائفل دیکھ کر کچھ شبہ ہوتا ہے اور یو چھتا ہے:'' کون ہے؟'' جواب میں وہ بھی یو چھتا ہے:''تم کون ہو؟'' دراصل وہ بھارتی فوجی ہے، دن کی روشنی ہونے کے باوجود میجراشرف اسے اس بناپر پہچانے میں نا کام رہا ہے کہاس کے پاس چشمہٰ ہیں ہے۔اس ا ثناء میں بھارتی فوجی شکین کی نوک اس کے کندھے پرر کھ کر کہتا ہے: ''ہیڈزاپ''۔میجراشرف پھرتی سے رائفل دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیتا ہے۔ بھارتی، رائفل حچٹرانے کی کوشش کرتا ہے لیکن جب دیکھتا ہے کہ کوئی تدبیر ممکن نہیں تو رائفل جھوڑ کر دریا کے بل پر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔اپناایک جوان شین گن کا برسٹ فائر کرتا ہے۔ دشمن کی لاش تڑیتی ہوئی دریا کی نذر ہو جاتی ہے۔ میجر اشرف ابھی ادھرسے فارغ ہواہے کہ انڈین ائرفورس کے ایس۔ یو 7 طیارے حملہ کردیتے ہیں۔ میجراشرف ا یک مشین گن کارخ او پر کی طرف کر دیتا ہے۔ بھارتی طیارے زوروشور سے را کٹ برسار ہے ہیں کیکن ذرا بلندی سے مشین گن کا ایمونیشن ختم ہوجا تا ہے تو میجرا شرف ایک را کفل سے حملہ آ ورطیاروں کونشانہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔اسی دوران میں ایک را کٹ عین اس کے قریب پھٹتا ہے۔سات لال انگارہ ٹکڑے اس کے جسم میں دھنس جاتے ہیں اور یوں رات بھراور دن کے گیارہ بجے تک عزم وہمت کے انمول اور غیر فانی جو ہر دکھانے والا بینو جوان افسر تیورا کر گریڑتا ہے۔اس کے بےمثال کارنامے آئندہ نسل کے لئے قندیل ر ہگذر ثابت ہوں گےاور تاریخ اس کی لا زوال جراُت واستقامت پر ہمیشہ نا زاں رہے گی۔

دوسری طرف قصر ہند پر میجرزامداور بھارتیوں کے درمیان رات بھر آئکھ مچولی جاری رہتی ہے۔علی اصبح بریگیڈ کمانڈ رایم متاز پیدل چل کروہاں آتا ہےاورعظیم کارنامہ سرانجام دینے پر میجرزامدکوشاباش دیتا ہے۔ بریگیڈئرممتاز چلتے وقت میجرزامدکو تھم دیتا ہے کہ وہ بنکرگاؤں سے بھی دیمن کو مار بھگائے۔ بعدازاں بریگیڈئیر نہر کے بل پر پہنچتا ہے اور ٹینک فائر سے قصر ہند کے اوپر موجود دیمن کی طاقت ختم کرادیتا ہے۔اس اثناء میں میجرزامدا پنے جوانوں کی تنظیم نوکرتا ہے۔اس کے پاس بمشکل ڈیڑھ پلاٹون کی نفری موجود ہے۔ پہلے وہ زخمیوں اور شہیدوں کو عقب میں بھجواتا ہے۔۔۔ ڈرائیور نائیک سلیم اور ڈرائیورعلی حیدر دیمن کی گولہ باری اور ہوائی حملوں سے بے نیاز ہوکرا پنے زخمی ساتھیوں کو ایڈوانس ڈرینگ سٹیشن میں پہنچاتے ہیں۔ باری اور ہوائی حملوں سے بے نیاز ہوکرا پنے زخمی ساتھیوں کو ایڈوانس ڈرینگ سٹیشن میں پہنچاتے ہیں۔ بیابی (اب لانس نائیک) صوفی محمدنواز بھی انتہائی بے خوفی کے ساتھاس کام میں ہاتھ بٹا تا ہے۔

میجرزامدیاسین اپنی باقی ماندہ جوانوں کو دوحصوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک حصے کی کمان اپنی ہاتھ میں لے لیتا ہے اور دوسرا حصہ حوالدار میجراشرف کی قیادت میں دے دیتا ہے۔ میجرزامدیاسین بند کے دائیں طرف اور حوالدار میجراشرف بند کے بائیں طرف دشمن کے مورچوں پر ہلہ بولتے ہوئے بنکر گاؤں کا رخ کرتے ہیں۔ راستے میں ایک جگہ پیچھے سے ایک سکھ صوبیدار سردار سنگھ میجرزامد پرگرینیڈ پھیننے کی کوشش کرتا ہے ہیں۔ راستے میں ایک جگہ پیچھے سے ایک سکھ صوبیدار سردار سنگھ میجرزامد پرگرینیڈ پھیننے کی کوشش کرتا ہے کین اپنے جوان اس پر بروقت قابو پالیتے ہیں۔ بنکر گاؤں بند کے مین اوپر ہے۔ اس میں کنگریٹ کے بنگر ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں دیمن نے مکانوں کی چھتوں پر بھی پوزیشن لے رکھی ہوجا تا ہے اور اپنی جان ، آگے ہے اور دیمن پرزور وروثور سے حملے کر رہا ہے۔ اس کارروائی میں وہ سخت زخمی ہوجا تا ہے اور اپنی جان ، جان آفریں کے سپرد کردیتا ہے۔

بنگرگاؤں میں دشمن زبردست مزاحمت کرتا ہے کیکن پاک فوج کی ضرب غازیانہ اسے جلد ہی کچل کے رکھ دیتی ہے۔ یہاں سے میجرزامد ہاکی سپر کی طرف بلغار کرتا ہے کیکن مقابلے کی نوبت نہیں آتی۔ دشمن اپنی دوسری فورس کا حشر دیکھ کرفرار ہو گیا ہے۔

میجرزاہدگی کمپنی اگلی رات بھی اس علاقے کے دفاع پرگی رہتی ہے۔ 5ادیمبرکوانہیں پیچے ہٹالیا جاتا ہے لیکن ابھی پیلوگ اچھی طرح اپنے زخموں کو دھوکر پٹیاں بھی نہیں کر سکے کہ انہیں سجر ہ کی طرف دشمن کے حملے کو روکنے کے لئے بھیجے دیا جاتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ کسی کے پاس رائفل ہے تو ایمونیشن نہیں۔ نہ شین گئیں پوری ہیں ، ور دیاں بھٹی ہوئی ہیں اور دو تین دن کی متوا تر لڑائی کی وجہ سے دماغ پر بو جھ ہے، آ تکھیں دھو کیں اور بارود کی وجہ سے سوجی ہوئی ہیں لیکن بلوچ رجمنٹ کے سربکف مجاہدایک بار پھر آ زمائش میں پورے اتر ہارود کی وجہ سے اور وہ یا کتان کی اگلی چوکیوں کو اترے ہیں۔ دشمن نے غرور میں آ کر ٹینکوں کی مدد سے چڑھائی کر دی ہے اور وہ یا کتان کی اگلی چوکیوں کو اترے ہیں۔ دشمن نے غرور میں آ کر ٹینکوں کی مدد سے چڑھائی کر دی ہے اور وہ یا کتان کی اگلی چوکیوں کو

روندتا ہوا دس بارہ دیہات پر قبضہ کر چکا ہےگر جونہی ان کا سامنا بلوچ رجمنٹ کے ان زخم خور دہ جوانوں سے ہوتا ہے، اس کے قدم رک جاتے ہیں۔ دشمن روہی نالہ عبور کر کے گنڈ اسنگھ والا کی طرف پاک فوج کو عقب سے کا شاہوا قصور چہنچنے کا خواب دیکھتا ہی رہ جاتا ہے۔

کرنل حبیب کی بلوچ رجمنٹ عظیم الثان قربانیاں دے کراس کا مرانی ہے ہم کنار ہوئی ہے۔ انہائی نامساعد حالات میں صرف تین کمپنیوں کی نفری کے ساتھ بھارت کے پورے بریگیڈ کوہس نہس کر کے رکھ دینا بادی النظر میں ناممکن دکھائی دیتا ہے لیکن اس رجمنٹ کے جری افسروں اور دلیر جوانوں نے اپنے خون کی قربانی دے کراس ناممکن کام کوممکن کر دکھایا۔ بلوچ رجمنٹ کے اس مرکزی حملے کے ساتھ ساتھ پنجاب رجمنٹ کی ایک بٹالین نے لیفٹینٹ کرنل غلام حسین چودھری شہید (ہلال جرائت) کی رہنمائی میں دیمن کا مابیہ ناز دفاعی حلقہ پیری میٹر توڑ ڈالا ہے اور اس طرح حسین والا کے علاقے میں پاک فوج مکمل طور پر قابض ہو جاتی ہے۔

توپ خانے کی قصیل

فیروز پور کے محاذ پرداد شجاعت دینے والوں کی تفصیلات قاری کے سامنے آگئی ہیں لیکن ہے کہانی اس وقت

کم کم نہیں ہوسکتی جب تک اس عظیم کا میا بی کے حصول کو ممکن بنانے والے توپ خانے کے کردار کو واضح نہ

کیا جائے۔ 3/دسمبر کی سہ پہر کو صفر ساعت پر ہمارے پیدل دستوں کے حرکت میں آنے کے ساتھ ہی دشمن

گی سرز مین پر ہمارے آرٹلری بر یکیڈنے ایک الی فصیل کھڑی کر دی ہے جس کے سامنے دشمن کے لئے

اپنے مضبوط مورچوں، دمدموں سے سر باہر نکا لنا ممکن نہیں رہا۔ توپ خانے کے فارورڈ آبزروریشن آفیسرز

ہمارے پیدل دستوں کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے ایک طرف ٹھیک ٹھیک نشانے لگانے کے لئے

ہمارے پیدل دستوں کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے ایک طرف ٹھیک ٹھیک نشانے لگانے کے لئے

ہمارے پیدل دستوں کے ساتھ ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے ایک طرف ٹھیک ٹھیک نشانے لگانے کے لئے

ہمارے کی رہنمائی کررہے ہیں، اور دوسری طرف وہ دست بدست جنگ میں بھی داد شجاعت دے رہ

ہمیں، رات کی تاریکی میں نشانے پر فائر مانگنا اپنی جگہ پر ایک مشکل کا م ہے تو دوسری طرف دشمن سے دو بدو

مقابلہ بھی کرنا ہمارے توپ خانے کے آبزروریشن آفیسروں کے لئے مشکل نہیں۔ دیپالپور نہر، فیروز پور

مقابلہ بھی کرنا ہمارے توپ خانے کے آبزروریشن آفیسروں کے لئے مشکل نہیں۔ دیپالپور نہر، فیروز پور

مقابلہ بھی کرنا ہمارے توپ خانے کے آبزروریشن آفیسروں کے لئے مشکل نہیں۔ دیپالپور نہر، فیروز پور

نے بھی دادشجاعت دیتے ہوئے شہادت کا مرتبہ حاصل کیا ہے، اسلامی جہاد کی روح سے سرشار اللہ کے بیہ سیاہی جرأت وعزیمت کی تاریخ اینے خون سے لکھ رہے ہیں۔حقیقت پیہے کہان کے اندراس جذبہ جہاد کو کوٹ کوٹ کر بھرنے کا سہرا آ رٹلری کے کما نڈر بریگیڈ ئیراختر عبدالرحمٰن کے سرہے۔ بریگیڈ ئیراختر نے فیروز یور پر حملے کی کامیا بی کویقینی بنانے کے لئے اپنا توپ خانہ اس طرح ڈیپلائے کیا ہے کہ حرب وضرب اورسٹر پنجی کی تمام کتابیں بند کر دی گئی ہیں اور مرمٹنے کے جذبے سے سرشار ہو کرتوپ خانے کو دشمن کے عین سریر نصب کیا گیاہے۔کسی بھی صور تحال میں توپ خانے کی اس طرح کی ڈیپلائے منٹ خودکشی بھی تصور کی جاسکتی ہے، کیکن بریگیڈ ئیراختر آ خری جانس لینے کے عادی ہیں اوران کی حکمت عملی پیہ ہے کہ پیدل افواج کی تیز رفتار پیش قدمی کی صورت میں وہ اپنے دستوں کو نہ صرف مکمل فائر کور دیں بلکہ دریائے شکح کے یار دشمن کی سپلائی لائن کوبھی کاٹ کرر کھ دیں۔اس مقصد کے لئے ان کے پاس سوائے اس کے کوئی حیارہ نہیں کہ وہ اپنے بھاری اورمیڈیم توپ خانے کوسرحد سے قریب تر نصب کریں تا کہوہ اپنے معین مقاصد کے حصول میں کامیابی سے ہمکنار ہوں۔اس حکمت عملی کا مظاہرہ وہی افسر کرسکتا ہے جوطارق بن زیاد کی طرح کشتیاں جلانے کے جنون ہے آشنا ہو۔ بر گیڈئیراختر نے قرون اولی کے مسلمان جرنیلوں کی کا میاب حکمت عملی کی یاد تازہ کر دی ہے اور اس کی زیر کمان بریگیڈ آرٹلری نے فیروز پور کے محاذیر گولہ باری کر کے ایسی فصیل کھڑی کر دی ہے جس کے سامنے دشمن بےبس ہوکررہ جاتا ہے۔

ہم بیادھار چکا ئیں گے۔۔۔!

یہ 16 ار مرکی سے پہر ہے۔ ہر یکیڈئیراختر عبدالرحمٰن صبے سے اب تک اپنے مور ہے سے باہز میں نکلے،
ان کے سٹاف افس مجھتے ہیں کہ شاید ہر یکیڈئیر صاحب آ رام کر رہے ہیں لیکن سے پہر تک ہر یکیڈ ہیڈ کوارٹر
سٹاف میں تشویش کی لہر دوڑ جاتی ہے کہ خدا خیر کر ہے۔ میجراعجاز قاضی ان کے مور ہے کی طرف جاتے ہیں
لیکن وہ مور ہے کے درواز بے پڑھنگ کررہ جاتے ہیں، اندر سے بلک بلک کررو نے کی آ واز آ رہی ہے، میجر
قاضی کو پچھ مجھ میں نہیں آتا کہ آخر ہوا کیا ہے! وہ آ ہستہ آ ہستہ آ گے بڑھ کر ہر یکیڈئیر صاحب کوسلوٹ کرتے
ہیں لیکن جواب میں ہر یکیڈئیر اخر ، میجر قاضی سے لیٹ جاتے ہیں، آنسو ہیں کہ تھمنے کا نام نہیں لیتے۔
ہیر یکیڈئیراختر عبدالرحمٰن رندھی ہوئی آواز میں کہتے ہیں ۔۔۔۔ یا کستان دولخت ہوگیا،

جی اوسی میجر جزل عبدالمجید ملک کی الوداعی ضیافت میں بریگیڈئیراختر عبدالرحمٰن بھی موجود ہیں اور جزل ملک بڑے توصفی کلمات کے ساتھ بریگیڈئیراختر کا میرے ساتھ تعارف کراتے ہیں۔ضیافت ختم ہوتی ہے تو بریگیڈئیراختر مجھے اپنی جیب میں بٹھا کر بریگیڈ آرٹلری ہیڈکوارٹر لے جاتے ہیں۔

فیروز پور کےمعرکے کی تفصیلات سناتے ہوئے ان کا چہرہ تمتما اٹھتا ہے، ان کے تنے ہوئے ماتھے سے ایک غازی کا نور جھلک رہاہے، ہریگیڈئیراختر کہتے ہیں:''ہمیں ایک کمینے دشمن سے یالا پڑا ہے جو ہمارے وجود کو برداشت کرنے کے لئے تیارنہیں اورستم یہ ہے کہ وہ ہمارے خلاف جارحیت میں تنہانہیں ، ایک سپرطافت سوویت روس پوری طرح اس کی پشت پر ہےاور یا کستان کوایک اسلامی ملک ہونے کی سزا دی جا رہی ہے۔'' بریگیڈ ئیراختر عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہروس بھارت کے ذریعے یا کستان کےخلاف پراکسی جنگ لڑ ر ہاہے کیکن اس محاذیر ہم اینے اصل متمن سے دو دو ہاتھ نہیں کر سکتے ،مزاتب آئے گا جب اس متمن سے براہ راست مقابلہ ہوگا۔ میں سرایا سوال بن جاتا ہوں کہ ہم اور سوویٹ روس، دونوں کے درمیان کیا مقابلہ؟ بریگیڈ ئیراختر عبدالرحمٰن میرے تعجب کو بھانپ جاتے ہیں اورتھوڑی دیرخلا میں گھورتے ہیں، پھر بڑے دو ٹوک کہجے میں کہتے ہیں جیسے وہ نوشتہ دیوار پڑھ رہے ہوں.....روس سے مقابلہ ہوگا، روس پاکستان سے عمرائے گا،روس کےعزائم کسی سے ڈھکے حصے نہیں، وہ گرم یا نیوں تک پہنچنا جا ہتا ہے،روسی زاروں سے لے کرکریملن کے نئے اشترا کی زاروں تک کی خواہش یہی رہی ہے کہ وہ بحیرہ عرب تک رسائی حاصل کریں۔ ان کے لئے شارٹ کٹ افغانستان ہےاورجلد یا بدبر سوویت روس اپنی فوجیس افغانستان میں داخل کرے گا اور بہبیں پروہ ایک ایس جنگ میں پھنس کررہ جائے گا کہروس کے لئے اپنی تمام تر ایٹمی اور فوجی قوت کے باوصف اپناوجود تک برقر اررکھنامشکل ہوجائے گا۔

بریگیڈئیراخر جوش جذبات میں مٹھیاں جینے لیتے ہیں، میراہاتھان کی گرفت میں ہے، جوش ایمانی کی حرارت میر ہے دوگ ایمانی کی حرارت میر ہے درگ و پے میں سرایت کر جاتی ہے۔ بریگیڈئیراختر منہ ہی منہ میں بڑبڑانے کے انداز میں کہتے ہیں کہ بھارت نے روس کی شہ پر مشرقی پاکستان ہتھیا لیا ہے لیکن ہم اس شکست کا بدلہ لیس گے اور براہ راست روس سے ادھار چکا کیں گے ۔۔۔۔۔ ادھار چکا کیں گے، بریگیڈئیر اختر عبدالرحمٰن مسلسل بڑبڑارہے ہیں ۔۔۔۔۔۔

ميراجإ ندطلوع نهيس ہوا،غروب ہوگيا

میں ہرروزایک نئی کیفیت میں مبتلا ہوتا ہوں ، میں سرگر داں ہوں ، جیران و پریشان ہوں ، سراسیمہ ہوں۔ ایک لمحے کے لئے سوچتا ہوں تو میں انہیں شہید کہتا ہوں ، شہید مانتا ہوں ، اور میراایمان ہے کہ شہید زندہ ہیں مگر ہم اس زندگی کا ادراک نہیں رکھتے۔

دوسرالمحہ ایسا آتا ہے کہ میں چکرا کررہ جاتا ہوں، میں چشم تصور میں ان کے گھر کی اسٹڈی کو خالی پاتا ہوں، میں ان کے عام نشست کے برآ مدے میں انہیں دیکھنے سے قاصر رہتا ہوں اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ آج میں اگران کے علم عید ملنے جاؤں تو وہ اپنے ڈرائنگ روم میں تشریف فرمانہیں ہوں گے جہاں وہ ہر عید کے روز ہوتے ہیں، یہ پہلی عید ہے کہ ڈرائنگ روم سونا پڑا ہوگا۔

مگر پھرایک اور کیفیت میرے قلب و ذہن کا احاطہ کر لیتی ہے۔ یہ پہلا دن ہے جب میں ان کے گھر میں داخل نہیں ہوسکا، ورنہ ہمیشہ اس گھر کے دروازے پر مجھے دیکھتے ہی عبدالستار مجھے اندر لے جاتا رہا ہے، مگر آج یہاں عالم ہی دوسرا ہے، میں جس گھر کا قریب قریب گیارہ بارہ برس تک ایک فرد رہا ہوں، یکا یک یہاں اجنبی کھم را میں بچھلے برس ایک طویل عرصے کے بعد سرشام اس گھر میں گیا تھا، اوران کی صحبت سے میاں اجنبی کھم را میں بچھلے برس ایک طویل عرصے کے بعد سرشام اس گھر میں گیا تھا، اوران کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہا، انہوں نے دوبارہ پہلے جیسی محبت اور شفقت کے ساتھ مجھے اپنی آخوش میں لے لیا تھا۔ وہ ایک گھنے چھتنار درخت کی مانند تھے جوتاریخ کی راہ پر چلنے والے قافلوں کو اپنی خنک چھاؤں کی رحمتوں میں لیٹ لیتا ہے۔

میں اپنی نصف صدی کے طویل صحافتی کیریئر کے اس مرحلے پر بھر پور آزادی کو انجوائے کرنا چاہتا تھا، میں برسوں بھٹکتا پھرا مگر آخر کا راس ٹھنڈے اور میٹھے سرچشمے کے کنارے آن لگا، میں اس چشمے سے پوری طرح فیض یاب ہونا چاہتا تھا۔ مجھے ایک چھانہ چاہئے تھا، ایک مضبوط سہارا چاہیے تھا، اور مجھے وہ کلمل گیا جس کے بل بوتے پر میں اپنے ضمیر کے مطابق اظہار کر سکتا تھا۔

میں نے اس کلے کے سہارے بہت مستی دکھائی، میں نے ان کی حق گوئی کی روش کوا پنایا، میں نے سچ بولنا شروع کیا،اور بولتا چلا گیا، میں جانتا تھا کہ وہ صاف گوئی کو پسند کرتے ہیں،انہوں نے میری حوصلہ افزائی کی، میں ان کی حدود وقیو دکو مجھتا تھا۔اس لئے مجھے بھی کوئی مشکل پیش نہ آئی۔

میرا راستہ اب بھی یہی ہے کہ بیان کا راستہ ہے جو میرے مربی اور مہربان تھے۔انہوں نے میرے راستوں کو ایسے ترک کرسکتا ہوں۔
راستوں کواجالاتھا، میں ان راستوں سے کیسے بھٹک سکتا ہوں۔ میں ان راستوں کو کیسے جھوڑ سکتا ہوں۔
میں ہی نہیں،نوائے وقت میں لکھنے ولا کوئی بھی ساتھی ان کی آئیڈیالوجی کو کیسے جھوڑ سکتا ہے۔ بیا آئیڈیالوجی تو ہمارے ایمان کا حصہ بن چکی۔ یہی ہمارابدن ہے، یہی ہماری غذاہے، یہی ہمارالباس ہے، یہی ہماری دوج ہے، یہی ہمارا کہ حیات ہے۔

ینظریے حمید نظامی نے دیا اور جناب مجید نظامی نے اس کو پروان چڑھایا۔ بینظریہ پاکستان ہے۔ ہمیں بھی اسی کی آبیاری کرنی ہے، ہر لمحے کرنی ہے، ہر سانس کے ساتھ کرنی ہے، ہر چیننج کے سامنے کرنی ہے۔
میں اپنی بات دہرا تا ہوں کہ نوائے وقت کے بانی اول حمید نظامی فوجی آ مریت کے ہاتھوں شہید ہوئے اور نوائے وقت کے بانی وارحقیقی معنوں میں اس کے معمار، مجید نظامی سول آ مریت کے ہاتھوں شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

ان کی تقلید میں میرے قلم کے ہونٹوں پر بھی ایک ہی نعرہ ہے کہ میں پھر جلایا جاؤں ، میں پھر شہید ہوں ، میں پھر جلایا جاؤں ، میں پھر شہید ہوں ، پھر شہید ہوں ، پھر شہید ہوں ، ہم شہادتوں کی کہکشا کیں سجادیں گے مگر حق وصدافت کی آواز بلند کرنے سے بازنہیں رہیں گے۔تو جبر آزما ،ہم جگر آزما کیں۔

بزدل اپنی موت سے پہلے بار بارمرتا ہے، اور بہادرصرف ایک بار۔ پیدائش کا لمحہ ہی دراصل موت کی طرف پہلاقدم ہے۔ کہتے ہیں کہ زندگی محض ایک خواب کا نام ہے، موت اس خواب کی خوشنما تعبیر ہے۔ کوئی موت کو ایک حقیقی مہم جوئی خیال کرتا ہے۔ زندگی نے موت سے سوال کیا کہ لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور تم سے نفرت؟ موت کا جواب تھا کہ لوگ تمہاری خوبصورتی پرفریفتہ ہیں مگر میں ایک دردنا ک اور تلخ حقیقت، اس لئے مجھ سے خاکف رہتے ہیں۔ کسی نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں موت کے بعد بھی زندہ رہنا جا ہتا ہوں، مگر ہرکوئی اس ہنر سے آشنا نہیں۔ سیانے کہتے ہیں موت سے نہ ڈرو، اس زندگی سے ڈروجوتم گزار

نہیں رہے، تم نے ہمیشہ زندہ نہیں رہنا، زندگی گزار نے کا موقع صرف ایک بارماتا ہے۔

یادر کھئے ایک انسان مرسکتا ہے، ایک قوم عروج وزوال کا شکار ہوسکتی ہے گرایک نظریئے کوموت نہیں آ

سکتی۔ اور بینظر بیزندہ ہے۔ مجید نظامی کا دیا ہوا نظریہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ بیہ پاکستان کی شکل میں زندہ رہے

گا، بیآ زادی تشمیر کی آرزوکی شکل میں زندہ رہے گا، بیت وانصاف کے لہلہاتے پر چم کی شکل میں زندہ رہے

گا، یہ بھارت کی غلامی کے سامنے ڈٹ جانے کی شکل میں زندہ رہے گا۔ بینظر بیا قبال کے افکار اور قائد کے

گردار کی صورت میں زندہ رہے گا۔

میں کن خوابوں میں کھوکررہ گیا۔ میں کیوں ان ساعتوں کو بھول گیا جب ستا کیسویں کی شب کے آخری لمحات میں میر بے فون پر پہلامیسیج آیا تھا کہ عظیم ہستی اس و نیا میں نہیں رہی ، ایک میسیج میں صرف اناللہ وا ناالیہ راجعون لکھا تھا۔ میں سب کچھ بچھ گیا، میں نے آسانوں کی طرف و یکھا، فرش سے عرش تک نور کا ہالہ تھا اور قطار اندر قطار نورانی فرشتے جواستقبال کے لئے کھڑے تھے۔ شرق وغرب پر محیط کہکشا کیں کسی کے لئے چشم براہ نظر آ کیں۔ بینزول قرآن کی رائے تھی، خالق کا کنات کی رحمت اپنے جوش پرتھی۔ جب اللہ کے آخری نبی علی ایک میں ایک ایک آیت کی شکل میں ظہور پذیر یہورہی تھی، اورالی ہی مبارک ساعت میں ایک روح قفس عضری سے پرواز کرگئی ، جناب مجید نظامی اپنے رب سے جاملے تھے اور اس روشن کا کنات کا حصہ بین گئے تھے جوانسانیت کی رائیں اجالتی ہے اور منزلوں کا پیتاد یتی ہے۔

میں ایک عالم سرمستی میں بیسطور لکھے جا رہا ہوں، مجھے معلوم ہے کچھ دیر میں رمضان المبارک کا بیہ انتیبواں دن بھی تمام ہوجائے گا،اورروزے دارمغربی افق پر نئے جا ندکوطلوع ہوتے دیکھنے کی کوشش کریں گے۔گرمیں کس جاندکو تلاش کروں،میراجا ندتو غروب ہوگیا۔

ان سطور کی اشاعت کے ساتھ آپ عید منارہے ہوں گے، آپ کو بیعید بہت بہت مبارک ہو گرہے کوئی مجھے پر سہ دینے والا۔اللہ کے نبی آلی جا جنگ احد کے زخم خور دہ ،اپنے جمرے میں تشریف لائے تو پکارا تھے کہ کوئی ہے جو میرے بہادر چیاحضرت امیر حمز ہ کی شہادت کا پر سہ دے ، وہ نم کی شدت سے نڈھال تھے۔

میں بھی نم کی شدت سے نڈھال ہوں۔کوئی ہے جو میرے بہادر سپاہ سالار کی موت پر مجھے پر سہ دینے آئے۔

آئے۔

میں اپنے ثم گساروں کا انتظار کروں گا۔ (29 جولائی 2014ء)

زنده وتابنده شهيد صحافت

مجید نظامی بھی شہادت کے درجے پرسر فراز ہوئے۔ بیر تنبہ بلند ملاجس کول گیا۔ ان کے بڑے بھائی حمید نظامی نے فوجی آمریت کی گھٹن کا شکار ہوکر شہادت کو چو ما۔ مجید نظامی سول آمریت کے ہاتھوں زندگی کی بازی ہار بیٹھے۔

وہ یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ وا بھہ بارڈر چوہیں گھنے کھلا رہے، وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ بھارت کشمیر کے سارے دریاؤں کا پانی بند کر کے پاکستان کو بنجر صحراؤں میں تبدیل کر دے اورا سے ملک کے ساتھ، سول حکومت یور پی یونین کی طرح اپنی سرحدوں کو آزادانہ کھول دے، ان کے سامنے بی تماشہ بھی لگار ہا کہ دہشت گردوں کے ساتھ فدا کرات کا ڈرامہ رچایا گیا تا کہ انہیں صف بندی کے لئے وقت مل جائے اور وہ قوم کو ابولہان کرنے کے لئے اسلح کا ڈھیر لگالیں۔ بیسب پچھان کی برداشت سے باہر تھا۔ ان کا دل جھٹکے پہ جھٹکے سہہ رہا تھا مگر ہردل کی برداشت کی ایک حد ہوتی ہے اور جب اپنے ہی در پے آزار ہوجا کیں تو پھردکھ شدیداورنا قابل علاج ہوجا تا ہے مگروہ اپنی زندگی کے اس معر کے میں جانفشانی سے لڑے اور آخرانہوں نے شرمیسور کی طرح جان قربان کردی۔ وہ اپنے بڑے بھائی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شہید ہو گئے ، زندہ و شرمیسور کی طرح جان قربان کردی۔ وہ اپنے بڑے بھائی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شہید ہو گئے ، زندہ و تابندہ ہو گئے۔

فوجی آ مریت کے بعد جمہوری آ مریت نے ایک اور بطل حریت کی جان لے لی۔
ایک نکتہ میر ہے ذہن کوسب سے الگ سوجھا ہے۔ وہ بہا در تو بے شک تھے، حق گوبھی بے شل تھے، نڈراور بے خوف ہو کرکلمہ حق کہناان کا شعارتھا، وہ کسی کے سامنے جھکے نہیں، کسی کے ہاتھ بکے نہیں۔انہوں نے ہرقشم کے چیلنج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ گر آ پ میں سے کسی نے محسوس نہیں کیا کہ انہوں نے دم آ خربھی اپنے ان حاسدوں اور ساز شیوں کو فکست فاش دے دی جنہوں نے ان کی زندگی میں ان کی وفات کی خبریں تمام ٹی

وی چینلز پرچلوا دی تھیں۔اورسارے شہر میں مشہور کر دیا تھا کہ ان کا کلینیکل موت واقع ہو چکی ہے،ٹھیک ہے ان کا بلڈ پریشر پچاس اور تمیں کی حد تک گرچکا تھا،ٹھیک ہے کہ وینٹی لیٹر کے دباؤ سے انکے پھیپھڑوں سے خون رس رہا تھا مگر وہ شخص جس نے بھی ہارنہیں مانی تھی ،اس نے ان ساز شیوں کے سامنے بھی ہار قبول نہیں کی جوان کی موت کی افوا ہیں پھیلا کر اپنی جھوٹی اناؤں کی تسکین کا ساماں کر رہے تھے۔اور ان کے زندہ ہوتے ہوئے ان کی صحت کے بارے میں جھوٹے لیٹن جاری کر رہے تھے۔

بہادرانسان نے آنکھیں کھولیں،ان کا بلڈ پریشر پھر سے بحال ہو گیا،ان کی نبض نارمل ہوگئی اوروہ انتہائی سکون سے ملنے والوں سے باتیں کرنے لگے۔اورا گلے دودن وہ ہشاش بشاش دکھائی دیئے۔

اور کیاساز شین ختم ہوگئ ہیں۔ ابھی تو انہیں لحد میں اتارا گیاتھا، ابھی تو ان کا کفن بھی میلانہیں ہواتھا کہ باتیں شروع ہوگئیں کہ اب نوائے وقت کا کیا ہے گا، ایک ٹی وی چینل پر کسی نے میر ہے سامنے یہی سوال افر میں نے کہا کہ اگر آپ نوائے وقت کے حض رپورٹر ہوکرایک کا میاب اخبار نکال سکتے ہیں تو رمیزہ مجید نظامی برسوں سے مجید نظامی سے تربیت پاکر صفل ہو چکی ہیں، انکی صلاحیتوں پہا عتماد کیوں نہیں کرتے۔ میں اللہ کو حاضر ناظر جان کر گواہی ویتا ہوں کہ مجھے نظامی صاحب نے چند ماہ قبل بتایا تھا کہ رمیزہ بیٹی کی محنت اور گئن سے وقت نیوز اب منافع میں آگیا ہے، انہوں نے کروڑوں کے منافع کی بات کی تھی۔ کتنے ٹی وی چینل اور ہیں جن کے مالک اظمینان کا اظہار کر سکتے ہیں، ہرکوئی روتا دکھائی ویتا ہے۔

میں ایک اور غلط نہی رفع کر دوں ۔ نوائے وقت پہلے بھی ایسے ہاتھوں میں رہ چکا ہے جواسے پھر چلانے کے شوق میں مبتلا ہیں مگر وہ پہلے بھی اسے نہیں چلا سکے اور اسی وجہ سے مجید صاحب کو واپس نوائے وقت آنا پڑا تھا اور پھراس اخبار نے اپنے مدمقابل تمام اخبارات کا مقابلہ کیا اور اپنا لوہا منوایا۔ اور ابساری دنیا نے دیکھا کہ کہ جن لوگوں نے نوائے وقت سے علیحدگی اختیار کی ، وہ ایک بار پھراپنا اخبار چلانے میں ناکام رہے ، جھے اس پر خوشی نہیں ہے ، نہ میں یہ بات طعنے کے طور پر کہہ رہا ہوں مگر یہ ایسا تجزیہ ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔

نوائے وقت کی کامیابی کارازاس نظریئے میں مضمرہے، جس کااس نے شروع سے علم بلند کئے رکھا ہے۔ نوائے وقت تب بھی ایک مئوثر اخبار تھا جب حمید نظامی نے اسے نظریاتی بنیادوں پراستوار کیااور مجید نظامی کی ادارت میں بھی اس کی کامیابی کارازیہی نظریہ تھا، یہ نظریہ یا کستان ہے، جس پریا کستان معرض وجود میں آیا۔ یہ ایک مقصد حیات ہے، یہ ایک مشن ہے، یہ ایک جنون ہے جواس اخبار کے ایڈیٹرکوئی نہیں، میرے جیسے عام کارکن کو بھی جابر حکمرانوں کے سامنے تن کر کھڑا ہونے کی قوت عطا کرتا ہے۔ ایساایڈیٹر خبر چھاپتا ہے، چھپا تا نہیں، اخبار بیچتا ہے، ضمیر نہیں بیچتا، اشتہاروں کی بھیک نہیں مانگتا، نوائے وقت میں اشتہار دینا ایک عبادت ہے، کوئی حکومت اشتہار دوک کراس نیکی سے محروم رہنا چاہتی ہے تو بیاس کی ناحاصلی ہے۔

حمید نظامی اور مجید نظامی نے نوائے وقت کوا خبار بنایا ،اشتہار نہیں بنایا۔نوائے وقت کامشن نظریہ پاکستان کوفروغ دینا ہے،اسے سر بلندر کھنا ہے۔اس مشن نے نوائے وقت کونوائے وقت بنایا اور یہی مشن ،نوائے وقت کے کامیاب مستقبل کی ضانت بھی ہے۔

مجید نظامی اس دنیا سے رخصت ہو گئے مگر ساز شیوں کا دباؤ برقر ارہے۔ بیساز ٹی گھر کے بھیدی ہیں اور لئکا فرھانا چاہتے ہیں۔ بیہ مجید نظامی کی روح کوڑ پارہے ہیں، اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں، بیلوگ انہیں قبر میں بھی چین نہیں لینے دیتے۔ مگر خاطر جمع رکھئے، مجید نظامی نے صرف پر دہ کیا ہے، وہ اپنے چاہنے والوں کے دلوں میں زندہ اور تابندہ ہیں، شہید مرتے نہیں، وہ ابدالآباد تک زندہ رہتے ہیں، اور مجید نظامی تو ایک نظریئے کا نام ہیں، وہ تو ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ کس میں طاقت ہے کہ مجید نظامی کے نظریئے کو شکست دے سے۔ بینظریہ اور نوائے وقت لازم وملزوم ہیں۔ کون ہے جو ہمارے ایمان کو متزلزل کر سکے۔

کہتے ہیں کہ پاکستان اسی روز وجود میں آگیا تھا جب برصغیر میں پہلے مسلمان نے قدم رکھا تھا اور پاکستان اس وقت تک قائم دوائم رہے گا جب تک ایک بھی مسلمان باقی ہے، اسی طرح جب تک اس سرز مین پرایک بھی نوائے وقتیا زندہ ہے، بینظر رہی خسی زندہ ہے، مجید نظامی بھی زندہ و تابندہ ہیں۔وہ شہید صحافت کے طور پرامر ہیں۔(28 جولائی 2014ء)

ڈ اکٹر مجیدنظامی سے میں نے کیاسیکھا

میں آج ایک عجیب بات کرنے لگا ہوں۔ بلکہ باتیں پرانی ہیں، میں نے ان کا نتیجہ اپنے انداز سے نکالا ہے اور نئے حالات کے پیش نظر نکالا ہے۔

میں پیشہ ورانہ فرائض کے سلسلے میں ڈاکٹر مجید نظامی سے پہلی بار 1970 میں پرانی انارکلی میں ان کے روز نامے ندائے ملت کے دفتر میں ملا۔ ان دنوں میں ہفت روزہ زندگی میں کام کرر ہاتھا، ہمیں ان پرایک ٹائٹل سٹوری شائع کرناتھی اور میں ان کا پورٹریٹ لینے گیا تھا۔ بعد میں، میں نے ان کے زیرسایہ نوائے وقت کے میگزین ایڈیٹر اور پھرڈ پٹی ایڈیٹر کی حیثیت سے فرائض انجام دیئے۔ آخری دس برسوں میں انتہائی قریب سے ان کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔ میں ان کو گھر میں علی اصبح ملتار ہا اورا یسے کمحات بھی آئے کہ مجھے ان سے یہی صبح کی میٹنگ کارڈیا لوجی ہیں تال کی راہداری میں بچھائے ایک ہنگامی بستر پر کرنا پڑتی تھی۔ میں نے ان کے چرے پر ہمیشہ یک گونہ طمانیت کی کہکشاں دمکتی دیکھی۔

میری ان کی رفاقت کی کہانی پینتالیس برس پر پھیلی ہوئی ہے۔

تو پہلے میں آپ کو یہ کیوں نہ تو بتا دوں کہ وہ کیا خاص بات ہے جو میں نے ان سے سیکھی اور جس کا کسی اور نے ابھی تک کسی بھی انداز میں اظہار نہیں کیا۔

انسان کواپنے مقصد حیات کے حصول کے لئے زندہ رہنا جا ہیے۔

یہ ہے وہ سبق جومیں نے ان سے سیکھا اور یہ مجھ پر الہام نہیں ہوا ، اس کا ذکرانہوں نے اپنی سالگرہ کی آخری تقریب میں خود کیا ہے۔

قار ئین کو یا د ہوگا کہ ڈاکٹر مجید نظامی نے فر مایا تھا کہ ان کی ایک خواہش ہے کہ ان کی زندگی میں کشمیر کو آزادی مل جائے۔ بیا یک بہت بڑا نصب العین ہے جس کے حصول کے لئے انہوں نے چھیاسی برس تک

انتظار کیا۔

اگر ہرکسی کےسامنےایک عظیم نصب العین ہو،تواس کے حصول تک اسے جینے کی کوشش کرنی جاہئے۔ سرپھوڑ نا ہوتو راہ چلتے آپ کسی سے بھی ٹکر اجائیں لیکن اس طرح آپ اپنی زندگی کا نصب العین تو حاصل نہیں کریائیں گے۔

ڈاکٹر مجیدنظامی کوجوا خبار ملاءاس کی پیشانی پرلکھاتھا کہ بہترین جہاد جابرسلطان کےسامنےکلمہ حق بلند کرنا ہے۔ان کے بڑے بھائی یہی کلمہ جہاد بلند کرتے رہے مگروہ زندگی کی بازی ہار بیٹھے۔چھوٹے بھائی کوکلمہ حق بھی بلند کرنا تھااورزندہ بھی رہنا تھا۔اورانہوں نے دونوں کام کردکھائے۔کونساکلمہ جن ہے جوانہوں نے بلند نہیں کیا اور جابر اور ظالم سلطان کے سامنے نہیں کہا۔ایوب خان کے سامنے انہوں نے ما در ملت کا ساتھ دیا۔ان سے کہا گیا کہ محتر مہ سے بیخطاب واپس لیں مگروہ ابوب کے سامنے ڈٹ گئے ۔بھٹونے جمہوریت کی بحالی کی جدوجہدشروع کی تو وہ انگلی تھا ہےان کو لے کر چلے مگر وہ اقتدار میں بدمست ہوا تو انہوں نے کلمہ حق کہنے کی راہ اپنائی ۔ضیا الحق نے لا ہور کے ایک فنکشن میں کہا کہ پچھلوگوں کے سرمیں جمہوریت کا کیڑ اہے تووہ استیج پرآ گے بڑھےاوراینے سر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ، بیکٹر ااس سرمیں بھی ہے۔ضیا ہی کے دور میں محمد رفیق ڈوگر کی فائل کردہ خبر پر حکومت نے ناراض ہوکر کہا کہ رپورٹر کو پولیس کے حوالے کر دیا جائے۔انہوں نےفون کرنے والے سے کہا کہا خبار کا مالک میں ہوں اور میں ہی اس کا ایڈیٹر ہوں،گھرسے سامان باندھلایا ہوں، مجھے لے جائے۔اور بیجھی میں نے دیکھا کہ ایک اورا خبار میں دور پورٹروں کی خبروں پر حکومت ناراض ہوئی تو اخبار میں ان کی تصویر لگا کرانہیں نو کری سے برطرف کر دیا گیا۔ یہی اخباری ادارہ آج دعوی کرتے نہیں تھکتا کہ وہ اپنے کارکنوں کے ساتھ کھڑا ہے ،اللہ اسے اپنا قول نبھانے کی تو فیق بخشے۔ مگر مجید نظامی کا سا کوئی کون ہوگا۔نوازشریف نے دھا کے کرنے میں لیت ولعل سے کام لیا توایک بھری میٹنگ میں نظامی صاحب نے ان سے کہا کہ آپ دھا کہ ہیں کریں گے تو لوگ آپ کی حکومت کا دھا کہ کر دیں گے۔

ایک میٹنگ میں جنرل مشرف نے کشمیر پالیسی سے انحراف کا تاثر دیا تو میرے سامنے اور ایک سو دیگر ایڈیٹروں کے سامنے نظامی صاحب نے اس ڈکٹیٹر سے کہا کہ شمیر سے غداری کریں گے تو اس کرسی پڑہیں رہ سکیں گے۔ حق گوئی کاسبق کسی نے سیکھنا ہوتو ان سے سیکھے۔اور کسی کی مجال نہیں تھی کہ ان کو ہاتھ لگا تا ،ان کے اخبار کے نیوز پرنٹ کورو کنے کی بھی کسی میں ہمت نہیں تھی ، ہاں ، اشتہار بند کر کے ضرور ان کا امتحان لیا گیا گر انہوں نے بھی یہیں کہا کہ اشتہارات کی بندش آزادی صحافت پر حملہ ہے۔ بھٹود ور میں ہمارے بزرگ مصطفیٰ صادق ان کو در بارا کبری میں لے گئے ، کافی دیر ادھرادھر کی با تیں ہوتی رہیں ، آخر بھٹو نے تنگ آ کر کہا ، اوک امصطفیٰ ،جس کام کے لئے آئے ہواس کی بات کرو، اشتہار کھو لئے کی بات کیوں نہیں چھٹرتے ۔ نظامی صاحب نے تنگ کر جواب دیا ، کہ میر ااشتہاروں سے کیا لینا دینا ، میں اشتہار کھلوانے نہیں آیا۔کونسا اخبار کی ماک ہے جواشتہاروں کی قربانی دے سکتا ہے۔

نظامی صاحب کے رپورٹروں نے کیا کیا خبرین ہیں دیں، اس اخبار کے کالم نویبوں نے کیا کیا نہیں لکھا۔اور بھی کسی کالم کوسنر نہیں کیا ،جو بھی کالم نویس اخبار چھوڑ کر گیا، وہ بہتر تنخواہ کے لئے گیا۔محترمہ بنظیر بھٹواور پیپلز پارٹی کے بارے میں کھل کر لکھا گیا۔ بھی مجھے کسی جملے پراعتراض ہوتا اور میں کالم رو کئے کی سفارش کرتا تو مجھے نظامی صاحب ہدائت کرتے کہ آپ کا کام یہ ہے کہ کالم کو اشاعت کے قابل بنا کر میرے پاس بھیجو۔ جنرل ضیا کے بارے میں اخبار کی پالیسی کون نہیں جانتا مگر مجیب الرحمٰن شامی نے سانحہ میرے پاس بھیجو۔ جنرل ضیا کے بارے میں اخبار کی پالیسی کون نہیں جانتا مگر مجیب الرحمٰن شامی نے سانحہ بہاولپور پر کیا بعد مگرے تین ماتمی کالم کھے،ان کالموں کو ادارتی صفحے سے اٹھا کرصفحہ دو پر چھاپا گیا تا کہ ان کی اشاعت میں تاخیر نہ ہو۔اور شامی صاحب نے ظاہر ہے، اپنی افتاد طبع کے مطابق ضیا کو ایک ہیرو کے طور پر یادکیا تھا۔

مجھے یاد ہے صدام حسین نے کویت پر قبضہ جمایاا ورامریکہ نے اس کے خلاف ایکشن لیا تو سارا پاکستان صدام حسین کا حامی تھا۔ایک دن مجھ سے نظامی صاحب نے پوچھا کہ کیا دفتر میں کوئی اور بھی ہماری ادارتی پالیسی کا حامی ہے، میں نے انہیں بتایا کہ پورانیوز ڈیسک اخبار کے صفحات پرصدام کے گن گار ہاہے۔ بیس کروہ سکراد ئے۔انہوں نے اپنی یالیسی تھوینے کی کوئی کوشش نہیں گی۔

میرے سامنے ایک بار ہی ہمارے دفتر پرحملہ ہوا مگرلگتا ہیہے کہ جمعیت کے حملہ آوروں کے رہتے میں ہمارا دفتر پڑتا تھا،اس لئے انہوں نے یہاں نیٹ پر پیٹس کی مگر آ گے جا کر دوسرے اخبار کے دفتر کوانہوں نے خاکسترکر کے دکھ دیا۔

نائن الیون کے بعد کا زمانہ بڑا ہنگامہ خیزتھا،امریکہ اور ساری دنیااسامہ بن لا دن کےخون کی پیاسی تھی مگر

نوائے وقت میں اسامہ کی تصویر کے ساتھ افغان باقی ، کہسار باقی کا نعرہ بلند کیا گیا، امریکہ اس پرضرور برہم ہوا مگر نظامی صاحب نے کہا جس نے انہیں، گوانتا نامو ہے، لے جانا ہے، لے جائے۔ مگر کس میں ہمت تھی کہان کی طرف میلی آئکھ سے بھی دیکھتا۔

سمندروں میں طغیانی آتی ہے، فضاؤں میں بجلیاں گرجتی ہیں مگراچھا کپتان وہی ہوتا ہے جومسافروں کو حفاظت سے نکال لے جائے، وہ طوفانوں سے الجھتانہیں،خودکشی نہیں کرتا، نہ مسافروں کی جان لیتا ہے۔ ڈاکٹر مجید نظامی سے کوئی کلمہ حق کہنے کا سلیقہ سیکھے اور اپنے مقصد حیات کی تکمیل کے لئے جینے کا ولولہ بھی سیکھے۔وہ راستے کے پھروں سے سرنہیں پھوڑتے ،مگر کہیں سرجھ کا تے بھی نہیں ۔اورکسی میں ہمت بھی نہیں تھی کہا نکاسر جھکانے کا خیال بھی دل میں لاتا۔

خدانے انہیں کمبی زندگی دی، وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ جینا اورسراٹھا کے جینا، انہی کا طرہ امتیاز فا

وہ کشمیر کے لئے جیئے ، بیکشمیر کل بھی پاکستان کے ساتھ تھا ، آج بھی ہے اور آنے والے کل میں یقینی طور پر پاکستان کا حصہ بن کررہے گا۔

> میں اس مقصد کے لئے اپنااور اپنے قلم کاخون تک بہانے کو تیار ہوں۔ نظامی صاحب! آپ سے میرایکا وعدہ ہے! (26 جولائی 2014ء)

آ زادی کشمیر، ڈاکٹر مجیدنظامی کی آخری خواہش

ماشااللہ چھیاسویں سالگرہ کی تقریب میں ڈاکٹر مجید نظامی نے کہا ہے کہ میری ایک خواہش باقی ہے کہ میں کشمیرکوآ زاد ہوتے دیکھوں۔

دل سے دعانگلتی ہے کہ شمیر بھی جلد آزاد ہواور اللہ کریم نظامی صاحب کو ہمارے سروں پرسلامت رکھیں، آمین! ان کی ذات ہمارے لئے نظریاتی مینارہ نور ہے، وہ مادروطن کے بےبس کمحوں کی آس ہیں، قومی بے چارگی کامضبوط سہارا ہیں، اورفکری دکھوں کا مرہم ہیں۔

نظامی صاحب کی آخری خواہش ہر پاکتانی کی پہلی خواہش ہونی چاہئے۔انہوں نے بجاطور پرفر مایا ہے کہ شمیر کو قائد اعظم نے ہہہ رگ قرار دیا تھا، آج ثابت ہو گیا ہے کہ انہوں نے سیح کہا تھا۔ آج ہمارے دریا سوکھ کرندی نالوں کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ بھارت جب چاہتا ہے پانی چھوڑ کرہمیں سیلاب میں مبتلا کر دیتا ہے، میں صاف کہتا ہوں کہ پانی کے لئے ہمیں لالہ جی سے ایٹمی جنگ بھی کرنی پڑے تو ضرور کریں۔ نظامی صاحب یہ پیش کش پہلے ہی کر چکے ہیں کہ انہیں ایٹمی میز ائلوں کے ساتھ با ندھ کر شمیر میں بھارتی فوجی چھاؤنیوں اور ڈیموں پر داغ دیا جائے۔

قربانی اورایثار کابیجذبہسنت ابرا ہیمی کے عین مطابق ہے اور بیصرف معصوم اساعیل علیہ السلام کے حصے میں آئی تھی یا پھر مجید نظامی اس کے لئے اپنی جان پیش کررہے ہیں۔

لوگو! گواہ رہنا کہ نظامی صاحب نے اس سنت کوزندہ وتا بندہ کرنے کاحق ادا کر دیا۔

کشمیر پاکتان کی شہہ رگ ہے، اس میں کسی کو کلام نہیں۔کشمیر پر بھارت کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ بیعلاقہ آزادی ہنداورتقبیم برصغیر کے فارمولے کے تحت پاکتان کا اس لئے حصہ بننا چاہئے تھا کہ بیمسلم اکثریت کا پاکتان سے ملحقہ علاقہ تھا۔اسی اصول پر بھارت نے جونا گڑھ،منا در،حیدرآباد پر قبضہ جمایا تھا۔ قائداعظم نے فوج کوتھم دیا کہ وہ تشمیر کو بھارت کے چنگل سے آزاد کرائے لیکن اس وقت کے انگریز آری چیف نے ان کی بات نہ مانی ۔ اس پر پاکستانی عوام نے جہاد کا اعلان کیا۔ اس میں پاک فوج کے دستے با قاعدہ شامل ہوئے۔ انہیں اس کا تھم کس نے دیا ، یہ سب کچھ پہلی جنگ تشمیر کی فوجی تاریخوں میں رقم ہے۔ پاکستان کے جہادی دستے جب سری نگر کے ایئر پورٹ پر قابض ہو گئے تو بھارتی وزیر اعظم نہرو نے عالمی سطح پر واو بلا مچادیا اور سلامتی کونسل سے جنگ بندی کی بھیک مائلی ، انہی کی درخواست پر سیز فائر عمل میں مائمی سطح پر واو بلا مچادیا اور سلامتی کونسل سے جنگ بندی کی بھیک مائلی ، انہی کی درخواست پر سیز فائر عمل میں کا فیصلہ کرنے کا موقع دیا جائے گا، وہ اپنی آزاد مرضی سے پاکستان یا بھارت کسی ملک میں شامل ہوجا کیں۔ وہ دن اور آج کا موقع دیا جائے گا، وہ اپنی آزاد مرضی سے پاکستان یا بھارت کسی ملک میں شامل ہوجا کیں۔ وہ دن اور آج کا دن ، بھارت نے کشمیر یوں کوئی خودار اویت نہیں دیا۔

65ء میں پاک فوج نے تشمیر کی آزادی کی ایک کوشش کی، اسے آپریشن جرالٹر کا نام دیا گیا۔ پاکتانی ہراول ٹینک دیکھتے ہی دیکھتے دریائے توی پار کر گئے۔ بیٹی خان نے اپنی بریگیڈ کو تھم دیا کہ تین ستمبر کی شام و طلخے تک جوڑیاں پر قبضہ کر لیا جائے، اگلے دو دنوں میں بیٹی خان کے دستے اکھنور کا محاصرہ کر چکے شھے۔اکھنور پر پاک فوج کے قبضے کورو کئے کی طاقت بھارتی فوج میں قطعی نتھی۔ بھارت پرواضح ہوگیا تھا کہ اکھنور سے پیش قدمی کرتے ہوئے بیٹی خان کے دستے جموں کا پٹھان کوٹ سے رابطہ کاٹ سکتے تھے۔ بیٹی خان کے نامہ اعمال میں گناہ بہت ہیں لیکن چھمب جوڑیاں محاذ پراس کی برق رفتار پیش قدمی شایداس کے خان کے دیکھ گناہوں کی سیاہی دھوڈالے۔

پاک فوج کی اس کامیا بی پر بھارت بو کھلا کررہ گیا،اس کے پاس اور کوئی چارہ نہ تھا کہ پاکستان کو عالمی سرحد پر جنگ میں البھا دے، اور چھ تتمبر کی رات کے اندھیرے میں اس کی جارحیت نے کشمیر کی آزادی کا خواب چکنا چور کردیا۔

پاکستان کا اکثریتی طبقہ جنگ متمبر پر ناز کرتا ہے مگر کارگل کی جنگ کا نقا د ہے۔ جبکہ آپریشن جبرالٹر اور کارگل جنگ میں نریز برکا فرق نہیں۔ وہ پاکستان جس نے خالی ہاتھ سمبر کی جنگ میں بھارتی جارحیت کا منہ توڑ دیا تھا، وہ کارگل کی جنگ میں ایٹمی اسلحے سے لیس ہونے کے باوجود بھارت کے سامنے بھیڈ بنادیا گیا۔

پاکستان کی بیرقتی کمزوری تھی ، مگراس کے لئے مستقل کمزوری بن کررہ گئ ہے، آج بھی پاکستان ایٹمی اسلح، دور مار میزائلوں اور ایک بہترین پیشہ ورفوج سے آراستہ و پیراستہ ہے مگراس کی قیادت بھارت کے اسلح، دور مار میزائلوں اور ایک بہترین پیشہ ورفوج سے آراستہ و پیراستہ ہے مگراس کی قیادت بھارت کے

سامنے کم لیٹ ہے۔ ڈاکٹر نظامی صاحب اس کیفیت کومتھہ ٹیک کہتے ہیں۔

ہم مسلم سپاہ سالاروں کے کارناموں پر فخر کرتے ہیں۔ محمد بن قاسم، ابدالی، غوری، بار بروسہ، غزنوی، یہ سب ہمارے ہیرو ہیں مگر معاف فرمائے کیا وہ اپنے دشمنوں کوچینی فروخت کرتے تھے یاان سے آلواور پیاز خریدا کرتے تھے۔ ابھی ہمارے سامنے روس نے کریمیا پر قبضہ جمایا ہے تو کیا روی تجارتی ٹرکوں نے کریمیا کو روند نے کا، کارنامہ انجام دیا ہے، کیا صدام حسین نے کویت پر قبضے کے لئے اپنی گندم کی بور یوں اور خشک دودھ کے ڈبوں کئے تھے، اور کیا امریکہ نے عراق اور افغانستان پر قبضے کے لئے اپنی گندم کی بور یوں اور خشک دودھ کے ڈبوں کو بطور حربہ استعال کیا تھا۔ پاکستان پر دس برسوں میں امریکی ڈرون نے قیامت برپا کئے رکھی، کیا ان الف لیادی طیاروں سے گلدستہ تھینکے جاتے رہے اور آج جن طالبان سے ہم بصد بجز و نیاز نما کرات کر رہے ہیں، کیا وہ پچھلے ایک عشرے میں ہم نے سمیر کیا ہے۔ اور ہر قیمت پر لینا ہے، بھارت نے بھی اسے بزور طاقت غلام بنار کھا ہے، اسے آزاد ہی بروطاقت کرایا جا سکتا ہے۔ وا ہگہ کی کیرکومٹانا ہے یا اس بارڈ رکوچوہیں گھنٹے کھو لے رکھنا ہے تو پھر ہمیں بہمی برورطاقت کرایا جا سکتا ہے۔ وا ہگہ کی کیرکومٹانا ہے یا اس بارڈ رکوچوہیں گھنٹے کھو لے رکھنا ہے تو پھر ہمیں میں منظور نہیں، ہم کشیر کو بھول جانا ہوگا اور ڈاکٹر مجید نظامی کی آخری خواہش پامال ہوکر رہ جائے گی۔ گر ہمیں یہ منظور نہیں، ہم اس خواہش کی بحمیل کر کے رہیں گے۔

مجھے یاد ہے ایک بارخوشونت سنگھ کے متولیوں نے اسے پاکستان بلایا اور پرل کانٹی نینٹل لا ہور میں اس کا لیکچررکھا، اس سے کسی نے کشمیر کی آزادی کا سوال کیا تواس نے جواب دیا کہ شمیر کے بدلے ہم نے بھارتی مسلمان برغمال بنار کھے ہیں، تم کشمیر کا نام لو گے تو پھر بھارتی مسلمانوں کا حشر بھی دیکھ لینا۔خوشونت سنگھاس دنیا میں نہیں رہا مگر اس کے قصیدہ خوان یا در کھیں کہ شمیر کے لئے بھارتی مسلمان تو کیا، ہم پاکستانی مسلمانوں کے وجود کو بھی بھول سکتے ہیں، اس لئے کہ دنیا میں ہندوریاست صرف بھارت ہے، مگر مسلم ریاستیں بچاس سے ذائد ہیں۔ ہم نہ رہے تو بھارت بھی نہیں رہے گا مگر کرہ ارض پر بچاس سے زائد مسلمان ملک ضرور ہوں گ

ہاری روحوں کی تسکین کے لئے بیسودابرانہیں۔(5اپریل 2014)

بھارتی ٹینک پرچڑھ کرد لی کاسفر۔۔مجیدنظامی کاعزم

ڈاکٹروی پی ویدک کوشرارت سوجھی یا وہ طنز کرنا چاہتے تھے، انہوں نے چندروز قبل مجید نظامی صاحب
سے کہا کہ سنا ہے آپ کوٹینک پر چڑھ کرانڈیا جانے کاشوق ہے، تو کیا آپ کوایک ٹینک وہاں جا کربھجوا دوں۔
ایک لمحے کے توقف کے بغیراس غیرت مند پاکستانی نے کہا کہ مہاراج! آپ کوزحمت کی ضرورت نہیں،
ایک لمحے کے توقف کے بغیراس غیرت مند پاکستانی نے کہا کہ مہاراج! آپ کوزحمت کی ضرورت نہیں،
ایٹ پہلومیں دیوار پر گلی تصویر کو غورسے دیکھئے، میں ایک انڈین ٹینک ہی پر توسوار ہوں۔
اس پرڈاکٹر ویدک کا منہ کھلے کے کھلارہ گیا۔

ڈاکٹر ویدک نے پاکستان کے دورے میں کئی اور شخصیات سے بھی ملاقاتیں کی ہیں کیاں اس طرح کا جواب انہیں کہیں اور سننے کو نہیں ملا ہوگا۔ وہ ایک منجھے ہوئے صحافی ہیں۔ سیاسی تجزیہ کار اور انڈین کونسل برائے امور خارجہ کے سربراہ۔ جب سے نواز شریف منتخب ہوئے ہیں تو بھارت اور پاکستان کے مابین ظاہری اور خفیہ نامہ و پیام میں تیزی آگئی ہے۔ سارک کی بنیاد ڈھا کہ میں پڑی، جزل ضیا الحق وہاں گئے، واپسی پر انہوں نے ارادہ ظاہر کیا کہ نئی دہلی کے راستے جاتے ہیں۔ غیرت مند مجید نظامی نے جواب دیا، مجھے انڈیا جانا ہوا تو ٹینک پرسوار ہوکر جاؤں گا، ضیا لحق کا منہ لٹک گیا، وہ دہلی چلا گیا اور نظامی صاحب دوسرے جہاز میں پاکستان واپس آگئے۔ بھارت نے بچھلے کئی برسول سے آئی دہشت گردی کا باز ارگرم کر کررکھا ہے۔ پاکستان کی حکومت کے پاس اس کا کوئی تو رانہیں۔

سندھطاس کونسل میں ایک صاحب جماعت علی شاہ نہ جائے کب سے اس میں براجمان تھے، انہوں نے بھارت کی اس جارحیت سے اغماض برتا، نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان بنجر بنتا چلا جار ہا ہے، دریا و ک اور نہروں میں پانی نہیں ہے اور ڈیموں میں پانی کی کمی کی وجہ سے ہائیڈل بجل کی پیداوار کم ہوگئ ہے، اس سے صرف پاکستان کے کھیت ہی نہیں، دیہات ہی نہیں، شہروں کے شہر متاثر ہور ہے ہیں، اندھیرے چھار ہے ہیں، قیامت صغری

کا پیمنظرد کی کر در دمند مجید نظامی نے کہا کہ انہیں ایک ایٹی میزائل سے باندھ کر بھارت کے ڈیموں پرگرادیا جائے ، ان کے ولو لے کو دکھ کر در جنوں خواتین نے بھی رضا کا رانہ پیش کش کی کہ انہیں بھی ایسے میزائلوں کے وار بہیڈ کے ساتھ بھارت کے نشانوں پر داغ دیاجائے ، قربانی کی ایک لاز وال تاریخ کا نیاباب لکھا گیا۔ مجھ ناچیز کو بھی درس نظامی سے فیض یاب ہونے کا اعزاز میسر ہے۔کوئی ڈیڑھ عشرہ میں نے ان کے سامنے زانو کے تلمذ تہد کے رکھا۔ ان جیسی جرات اور دلیری کا دعوی تو نہیں کرسکتا لیکن میں دو ہزار میں جبکہ میں اس ادارے میں نہیں تھا، امریکیوں نے پاکستان اور انڈیا کے چارچار ایڈیٹروں کو اپنے ہاں بلوایا ،خوب سیر کروائی اور لیکچر سنوائے ، والیس سے ایک روز پہلے انہوں نے ڈی پریفنگ کا اجتمام کیا ، مجھ سے خاص طور پر سیسوال پوچھا گیا کہ کیا میں بھارت کے خیرسگالی دورے پرجانا چاہوں گا۔ نوائے وقت پنڈی کے ریذیڈنٹ بیسوال پوچھا گیا کہ کیا میں بھارت کے گواہ ہیں کہ میرے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ نہیں ۔ اور ترت جواب آیا کہ آپ پر بھاری سرمایہ کاری ضائع گئی۔

اسی دورے میں ہمیں سان فرانسسکو کے نواح میں ایک ساحلی شہر مانترے کے تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ میں لے جایا گیا۔ وہاں میزائلوں اورایٹی تجربات کے ماہرین نے ہمیں لیکچردیئے، میں نے سامنے دیوار پرایک نقشے پرنظرڈ الی ،اس پرلکھا تھا: پاکستان کے ایٹمی مراکز ، مجھ سے ندر ہاگیا ، میں نے انسٹی ٹیوٹ کے ماہرین سے یوچھا کہ یہاں بھارت کا ایٹمی نقشہ کیوں نہیں۔ اوروہ کھسیانا ساہوکررہ گیا۔

واشنگٹن کے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں کارل انڈر فرتھ ہمیں ملنے آئے، ان کے پاس ایک بہت بڑا
پورٹریٹ تھا۔انہوں نے اسے کھولا اور تمتاتے چہرے کے ساتھ بتایا کہ بیوہ سرٹیفیکیٹ ہے جوانہیں انڈیا کے
دورے میں صدر کنیڈی کے ساتھ جانے پر ملاتھا، میں نے انہیں کہا کہ بیسٹیفیکیٹ ہمارے بھارتی صحافیوں
کی دلچیسی کی چیز تو ہوسکتا ہے لیکن ہم چاریا کستانیوں کا منہ کیوں چڑارہے ہیں۔

دونوں ملکوں میں ایسے عناصر کی کمی نہیں جووا ہگہ کی لکیر کومٹانے کی آرز در کھتے ہیں، میں نے ان میں سے کئی ایک کو کہا ہے کہ یہ لکیر ضرور مٹے گی اور پاکتان کے مسلمان اورانڈیا کے مسلمان، اور بنگلہ دلیش اور برما کے مسلمان، پھراکٹھے ہوں گے مگر اس کے لئے ہمیں ایک اور محمود غزنوی کا انتظار کرنا ہوگا، ایک اورغوری یا بابر کی مہم جوئی کا انتظار کرنا ہوگا، اگر ہم نے مہا بھارت پر ایک سال تک حکمر انی کی ہے تو تاریخ اپنے آپ و بہرائے گی۔ پچھلوگ شاد مان چوک کو بھگت سنگھ چوک کے نام سے موسوم کرنا جا ہے ہیں۔ لا ہور کی ضلعی

ا نظامیہ کوبھی کچھالیا شوق چرایا ہے۔ بھگت سنگھ نے قیام یا کستان کے لئے جدو جہدنہیں کی ،اس نے اپنے ما دروطن بھارت کی آ زادی کے لئے قربانی دی اوراس کی یادگار بھارت نے بنارکھی ہے، پیمیرے آبائی گاؤں فتوحی والہ سے ملحقہ قصر ہند کے قلعے کے ساتھ واقع ہے،اس قلعے کوا کہتر کی جنگ میں ہمارے غازیوں نے روندڈ الاتھا۔41 بلوچ کو بیاعز از حاصل ہے کہ اس نے رات کی تاریکی میں اس قلعے اور اس کے اردگر د کے مورچوں کا غرور خاک میں ملا دیا تھا۔جس کسی کو بھگت سنگھ کی یا دگار دیکھنی ہوتو وہ بھارت کا ویز ہ لگوائے اور فیروز پورشهرجا کرسینی واله بارڈر پر پہنچےاور وہاں جا کرسیس نوانے کا شوق پورا کر لے، بھگت سنگھ کو یا کستان کی تحریک آزادی سے کیالینا دینا۔ وہاں اس کی مڑھی ہے۔ ہمارے گاؤں کے بزرگ بتاتے ہیں کہاسی جگہ پر اس کی لاش کا کریا کرم کیا گیا تھا اور وہیں کہیں دریائے شلج میں اس کی با قیات کی را کھ بہا دی گئی۔ا کہتر کی جنگ میں، میں نے 41 بلوچ اور تھری پنجاب کے ساتھ ایک ماہ تک امبیڈیڈ صحافی کے طور پر کام کیا اور اس معرکے کی تفصیلات جمع کیں۔اگر کسی کواس معرکے کی تفصیلات جاننی ہوں تو وہ یاک فوج کے ایک بہادر جرنیل عبدالمجید ملک سے چکوال جا کر ملے، قصر ہند کا نام سن کران کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے۔وہ اس معرکے میں ڈویژنل کما نڈر کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے تھے۔ قصر ہند کے ذرامشرق میں تھیم کرن کا قصبہ ہے جسے 65 کی جنگ میں یاک فوج نے روند ڈالا تھا، وہیں

قصر ہند کے ذرامشرق میں تھیم کرن کا قصبہ ہے جے 65 کی جنگ میں پاک فوج نے روند ڈالاتھا، وہیں ہمارت کے بکتر بند ڈویژن کا غرور ٹوٹا اور اس کے درجنوں ٹینک ہمارے قبضے میں آئے جن کی قصور کے اسٹیل باغ میں مہینوں تک نمائش جاری رہی۔ جناب مجید نظامی نے 65 میں تھیم کرن کے انہی ٹینکوں پر بیٹھ کر تصویر بنوائی تھی جو آج بھی ان کے کمرے کی زینت بنی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر ویدک خاطر جمع رکھیں، مجید نظامی اسکینہیں، ان کے ساتھ بینا چیز بھی اسی مقبوضہ بھارتی ٹینک پرنئی دہلی آئیں گے۔ (2 جون 2013ء)

القدس كاد كهصرف قادسيه كے امام كو

لا ہور میں القدس کے شہیدوں کا نوحہ پڑھنے اور اسرائیلی چنگیزیت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لئے ایک جلوس نکلا، بیرایک تاریخی اجتماع تھا، چند دن کے نوٹس پرتمیں ہزار نو جوان مال روڈ پر سینہ کو بی کررہے تھے اور اسٹیج سے مجاہد اسلام اور القادسیہ کے امام حافظ محمد سعید کی للکار سنائی دے رہی تھی۔ شیخ الاسلام کالقب ازخوداختیار کرنے والےعلامہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی تحریک منہاج القرآن ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے، قا دری صاحب کینیڈین شہری ہونے کے ناطےاسرائیل اورفلسطین بھی جانے کے اہل ہیں اورمکنه طور پران کی برانچیں قبلہ اول کی سرز مین پربھی موجود ہوں گی کہمسلمان تو وہاں بھی بستے ہیں۔مگر میں یہ کیسے سوچ لوں کہ طاہرالقادری اسلامی حمیت کے جذبوں سے محروم ہیں۔ بیرجذ بے تو ان کے اندر مجل مجل جاتے ہیں مگر وہ ایک ماہ سے اپنے مفادات پرمتوجہ ہیں اور ان کی ساری چیخ و یکار ان چودہ لاشوں پر ہے جو شدید بہیمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ماڈل ٹاؤن میں گرائی گئیں،ان پر جتنا بھی افسوس اور ماتم کیا جائے، کم ہے گر غزہ کے معصوم بچوں کو جس طرح اسرائیلی ایف سولہ کے میزائل قیمہ بنا رہے ہیں ، وہ ہپتالوں میںمریضوں کوبھی نہیں بخشتے اورمسجدوں میں نمازیوں کوبھی شہید کئے جارہے ہیں،ان پرتو ہمیں تزب تزب جانا جا ہے اور ڈاکٹر طاہرالقا دری کوکینیڈین یاسپورٹ پراسرائیل اتر کربھریوراحتجاج کرنا جا ہے تھا مگراہے بسا آرز و کہ خاک شدہ! قادری صاحب للجائی ہوئی نظروں سے تخت اسلام آبا دکود مکھر ہے ہیں، وہ ایک انقلاب کے ملے سے پیخت خالی کروا کرا پناا قتدار قائم کرنا چاہتے ہیں، یا کستان کے آئین میں حکومت کو ہٹانے کے لئے یارلیمنٹ میں دونہائی اکثریت درکار ہے مگر قادری صاحب کی نمائندگی کسی یونین کونسل تک میں نہیں۔اور وہ خواب دیکھتے ہیں یا کستان میں اپنے دور حکومت کے آغاز کا،ان کے بعدان کے

فرزندان عالی مقام بھی تیار بیٹھے ہیں، گویا قادرشاہی دورکا آغاز ہوا چاہتا ہے۔مگرغزہ کے بے گناہ فرزندوں کا بھی توانہیں کوئی خیال ہونا چاہئے ، جن کی گئ نسلیں پچپلی ایک صدی میں لہولہان ہوکرا جتماعی قبروں میں گل سڑر ہی ہیں۔

عمران خان تو نہلے پرد ملے نکے، انہیں عالم اسلام کے مسائل کا کیا ادراک، وہ اس کے جغرافیے سے بھی آگاہ نہیں ہوں گے۔ اسرائیل یافلسطین کی کوئی کرکٹ ٹیم ہوتی تو وہ ضروراس خطے اور اس کے مسائل سے آگاہ ہوتے ، عمران کے اردگرد بابووں، بیگمات اور بچونگڑوں کی ایک کلاس ہے جس نے کسی کلاس روم میں اسلامی تاریخ یا جغرافیے کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا، انہیں ایک میدان جنگ کاعلم ہے اور وہ بھی انہیں طوطے کی اسلامی تاریخ یا جغرافیے کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا، انہیں ایک میدان جنگ کاعلم ہے اور وہ بھی انہیں طوطے کی طرح رثایا گیا ہے ، میدان جنگ اسلام آباد کا ہے، غزہ کے میدان جنگ کی خبریں وہ ایک کان سے من کر دوسرے سے نکال دیتے ہیں، انہیں پوچھیں کہ پانی پت کیا ہے، سومنات کیا ہے، سرزگا پٹم کیا ہے، جبرالٹر کیا ہے، تو جواب میں ان کا منہ کھلے کا کھلا رہ جائے گا۔ اس کلاس سے میتو قع عبث ہے کہ وہ غزہ کے شہیدوں کی قطار در قطار لاشوں کا نوحہ پڑھتی یا اسرائیل اور اس کے سر پرست امریکہ سے احتجاج کرتی۔

اب لے دے کے ہمارے پاس جماعت اسلامی ہے جوایک سانس میں اسرائیل کوکوستی ہے اور دوسرے سانس میں عرب حکومتوں نے جماعت سانس میں عرب حکمرانوں کولتاڑتی ہے کہ وہ گھگو گھوڑے ہے بیٹھے ہیں۔ان عرب حکومتوں نے جماعت اسلامی کی سرپرستی سے ہاتھ اٹھار کھا ہے، اس لئے وہ جماعت کے نز دیک گردن ز دنی ہیں۔ جماعت کے ممدوح وہ مجاہدین ہیں جوان عرب حکمرانوں کو چلتا کر کے وہاں خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں۔

تو برا بننے کے لئے حافظ محم سعید باقی رہ جاتے ہیں، وہ جلوس نکال رہے ہیں، اور انہوں نے ہفتہ احتجاج کا اعلان کر دیا ہے، شاید ہیو ہی ہفتہ ہے جب قادری صاحب کے معتقدین قرآن خوانی کے لئے مال روڈ پر پہنچیں گے اور چندروز میں بیٹری چارج ہونے کے بعد اسلام آباد کارخ کرلیں گے ، جہاں عمران کالشکر پہلے ہی دھاوا بول چکا ہوگا ، بیرن دیکھنے والا ہوگا۔ ایسے نظارے ہم نے مصر میں دیکھے، شام میں دیکھ رہے ہیں، عراق میں دیکھ رہے ہیں، عراق میں دیکھ کے خود کا درہے ہیں تو کس زبان سے اسرائیل سے گلہ کریں۔ گر جا فظ محم سعید کو سودوزیاں سے کیالینا دینا، وہ تو اپنا فریضہ اداکررہے ہیں، ایک ایسے عالم میں جب بھارت اور میں میکہ اور اقوام متحدہ نے ان کے سرکی قیمت مقرر کررکھی ہے۔ دنیا میں کئی خوش قسمت سرا یسے ہیں جن کی قیمت مقرر کررکھی ہے۔ دنیا میں کئی خوش قسمت سرا یسے ہیں جن کی قیمت مقرر کررکھی ہے۔ دنیا میں کئی خوش قسمت سرا یسے ہیں جن کی قیمت مقرر کررکھی ہے۔ دنیا میں کئی خوش قسمت سرا یسے ہیں جن کی قیمت مقرر کررکھی ہے۔ دنیا میں گئی خوش قسمت سرا یسے ہیں جن کی خوش قسمت سرا یسے ہیں جن کی خاطر میں ہی نہیں لاتا، وہ معمولی سے اشارہ ابرو پر جھک

جھک جاتے ہیں اور کسی قیمت کے بغیرا پناسودا کر لیتے ہیں۔

بیرونس سعیدہ وارثی نے اپناقد اور بڑھالیا ہے، وہ برطانوی حکمران پارٹی میں پہلے بھی قد آور شخصیت تھیں گرانہوں نے غزہ کی قیامت پراپ عبدے سے استعفی کا اعلان کیا ہے، بیا یک باحمیت اور باغیرت مسلم خاتون کا بھر پورا حتجاج ہے، عورت ذات اس سے بڑھ کراور کر بھی کیاسکتی ہے، مگراسی برطانوی پارلیمنٹ میں الارڈ نذیر ہیں، پنجاب کے گورز محمد سرور کے بیٹے انس سرور ہیں جواسکاٹش لیبر پارٹی کے لیڈر بھی ہیں، کیھان کا بھی فرض بنتا ہے۔ محمد سرور بھی گورڈ ن براؤن کے فنڈ سے بے نیاز اور آزاد ہوکرا سرائیلی چنگیزیت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر سکتے ہیں، وہ جس زمانے میں ابھی کونسلر بھی نہیں تھے تو وفد لے کراسرائیل جاتے ہے، وہ جس زمانے میں ابھی کونسلر بھی نہیں تھے تو وفد لے کراسرائیل جاتے ہوں ہور کے پاس تو ہے، وہ جاتے تھے، محمد سرور کے پاس بورٹ تو نہیں رہائیکن ان کے بیٹے انس سرور کے پاس تو ہے، وہ اپنی سرکردگی میں ایک وفد لے کرغزہ جائیں، شہید بچوں کی اجتماعی قبروں پر فاتحہ خوانی کریں اور دیوار گربید سے لیٹ کرآہ وزاری تو کریں۔ اسرائیل انہیں شک کر بے تو وہ لا ہور کے گورنر ہاؤس کی ، محفوظ تریں پناہ گاہ میں آجا نمیں، اس پناہ گاہ کی حفاظ ت کے لئے قوم کے پاس ایٹم بموں کا ذخیرہ ہے، اس لئے یقین رکھئے کہ اسرائیل ان کی طرف میلی آئکھ سے دیکھنے کی جرات نہیں کرے گا۔

ان دنوں فیس بک پرہٹلر کا ایک پیغام گردش کررہاہے، وہ کہتا ہے کہ میں چاہتا تو ایک ایک یہودی کو کیفر کر دارتک پہنچا دیتالیکن میں نے کچھ یہودی اس لئے باقی رہنے دیئے تا کہ آپ سب کواندازہ ہو سکے کہ میں ان کے آل کا حامی کیوں تھا۔

حافظ محمسعید کے سامنے میری ایک فریاد ہے کہ اب کوئی صلاح الدین ایو بی ، کوئی خالد بن ولید، کوئی طارق بن زیاد ، کوئی محمود غزنوی ، کوئی شیر میسور۔ قبر سے اٹھ کرمسلم امہ کی حفاظت کا فریضہ ادانہیں کرسکتا مگر آپ اس امت کو جگانے کے لئے اپنی اذان ضرور بلند کریں ہے ، ملاکی اذال اور مجاہد کی اذال اور ۔ ایک اذان طاہرالقادری نے دینی ہے ، اسلام آباد پر چڑھائی کے لئے ، یا ایک کروڑ نمازیوں کوجمع کرنے کے لئے ، وسری اذان آپ بلند کریں ، کوئی تو آپ کے بیچھے بھی رزم گاہ میں قطار بناکے کھڑا ہوگا۔

(7اگست2014)

حافظ محمر سعيد كادفاعي تجزييه

روزوں میں افطار پارٹیاں معمول بن جاتی ہیں۔ان میں بدن کوغذا تو بہت میسر آ جاتی ہے مگر ذہن کے غذا کا بندو بست بہت کم ہوتا ہے۔آئی ایس پی آر کے سربراہ میجر جنرل باجوہ نے دو پہر بارہ بج فکری نشست رکھی ،انہیں اس کے بعد واپس چلے جانا تھا،اس لئے ان کی افطار کی سے خبار نو لیس محروم رہے، شاید وہ اس کی کو دور کرنے کے لئے دوبارہ آئیں، وفاقی محکمہ اطلاعات کی افطاریاں قبط وارچل رہی ہیں، چند لوگوں کو بلایا جاتا ہے جس سے کھلی ڈھلی گپ شپ ہو جاتی ہے، دو افطاریاں ڈاکٹر آصف محمود جاہ نے کرائیں، وہ سلم ہیلتھ کئیر ایسوی ایشن کے سربراہ ہیں، ان کا مقصد ہے گھروں کی معاونت کے لئے شعور بیدار کرنا اور فنڈ ز آکھے کرنا تھا، وہ اپنے مقصد میں بھر پور کا میاب رہے۔ ہفتے کے روز جماعت الدعوہ کے سربراہ حافظ میں مو بود تھے اواری ہوٹل کے مثل بورڈ بیر براہ حافظ میں موجود تھے اواری ہوٹل کے مثل بورڈ بہت کیا۔ حاضرین کے اعتبار سے یہ افطاری بہت بڑی تھی، ہرا خبار اور چینل کی سینئر تریں نمائندے اس میں موجود تھے اور انتہائی و قیع شخصیات نے بھی اس کے لئے وقت نکالا۔

یجی مجاہد نے جوزبانی اطلاع دی تھی اس کے مطابق حافظ صاحب کوشالی وزیرستان کے مہاجرین پر گفتگو
کرناتھی اوران کے مسائل سے آگاہ کرناتھا، یہ ایک نیک مقصدتھا، میں نے بھی اس میں اسی لئے شرکت
ضروری سمجھی، اسی مقصد کے ساتھ ڈاکٹر آصف جاہ کی تقاریب میں حاضری دی، الطاف حسن قریشی میر ب
استاد ہیں، انہوں نے مجھے یا ذہییں فرمایا، بلاتے تو سر کے بل جاتا۔ کہ اس میں ایک نہیں، تین فلاحی تظیموں
کے نمائندوں نے شرکت کی محکمہ اطلاعات کی افطاری میں، میں نہیں گیا، صرف کھانے پینے کے لئے میں گھر
سے نہیں نکل سکتا لیکن حافظ سعید صاحب کی افطاری سے فارغ ہوکر نیچے ہوٹل کی لائی میں آیا تو سیکرٹری

اطلاعات محمد اعظم ، پرسپل انفار میشن آفیسر راؤ محسین علی خال، جناب شفقت جلیل اور لا ہور کے ڈائر میٹر جنرل راؤلیاقت علی خال کے ہتھے چڑھ گیا،ان کے کمرے میں ایسی نشست جمی کہرات ڈھل گئی اور سحری کے وقت گھر پہنچ سکا۔

حا فظ محمر سعیدان دنوں پھرخبروں میں ہیں، پاکستان میں کم مگر بھارت میں زیادہ ،ایک بھارتی صحافی ڈاکٹر وید پرتاپ ویدک کے ساتھ ملا قات کی وجہ ہے بھارت میں ہا ہا کار مجی ہوئی ہے، ڈاکٹر وید بے حدشرار تی انسان ہیں، ڈاکٹر مجیدنظامی صاحب سے ملنے آئے تو طنزیہا نداز میں کہنے لگے کہ آپ کو بہت شوق ہے ٹینک پر بھارت جانے کا ،اگر حکم کریں تو بھارت ہے ایک ٹینک بھجوا دوں ، نظامی صاحب نے دھوپ میں بال سفید نہیں کئے،ترت جواب دیا،مہاراج،اینے دائیں ہاتھ ایک تصویر دیکھیں، میں بھارتی ٹینک پرسوار ہوں، یہ ہاری افواج نے پنیسٹھ کی جنگ میں تھیم کرن سے پکڑا تھااور قصور میں نمائش کے لئے رکھا تھا۔اب بیرحافظ صاحب کے پاس گئے تو حچو مٹتے ہی کہنے لگے کہ مجھے ممبئی حملے کی ساری کہانی سچے سچے سنادیں۔ بیصاحب اپنے آپ کوانڈین فارن کونسل کے چیئر مین ظاہر کرتے ہیں کیکن اگران کےسوالات کا معیاریہی ہےتو انہیں کسی پرائمری اسکول میں دوبارہ سے داخلہ لینے کی اشد ضرورت ہے۔وہ پاکستان کے دورے میں ٹریک ٹو کے مقاصد کے حصول کے لئے آئے تھے، ان کی ملاقات وزیرِ اعظم نواز شریف سے بھی ہوئی تھی ، ان سے انہوں نے پہلاسوال یہی کیا ہوگا ، کیا آپ بھارتی وزیراعظم مودی ہے گلی ڈیڈا کھیلنا پہند کریں گے۔ میں بڑی حالا کی سے حافظ سعید صاحب کی گفتگو کی تفصیلات میں جانے سے گریز کررہا ہوں ،اس لئے كه بيرٌ فقتگو بردى خطرناك تھى ،امريكه اور بھارت جس شخص كوخطرناك ڈيكليئر كر چكے ہوں ،اس كى گفتگوا بريشم کی طرح نرم تونہیں ہوسکتی اور فی الواقع حافظ صاحب نے ایک دلیراورغیورمسلمان کالب ولہجہا پنایا۔ بیا نداز گفتگوکسی کوبھی پیندنہیں آئے گالیکن میں آپ کو بتاؤں کہاس بھری محفل میں انہوں نے کسی کو پکڑا ئی نہیں

ایک اخبار کے چیف ایڈیٹر نے پوچھا کہ آپ نے ایک گھنٹے کی گفتگو میں شالی وزیرستان آپریشن کا ذکر تک نہیں کیا جو ہماری زندگی موت کا مسئلہ ہے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ میں نے ایک بڑی جنگ کی بات کی ہے، شالی وزیرستان تو اس سلسلے کی ایک کڑی ہے، یہاں آپریشن کے لئے امریکیوں نے بہت دباؤ ڈالامگر یہاں حقانی گروپ تھا ورملانذیر گروپ تھا جوافغانستان میں مزاحمتی کوششوں میں مصرف رہے، اسلئے پاکستان

نے آپریشن امریکہ کے دباؤپر نہیں کیا اور اب اپنی حکمت عملی کے ساتھ اس علاقے کو کلیئر کیا جارہا ہے، یہ
آپریشن ایک محدود سے طبقے کے خلاف ہے جوزیادہ تر تاجکوں، ازبکوں اور دیگر غیر ملکیوں پر مشمل ہے اور
جنہیں امریکہ اور بھارت نے ایک سازش کے تحت پاکستان سے لڑنے بھڑنے کے لئے یہاں داخل کیا ہے
اور انہیں خطرناک اسلحے سے لیس کیا ہے۔ پاکستانی فوج نے قبائل میں اپنی ساکھ کو بحال کرنے میں کا ممیا بی
حاصل کی ہے۔ فوج مہاجرین کی مدد کررہی ہے، بوڑھی عورتوں کو کندھوں پراٹھا کر محفوظ مقامات پر نشقل کررہی
ہے۔ ان کوراش پانی مہیا کیا جارہا ہے اور انشا اللہ سوات کے مہاجرین کی طرح وہ بھی جلد اپنے گھروں میں جا
بسیں گے، اس کے لئے پاک فوج دلیری سے لڑرہی ہے، یہاں کسی فوج کو پر مارنے کی اجازت نہیں تھی گر ہم
نے اپنی پلانگ اور اپنے مفاد کے لئے ایک ٹھن کا میں ہاتھ ڈالا ہے۔ اگر آپ حقیقت جانا چا ہے ہیں تو
یہ آپریشن بھارت اور امریکہ کی خدموم پلانگ کے خلاف ہے۔ پاکستانی قوم اپنی سلح افواج کے شانہ بشانہ
کے گھڑی ہے۔ حب الوطنی کی یہ لہرقابل مبارک باداور لائق اطمیان ہے۔

ایک نوجوان نے یو چھا کہآ ہے کہتے ہیں ہم حالت جنگ میں ہیں گرآ پ نے کوئی طریقہ نہیں بتایا کہ ہم حالت جنگ سے کیسے نکلیں اور خوشحالی کا سفر تیزی سے کیسے طے کریں ، حافظ صاحب نے اس نو جوان کے چېرے سے اس کی عمر کا جائز ہ لیا، اور پھر جھے تلے لفظوں میں کہا جب آپ میدان میں ہیں اور میدان حچوڑ دیں تو آپ کا دشمن اس میدان پر قابض ہو جائے گا۔ ہمارے سامنے جومیدان لگا ہواہے ،اس میں بھارت اورامریکہ کی متحدہ قوت ہے، کیا ہم اس کے سامنے سرنڈر کر دیں نہیں ایسانہیں ہوسکتا۔تو حالت جنگ سے نکلنے کے لئے جمیں پہلےا بینے وشمن کو حیت کرنا ہوگا۔نو جوان کالم نویس شاید ہار ماننے ء والانہیں تھا،اس نے ا گلاسوال داغا کہ آپ نے تشمیر کے جہاد کا ذکر نہیں کیا۔ حافظ صاحب نے پھرایک گہری نظراس نوجوان کے خدوخال پرڈالی اورکہا کہ تشمیر میں جہاد بھی ختم نہیں ہوسکتا ،ابھی مودی وہاں گیا ہے تو حریت لیڈروں کی ایک کال پرسارے کشمیرمیں شٹر ڈاؤن ہو گیا، وہاں کے گلی کو چوں اور بازاروں میں ہوکا عالم تھا، یہ جہازنہیں تو اور کیا ہے۔نو جوان جسےایک ٹاک شوچلانے کی مہارت حاصل ہے،اس نے تیسراسوال داغا کہ آپ کہتے ہیں کہ چین کوساتھ لے کر چلنا ہے تو چین میں نماز پڑھنے اور روزے رکھنے کی اجازت نہیں ہے،ایسے چین سے ہمیں کیا حمائت ملے گی ، حافظ صاحب نے الجھنے کی بجائے معاملہ نہمی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ چین کل بھی ہارے ساتھ تھا، آج بھی ہمارے ساتھ ہے۔ بیخبریں جھوٹی ہیں اور بیے بنیاد پراپیگنڈہ ہے کہ چین میں

شعائزاسلام پریابندی ہے،اس لئے کہ حرم شریف میں وہ خودچینی مسلمانوں سےمل چکے ہیں، پورے چین میں کسی کونماز روز ہے ہے نہیں روکا گیا مگر جوعناصر شالی وزیرستان میں ہماری افواج کے دریے ہیں اور ہارےا بیر پورٹوں کواڑا رہے ہیں اور ہارے چرچوں پر حملے کر کے ہمیں دنیا میں گندہ کررہے ہیں، انہی کے کچھ ساتھی چین میں بھی مصروف پر کار ہیں ، ہم ان کی کاروائیوں کو جائز قرارنہیں دے سکتے اور کوئی ریاست ان کے وجود کو برداشت نہیں کرسکتی۔ بیامریکی اورصہیونی کارندے ہیں،ان کاجہاد سے کیا تعلق۔ ایک سرکاری نوکری پر فائز جہادی کالم نویس نے یوچھا کہ داعش کے بارے میں کیا رائے ہے، انہوں نے تو خلافت کا اعلان کر دیا ہے، حافظ صاحب پہلے ہی کہہ چکے تھے کی عراق میں صدام حسین کے پس ما ندگان نے امریکہ کےخلاف کامیاب جہاد کیا ہے مگرامریکہ نے ایک ایسا گروہ میدان میں جھونک دیا ہے جو اینے آپ کومجامدین کا نام دیتا ہے مگروہ مسلمانوں کے گلے کا شنے کے شوق میں مبتلا ہے۔ایک سوال آیا کہ اگر آپ کہتے ہیں کہ ملک حالت جنگ میں ہے تو اس کے لئے ایمرجنسی کے نفاذ اور وار کیبنٹ کی تشکیل کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے۔ حافظ سعیدنے جواب دیا کہ ہم ایسے نمائشی اقد امات کی حمائت نہیں کرتے جن سے صرف سنسنی پھیل سکتی ہو، ہم عملی اقدامات کے حق میں ہیں۔اورعملی قدم یہ ہے کہ ہم اس جنگ کواپنے دشمن کے علاقے میں دھکیل دیں۔

ہردل ہے آمین کی دعانکلی اورساتھ ہی افطاری کی ساعت سعید آن پیچی ۔

(21 جولا كى 2014)

حافظ محمر سعيدنے خود کيا کہا

حافظ محمسعید شرح صدر کے ساتھ بولے۔ان سے پچھاور کہلوانے کی بڑی کوشش کی گئی مگراس میں دوستوں کونا کامی ہوئی اور بینا کامی ان سب کی تھی جواپنے کالموں اور اپنے ٹاک شوز میں مقابل کو شکنے ہیں دوستوں کونا کامی ہوئی اور بینا کام رہے۔ان کی جگہ دیتے ،اس کی مت مار دیتے ہیں، یہاں حال بیتھا کہ ہم حافظ محمد سعید کو گھیرنے میں نا کام رہے۔ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو باؤلا ہوکر بھاگ اٹھتا مگر جو شخص کومٹ منٹ رکھتا ہوا ور جو جانتا ہو کہ اسکا موقف برحق ہے، اسے پچھاڑ ناممکن نہیں ہوتا اور نہ ایسا ہوسکا۔

تو پھر سنتے ہیں کہ خود حافظ سعید نے اپنی بات کہاں سے شروع کی اور کیسے آگے بڑھائی اور کہاں ختم کی۔

ایک ایک مہمان سے مصافحہ اور کچھ سے بغل گیر ہونے کے بعد حافظ صاحب نے اپنی نشست سنجالی،

بسم اللہ سے گفتگو کا آغاز کیا، شروع میں ان کی ٹون دھیمی تھی مگر پھر جیسے سمندر میں تلاظم آگیا ہواور لہریں بچر بچر کئی ہوں، ان کی آواز میں جوش غالب آتا چلاگیا جس کے لئے انہوں نے خطاب مکمل کرنے کے بعد معذرت بھی کی کہ حدادب کا تقاضہ تھا کہ وہ میڈیا کی معزز ہستیوں کے سامنے متانت اختیار کرتے مگر موضوع اور مسائل کی آگ نے ان کے لیجے کھلسادیا۔

ابتدائی کلمات میں اور پھر بار بار حافظ صاحب نے جدید دور میں میڈیا کی اہمیت اور اسکے مئوثر کردار کا ذکر کیا۔انہوں نے محفل میں موجودایک سے ایک بڑھ کرتجزیہ کار،کالم نویس اوراینکر پرس سے درخواست کی کہوہ لوگوں کی صحیح خطوط پرتعلیم وتربیت میں کرداراداکریں۔

انہوں نے تاریخ میں جھا نکتے ہوئے یا دولا یا کہ سطرح نوآ بادیاتی دور میں اسلامی ممالک کی دولت کی لوٹ کھسوٹ سے اہل مغرب نے ترقی کا سفر طے کیاا ورمحکوم ممالک کو پس ماندگی میں دھکیل دیا۔دوسری طرف وسط ایشیائی اسلامی مملکتوں پرسوویت روس نے غلبہ پالیا،اس طرح امت مسلمہ کی آزادی چھن گئی اور

وہ اغیار کے سامنے بےبس ہوکررہ گئے ،کسی نے اپنی سلامتی کے لئے اپنے آپ کواستحصالی طاقتوں کا دم چھلہ بنالیائیکن افغانستان پرروس کی جارحانه بلغار نے تاریخ کا دھاراالٹ دیا،امریکہ کوزعم بیتھا کہ بیہ جنگ اس نے سعودی اور کو بتی پیسے اور یا کتانی فوج کے بل پرلڑی اور جیتی مگر جب اس نے حقیقی تجزیہ کیا تو اس کی آ تکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ نہ تو امریکہ نے بیہ جنگ لڑی اور نہاس میں اسکی جیت ہوئی ، بلکہ بیہ جنگ مجاہدین نے لڑی اورا نہی کو فتح حاصل ہوئی اوران مجاہدین کی کمان یا کستان کے ایک باوقارا دارے آئی ایس آئی کے ہاتھ میں تھی۔افغان جہاد کے بعد دنیا میں طاقت کا تواز ن بگڑ گیااوراسلامی طاقتوں نے سراٹھا ناشروع کر دیا جن کا قلع قمع کرنے کے لئے امریکی اور پورپی حکمران کئی بارشرم الشیخ میں سرجوڑ کربیٹھےاور یہبیں انہوں نے ا فغانستان پرچڑھائی کا فیصلہ کرلیا تھا تا کہ مجاہدین کی کمرسراٹھانے سے قبل ہی تو ڑ کرر کھ دی جائے۔ یہ فیصلہ نائن الیون سے کئی سال قبل ہوا تھا۔ یا دیجیجئے کہ س طرح صو مالیہ اور سوڈ ان کے اردگر دامت مسلمہ پر مظالم توڑے گئے۔ امریکہ دیکھ رہا تھا کہ عبداللہ عزام کی سرکردگی اور راہنمائی میں ایک ولولہ انگیز قوت ا بھری ۔ سووئت روس کی شکست نے وسط ایشائی مسلمان ملکوں کی آزادی کی راہ کھولی ۔ پچھلوگوں کا اعتراض ہے کہ تاجکوں اور ازبکوں نے بربادی پھیلائی کیکن ہرقوم کااپنا ایک مزاج ہے ، اصل معجزہ بیرتھا کہ روسی مسلمانوں کو کمیونسٹ چنگل ہے چھٹکارہ مل گیا تھا،ستر سال تک ان کی مسجدیں تو تھیں کیکن وہاں سے اذان کی آ وازنہیں گونجی، مدر سے تو تھے مگراسا تذہ اور شاگر دوں سے خالی، جن قوموں نے حدیث مرتب کی ، وہ اسے زبان پر لانے کا یارانہیں رکھتے تھے،اب آزادی کے بعد ان کے دیے ہوئے جذبے طوفان بن کر ا بھرے۔اورطوفان تو پھرطوفان ہی ہوتا ہے۔مگریہ بھی حقیقت ہے کہ آزادی ملنے کے بعد حرمین شریفین میں روى مسلمانول كى تعداد ميں يكا كيا اضافه ہو گيا۔

افغانستان میں سووئت روس کی شکست ہے امریکہ کو جوخوشی میسر آئی تھی ، وہ عارضی ثابت ہوئی۔اس کی بیہ سرخوشی ہوا ہوگئی کہ اس نے عربول کی دولت اور مسلمانوں کے خون سے اپنی حریف سپر پاور کا خاتمہ کر دیا مگر اب اس کے سامنے اسلامی جہاد کالشکر کھڑا تھا جواسے کرہ ارض کے ہرکونے میں چیلنج کر رہا تھا، امریکہ نے پلانگ کی کہ اس لشکر کو اس کی نرسری افغانستان میں ہی جسم کر کے رکھ دیا جائے ،اس کے لئے وہ مناسب موقع کی تلاش میں تھا ، نائن الیون نے اسے یہ بہانہ بھی فراہم کر دیا۔ایک طرف اس نے افغانستان پر چڑھائی کی اور دوسری طرف مجاہدین کی پشت پروار کیا اور عراق کو بھی نشانہ بنالیا۔

یہ ایک شاہنامہ ہے یارزم نامہ، بیکی ہزارصفحات پر پھیلی ہوئی ایک داستان ہے،الف کیلی کی طرح اس میں سے ہر کہانی دوسری کہانی کا ورق کھول دیتی ہے۔ بیہ کہانی پہاڑوں سے سرٹکراتی ہے، کھلے میدانوں میں اٹھکیلیاں کرتی ہے، بحرو برمیں بھنکارتی ہے۔اورمنطقی دھارے پر بہتی چلی جارہی ہے۔

امریکہ اور پورپ کوصلیبی جنگیں نہیں بھولیں، اس نے بڑی کوشش کی کہ وہ اس شیر کوخواب غفلت میںمست رکھے،اسے آپس میں الجھادے۔ایک دوسرے کےخون کا پیاسا بنا دے،اس نے افغان جہاد کے ثمرات کوضائع کرنے کے لئے جہادی کمانڈروں کوایک دوسرے کےخون کا پیاسا بنا دیا مگر طالبان کی قوت ایسی ابھری کہاس خانہ جنگی کا خاتمہ ہو گیا ،اب کہیں کوئی حکمت یارتھا ، نہ ربانی ، نہ حقانی ، نہ مجد دی ، بس ایک طافت تھی اورایک ملک تھا،ایک وحدت نظر آتی تھی۔امریکہاسے یارہ یارہ کرنے کے لئے آگے بڑھا، نیٹونے اس کا ساتھ دیا، یا کستان نے بڑی ہوشیاری سے اپنے بنتے کھیلے مگر امریکہ کی نظر سے پوشیدہ نہرہ سكے،امریکہ کوا فغانستان میں شکست ہوگئی، وہ اس شکست کا ذھے داریا کستان کو مجھتا ہے،اس کی فوج کو سمجھتا ہے،اسکی آئی ایس آئی کو سمجھتا ہے اور اس نے بڑی عیاری سے اپنی جنگ یا کستان میں دھکیل دی ہے،اس جنگ نے امریکہ سے زیادہ پاکستان کا نقصان کیا ہے، ہمارے ساٹھ ہزار شہری شہید ہو چکے، ہماری معیشت کا جنازہ نکل گیا۔امریکہ ہمارے کس بل نکال دینے پر تلا ہواہے،اس نے بھارت کوآ گے کر دیاہے، قندھار سے لے کر نورستان تک بھارتی مراکز اصل میں دہشت گردی کے اڈے ہیں جہاں کے تربیت یافتہ ایجنٹ یا کستان میں دہشت گردی کا بازارگرم کئے ہوئے ہیں۔اب بھیس بدل کر بھارتی فوج بھی افغانستان میں واخل ہو چکی ہے،امریکہ اپنی جگہ اسے علاقے کا تھانیدار بنانا جا ہتا ہے، یا کستان کی ایٹمی قوت نہ امریکہ کے کئے قابل برداشت ہے، نہ بھارت اور اسرائیل کے لئے۔ پاکستان کومزہ چکھانے کے لئے وہ اس جنگ کو د هکیل کریا کستان کے اندر لے آئے ہیں ، ہماری بہا درافواج شالی وزیرستان میں دہشت گردوں کے آخری مراکز کا صفایا کرنے میںمصروف ہیں۔فوج کوعوام سے کاٹنے کی سازش ناکام ہوگئی۔ بیجھی ایک معجزہ ہے۔آج فوج اورقوم ایک صف میں ہیں۔ شالی وز برستان کے غیور قبائل نے پاکستان کے لئے کوئی مشکلات کھڑی نہیں کیں، بیسب سے بڑام مجزہ ہے ورنہ لوگ اس آپریشن سے کیا کیانہیں ڈراتے تھے۔

ا فغانستان کی جنگ پاکستان میں دھکیل دی گئی ہے،اس میں کوئی شکنہیں ہے کہ ہم حالت جنگ میں ہیں۔ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کیا بیہ جنگ اپنے گھر میں لڑنی ہے یا دشمن کے گھر میں جا کرلڑنا ہے،میرے

نز دیک بہترین دفاع کی ضانت ایک فیصله کن جارحانہ پلغار ہی ہوسکتی ہے، امریکہ نے بیہ جنگ بھارتی را کے دہشت گردوں کے ذریعے ہمارے گھروں کے اندر داخل کر دی ہے، ہمارے ہاں ایسے علمائے کرام کی کمی نہیں جن کا کہناہے کہ امریکہ سے لڑنے کے لئے کوئی نیا نائن الیون کرنے کے بجائے امریکی پھووں سے لڑا جائے اوران کو دہشت گر دی کا نشانہ بنایا جائے ، ہمارے نو جوان اس پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے ہی اور اینے بہن بھائیوں کاخون کررہے ہیں۔ہمارامیڈیاان گمراہ نو جوانوں کے ذہن صاف کرسکتا ہےاور قوم میں بیشعورا بھارسکتا ہے کہ بہترین دفاع جارحیت میں مضمر ہے۔ یقین سیجئے ہم اس جنگ میں تنہانہیں ہوں گے، ہم چین کواییۓ ساتھ یا ئیں گےاور عالم اسلام ہمارے ساتھ کھڑا ہوگا ،سعودی عرب امریکی جفااوروفا کوآ زما چکا،اس کی آئکھیں کھل گئی ہیں۔ادھرامر یکی کمر ہمت ٹوٹ چکی، وہ پہلے عادی تھا کہ دوسروں کے پیسےاور خون سے جنگیں لڑے، اب اسے اپنی دولت اور اپنے خون کی قربانی دینا پڑی ہے، اسکے حوصلے پست ہیں۔ مگروہ یا کتان سے انتقام لینے پر تلا ہواہے۔ ہم اس کو بیموقع فرا ہم نہیں کر سکتے۔ ہمیں پہل کر کے اس کی جارحیت کےسامنے بند با ندھنا ہوگا ہمیں بیلڑائی اپنے دشمنوں کے گھر جا کرلڑنا ہوگی۔ میں پھریقین سے کہتا ہوں کہ ہم اکیلے نہیں، چین ہارے ساتھ ہے، عالم اسلام ہارے ساتھ ہے اور ہمیں اللہ کی طاقت پر کھروسہ کرناہے۔

حافظ صاحب کی گفتگو کا حاصل ایک فقرہ ہے کہ ممیں فدویا نہ روبیا ختیار کرنے کے بجائے جارحانہ روبیہ اختیار کرنا ہوگا۔

انہوں نے لگی لیٹی رکھے بغیر کہا کہا گرمحکومی اور جبر کا انتقام لینے کے لئے نائن الیون نہ ہوتا تو اور کیا ہوتا۔ (22جولائی 2014)

اوم پوری بھی خوش، حا فظ سعید بھی خوش

چودھری شجاعت کے ہاتھ میں کونی گیدڑ شکھی ہے، ایک روز ان کی کھانے کی میز پر بھارتی ادا کاراوم پوری سجے ہوتے ہیں،اگلی دوپہرکوحا فظ سعید کے لئے وہیں کھانا کھول دیا جاتا ہے۔

اوم پوری اپن عمرتو پوری کر چکے گر کہتے ہیں کہ آئندہ پاکتان دیمن فلموں میں کا منہیں کروں گا، پہلے انہوں نے ایک فلم میں جزل ضیالحق کا کردار ادا کیا، اب جزل اشفاق پرویز کیانی کا روپ دھاریں گے۔ بھارت نے پاکتان دشمنی میں یوں تو فلموں کا انبار لگا دیالیکن جب کارگل میں ان کی فوج کی ٹھکائی ہوئی تو فلم سازی کا اگلا پچھلا ریکارڈ مات کر دیا گیا۔ اصل معرکہ تو چودھری شجاعت نے مارا ہے کہ بھارتی ہوئی تو فلم سازی کا اگلا پچھلا ریکارڈ مات کر دیا گیا۔ اصل معرکہ تو چودھری شجاعت نے مارا ہے کہ بھارتی ہوئی تو فلم سازی کا اگلا پچھلا ریکارڈ مات کر دیا گیا۔ اصل معرکہ تو چودھری شجاعت نے مارا ہے کہ بھارتی ہونے والی احیائے نظریہ پاکتان کا لیڈر بھی خوش، شاید حافظ سعید نے ان کے ساتھ 23 مارچ کو ہر پا بھونے والی احیائے نظریہ پاکتان کا نفرنس پر جادلہ خیال کیا ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ اس تاریخ کے آنے سے بہلے پہلے میاں نواز شریف کی کا بینہ بھارت کوموسٹ فیورڈ نیشن کا درجہ کسی اور نام سے دے دے گی، منور حسن بھی بھی کھی کام کی بات کرجاتے ہیں، انہوں نے آج ہی کہا ہے کہ حکر ان لفظوں کے ہیر پھیر سے موام کو بیوتو ف بنار ہے ہیں اور غیر امتیازی مارکیٹ رسائی کی نئی اصطلاح ایجاد کر کے پاکتان کو بھارتی مال کی منڈی بنانے وا کا اعلان کرنے والے ہیں۔ اس کا اعتراف وفاقی وزیر تیجارت خرم دشگیر بھی و بے لفظوں میں کر چکے ہیں، کا اعلان کرنے والے ہیں۔ اس کا اعتراف وفاقی وزیر تیجارت خرم دشگیر بھی و بے لفظوں میں کر چکے ہیں، الفاظ لکھ کراسے پورے شہر میں گھمایا گیا تھا، اس وزیر سے کئی کی تو قع عبث ہے۔

چودھری شجاعت ان سے بڑے کاریگر ہیں، بھارت کے لیے ان کاعشق ایک دوسرے سے بڑھ کر ہے۔ چودھری شجاعت کو بھارت سے عشق ورثے میں ملا، چودھری ظہورالہی کے گھر پر سکھوں کا میلہ لگتا تھا، ان کا خیال تھا کہ وہ سکھوں کورام کررہے ہیں اور ہندووں سے دورکرلیں گے، گرسنت بھنڈرانوالہ کے ساتھی

سکھ نو جوان چند گھنٹے بھی بھارتی ٹینکوں کے سامنے کھڑے نہرہ سکے مگر 47 میں بہت کم مسلمان عورتیں ان کی دست برد سے پچسکیں۔میں سلمی تصدق حسین کے پاس جایا کرتا تھا جوسکھوں سے واپس کروائی جانے والی خوا تین کی نفسیاتی بحالی کے لئے کوشال تھیں۔ چودھری ظہورالہی کے خاندان کو ہجرت کا عذاب نہیں سہنا پڑا، اسلئے انہیں مشرقی پنجاب کی بیتا کا کیاعلم ہوسکتا ہے۔لا ہورکوسکھوں نے بھسم کر دیا ،اس کاعلم چوھری شجاعت کوکیا ہوگا ، وہ تو ظہورالہی روڈ کے بنے بنائے محلات میں آ کرآ باد ہو گئے۔ا نکے ساتھ پرویز الہی بھی تھے، انہیں پنجاب کی چیف منسٹری ملی تو ہریانہ کے چیف منسٹر کو بلا لیا۔ بھارت کا بیصوبہ ہندوا کثریت کی آبادی ہونے کی شہرت رکھتا ہےاور ہندومت کی تاریخ نے اسی صوبے سے جنم لیا، چودھری پرویز الہی نے نہیں بتایا کہ انہیں ہریانہ سے کیاعشق تھا۔ پوراچو دھری خاندان ضیاالحق کے دور میں پھلا پھولا۔ ٹی وی پر ہر ہفتے قرآن کی تفسیریں بیان کرنے والا بیجرنیل، ہندوا دا کاروں پرفریفتہ تھا۔ بھارتی فلموں کونمائش کی اجازت بھی اسی مردحق شناس نے دی۔ اورشتر و کھن سنہا سے لے کر دلیپ کمار تک بھارتی اداکاروں کی ایک کمبی کہکشاں یا کستان کا افق روشن کررہی تھی۔اب اوم پوری نے بھی یا کستان آ کراعلان کیا کہ وہ آئندہ یا کستان وتتمن فلموں میں کامنہیں کریں گے۔عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میںمومن۔آخری عمر میں کیا خاک مسلمان ہوں گےاورادھرچودھری شجاعت کے بارے میں شاعر کہہ گیا ہے کہ ہم ہوئے کا فرتو وہ کا فرمسلماں ہو گیا۔ یا دنہیں ان دنوں چودھری شجاعت اصلی وزیراعظم تھے یا حلالی وزیراعظم جب وہ ایڈوانی کےساتھ کٹاس راج مندرمیں پہنچےاوراس کی تزئین نو کا حکم دیا۔ یہی ایڈوانی ایک شکت وخت بابری مسجد کےانہدام میں پیش پیش

سناہے کہ چودھری شجاعت نے حافظ سعید کوخوش خبری سنائی کہ انہوں نے ایک اور بھارتی ادا کاررضا مراد کے ہاتھ امیتا بھے بچن کو پاکستان آنے کا دعوت نامہ ارسال کیا ہے۔ لیجئے حافظ صاحب ، احیائے نظریہ پاکستان کنونشن کی رونق دو ہالا ہوجائے گی۔خوب گزرے گی جول بیٹھیں گے دیوانے دو۔

یہ سارے کچھن اگر پیپلز پارٹی والوں کے ہوتے تو ہم ان کے لئے لے رہے ہوتے۔ایک ہارمحتر مہ بینظیر نے اسلام آباد کی سارک کانفرنس میں راجیوگا ندھی کی طرف مسکرا کے دیکھ لیا تھا تو ہم جیسوں نے اسے آج تک معاف نہیں کیا،اعتز از احسن آج تک صفائیاں دیتا پھرتا ہے کہ اس نے سکھوں کی کوئی لسٹ انڈیا کو نہیں دی فیس بک پرہم لوگوں نے عاصمہ جہانگیر کی مت مارر تھی ہے کہ وہ بھارت جا کرمندر میں ماتھا کیوں

سکے لگیں۔ مگرابھی منگل کے روز نامہ خبریں میں اس کے لندن کے نمائندہ خصوصی وجاہت علی خال نے اپنے کالم میں انکشاف کیا ہے کہ ہمارے پنجاب کے گورز چودھری محمد سروران دنوں لندن میں ہیں، چندمن چلے سکھ انہیں ساؤتھ آل لے گئے جہاں ایک گوردوارے میں انہوں نے حاضری دی اور ماتھا ٹیکا، اس کالم کی اشاعت کو دوروز ہوگئے ہیں، گورز ہاؤس لا ہور نے اس دلخراش سانحے کی کوئی تر دیدیا وضاحت نہیں گی۔ چودھری شجاعت، چودھری پرویز اور نواز شریف اپنے آپ کومسلم لیگی کہلواتے ہیں اور قائد اعظم کے جانشیں ہیں جنہوں نے یا کستان کی تخلیق کی تھی۔

میں ابھی فون پرایک دوست سے ان معاملات پر بات کرر ہاتھا۔ دوست نے ظالمانہ کیجے میں کہا کہ اب قائد اعظم کی نشانی کومٹانے کی آخری کوشش ہورہی ہے اورخود انہی کے ماننے والوں کے ہاتھوں۔نواز شریف نے کہا،کسی اور نے نہیں کہ پورپ کی طرح سرحدین نہیں ہونی جاہئیں،شہباز نے گرہ لگائی کہ وا مجمہ بارڈر دن رات کھلے رہنا جاہئے ، گورنر سرور نے تائید کی کہ پورے پورپ میں سرحدیں مٹ چکی ہیں۔اب کوئی دن آتاہے کہن کیگی کا بینہان اقدامات کی منظورے دے دی گی۔اور ہم وا مجھ کی دیوارگریہ سے سرتکرایا کریں گے۔ پیتنہیں ہم نے آزادی کے حصول کے لئے لاکھوں سرکیوں کٹوائے اور آزادی کی حفاظت کے کئے دنیا کی بہترین پروفیشنل فوج کیوں کھڑی کی۔ایٹم بم کامصرف تو چودھری شجاعت نے بتا دیا کہ بیشا دی بیاہ میں پٹاخوں کے کام آئے گا۔ویسے فوج کامصرف بھی ن لیگ نے ڈھونڈ لیا تھا،میٹرریڈنگ، بھل صفائی اورگھوسٹ اسکولوں کا سراغ لگانا ،اب ایک نیامصرف سامنے آگیا ہے،سعودی عرب کے ڈیڑھارب ڈالراور بحرین کے بادشاہ کی حالیس سال بعدیا کتان پرنظر کرم۔کہا جار ہاہے کہ ہم بلادشام میں کرائے کے قاتلوں کا کردارادا کریں گے،میرے منہ میں خاک! بیالفاظ میرے نہیں، ٹی وی چینلز پر چلنے والے مکروں کے ہیں۔ چودھری شجاعت نے کیے بعد دیگر ہے ایک ہی میزیر اوم پوری اور حافظ سعید کو کھانا کھلانے کی مہارت سے ثابت کر دکھایا ہے کہ رند کے رندر ہے ، ہاتھ سے جنت بھی نہ دی۔ باقی کوئی کسر باقی ہے تو نواز شریف یوری کردیں گے۔(20مارچ2014ء)

حافظ محمر سعید سے بھارت دہشت زوہ کیوں ہے

بھارت نے اپنے سر پربعض پاکتانی اداروں اور شخصیات کا بھوت بلاوجہ سوار کررکھا ہے۔ بھارت کے ہاں پیتہ بھی کھڑ کے یا پٹانحہ بھی چل جائے تو وہ اس کا الزام آئی ایس آئی کو دیتا ہے۔ اگر کہیں کوئی سلح تصادم کی نوبت آجائے تو وہ اسے حافظ محمد سعید کی کارستانی قرار دیتا ہے اور مجموعی طور پر بھارت دشمنی کو ہوا دینے کے لئے ڈاکٹر مجید نظامی اور ادارہ نوائے وقت کوذھے دار تھہرا تا ہے۔

گرسوال ہے ہے کہ برصغیر میں دشمنی اور مخاصت کی ابتدا کس نے کی ، جواب ہے بھارت نے ، بھارت کے ، بھارت کی ہوں ملک گیری نے اسے چین نہ لینے دیا اور اس نے شمیر کی مسلم ریاست پر جارحانہ قبضہ جمالیا۔ بھارت کی ہوں ملک گیری نے اسے چین نہ لینے دیا اور اس نے شمیر کی مسلم اکثر بی ریاست کو بھی فوجی دہشت گردی کے ذریعے ہتھیا لیا۔ بھارت کو چھیاسٹھ برس سے کھلی چھٹی ملی ہوئی ہوئی ہے ، اس عرصے میں اس نے باور دی دہشت گرد کشمیر میں داخل کرنے کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور اس وقت بھارتی فوج کی وردی میں ساڑھے آٹھ لا کھ دہشت گردوادی شمیر میں موجود ہیں۔ اگر کسی کے پاس کیلکو لیٹر ہوتو حساب کرلے کہ کتنے کشمیر یوں کے اوپر کتنے بھارتی فوجی دہشت گردشگینیں تا نیں کھڑے ہیں۔

اورالزام بھارت کا حافظ محمد سعید پر ہے کہ اس کے مجاہد وادی کے امن کوتلیٹ کررہے ہیں۔ بھارت، امریکہ اوراقوام متحدہ نے حافظ محمد سعید کو با قاعدہ دہشت گرد قرار دے رکھا ہے اوران کے سرکی قیمت مقرر کر دی گئی ہے۔ حافظ محمد سعید کسی قلعے باغار میں پناہ گزین ہیں، ان تک عام لوگوں کی رسائی ہے حتی کہ وہ پاکستانی میڈیا جو بھارت کا ہم آواز ہے، وہ بھی روزان کو ملتا ہے، اسے پوراموقع میسر ہے کہ حافظ محمد سعید کو پکڑے اور بھارتی سفارت خانے کے حوالے کر کے بھاری انعامی رقم بٹور لے۔

حا فظ محرسعید نے ایک حالیہ ملاقات میں مجھے بتایا ہے کہ بھارتی پارلیمنٹ پر حملے میں ان کا کوئی کر دارنہیں

، اسی طرح ممبئ حملوں میں بھی وہ کسی طور ملوث نہیں بلکہ انہوں نے اس شیمے کا اظہار کیا کہ یہ بھارت کی اپنی کارستانی تھی اور اسے بیجھنے کے لئے دو نکات پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے کہ ایک تو ممبئی کے بظاہر غیر معروف نریمان ہاؤس پر حملے کا ڈرامہ کیوں رچایا کیا گیا اور دوسرے مبینہ دہشت گردوں کے ہاتھوں انٹی ٹیررسٹ فورس کے سربراہ ہمینت کر کرے کو پہلے ہی ملے میں کیوں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ ظاہر ہے، ان حملوں میں کسی پاکستانی کوکوئی دلچین نہیں گئی بلکہ کر کرے کو ٹھکانے لگانے کا مطلب توصاف صاف بیتھا کہ میں کسی پاکستانی مسلمانوں کے خلاف ہندوں کی دہشت گردی اور سمجھونہ ایکسپرلیس سانح میں پاکستانی مسافروں کے خلاف ہندوں کی دہشت گردی اور سمجھونہ ایکسپرلیس سانح میں پاکستانی مسافروں کے زندہ جلانے میں حاضر سروس بھارتی ہندو کرنل پروہت کے خلاف تفیش رکوادی جائے۔ حال میں بھارتی وزارت واخلہ کے ایک اعلی افسر نے بیراز کھول دیا ہے کہ بھارت میں دہشت گردی کئی ایک واقعات میں راملوث رہی ہے۔

بھارت کے پاس بہت بڑی پرو پیگنڈہ مشینری ہے،امریکی اورصہیونی لابی اس کی پشت پر ہے اور پاکستان میں کھلے عام بھارت کا دم بھرنے والول کی بھی کوئی کمی نہیں۔وہ حافظ محمد سعیداور کشکر طیبہ کے خلاف مسلسل زہرآ لود پرو پیگنڈہ کررہاہے جبکہ یا کستان میں کشکر طیبہ کا کوئی عملی وجود بھی نہیں۔

امریکی صدر کانٹن نے پاکستان کے دورے میں براہ راست خطاب کیا جس میں انہوں نے وارنگ دی
کہ طاقت کے بل پرسرحدیں نہیں بدلی جاسکتیں،اس خطاب کے فوری بعد صدر مشرف نے بھی ہنگامی تقریر
میں ترکی برترکی جواب دیتے ہوئے کہا کہ شمیری خاندان کنٹرول لائن کے آر پارتقسیم ہیں اور پاکستان بھر میں
مہاجرین کی حیثیت سے آباد ہیں۔وہ وادی کے مظلوم رشتے داروں کی مدد کرنا چاہیں تو پاکستان ان کا راستہ
مہاجرین کی حیثیت سے آباد ہیں۔وہ وادی کے مظلوم رشتے داروں کی مدد کرنا چاہیں تو پاکستان ان کا راستہ
مہاجرین کی حیثیت سے آباد ہیں۔وہ وادی کے مظلوم رشتے داروں کی مدد کرنا چاہیں تو پاکستان ان کا راستہ
مہاجرین کی حیثیت سے آباد ہیں۔وہ وادی کے مظلوم نے تشمیر جہاد پالیسی کوریورس گیئر لگا دیا،اسی موقع پرڈا کٹر
مجید نظامی نے جذباتی انداز میں صدر مشرف سے کہا تھا کہ آپ شمیر سے غداری کریں گے تو اس کرسی پر قائم
مہیں رہ سے کہا تھا کہ آپ شمیر سے غداری کریں گے تو اس کرسی پر قائم

کشمیرمیں جہاد کو دہشت گردی کہنا جائز نہیں ، نہاس جہاد کے علم بردار کے طور پر حافظ محمد سعید کو دہشت گرد کہنا جائز نہیں ، نہاس جہاد کے علم بردار کے طور پر حافظ محمد سعید کہنا کسی طور پر روا خیال کیا جاسکتا ہے ، ویسے حافظ محمد سعید پہلے حریت پسندلیڈ رنہیں جنہیں دنیا دہشت گرد سمجھتی ہو۔ابھی منڈیلا کو عالمی حکمرانوں نے یورےاعزاز کے ساتھ دفن کیا مگرایک زمانے میں اس پر بھی

دہشت گرد کا لیبل چسپاں کیا گیا، ابھی کل کی بات ہے جب یاسر عرفات کو دہشت گرد کہا جاتا تھا گر پھراسے جزل اسمبلی سے خطاب کی دعوت دی گئی تو اس نے کہا میرے ایک ہاتھ میں کلاشنکوف ہے، دوسرے میں شاخ زیتون ۔ بھارت کے طول وعرض میں آزادی کی درجنوں تحریکیں چل رہی ہیں جنہیں بھارتی فوج جوابی دہشت گردی سے دبانے کی ناکام کوشش میں مصروف ہے۔ بھارت کا سب سے بڑا ہلہ کشمیر پر ہے جہاں ساڑھے آٹھ لاکھ فوجی دہشت گردوں نے مسلمانوں کی زندگی دو بھر کررکھی ہے، جوانوں کو تہ تنج کیا جارہا ہے، نوجوان خواتین کی اجتماعی آبروریزی کی جاتی ہے اور بوڑھے بھی اذبت سے محفوظ نہیں ۔ بھارتی دہشت گرد فوج کشمیریوں کی برترین سال شی میں مصروف ہے۔

میں نے حافظ محمد سعید سے یو حیھا کہ آپ کو جہاد سے رغبت کیسے ہوئی ،انہوں نے مجھ سے جوانی سوال کیا کہ آپ کا گھر مجاہدین کا مرکز کیوں تھا، کیا آپ کے بزرگ سیداحمہ بریلوی شہیداور شاہ اساعیل شہید کی روایات کے وارث نہیں تھے،ان کا اگلاسوال تھا، کیا ڈاکٹر مجید نظامی کامشن جہادا کبرنہیں ہے، کیاانہوں نے پیش کشنہیں کی کہانہیں ایٹمی میزائل کے ساتھ باندھ کرکشمیر میں بھارتی فوج کے ٹھکانے پر گرا دیا جائے۔ میں نے سرجھکالیا۔حافظ محمد سعید نے کہا کہ بھارتی دہشت گردی کا مقابلہ اس اسپر ٹ اور جذبے کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ڈاکٹر مجید نظامی ہمارا فیمتی ا ثاثہ ہیں ، میں ان کی جگہ میزائل کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔جب تک ایک بھی بھارتی فوجی کشمیر کی سرحد میں دہشت گر دی میں ملوث ہے،ہم ان کے مقابلے میں ا بنی گردنیں کٹواتے رہیں گے۔اگر بھارت کو شمیر کی سرحد طاقت کے زور پر بدلنے کاحق حاصل ہے،اس نے پیطافت اڑ تالیس میں استعال کی ، پھروہ اس ہٹ پر قائم ہے،اس نے چوراسی میں سیاچین میں دہشت گردی کا ارتکاب کیا، تو پھر دہشت گردتو بھارت ہوا۔ وہ بلا وجہ، چوروں کی طرح تشمیر کی سرحدیار کرتا ہے، ہمارے تو مسلمان بھائی بہن، ماں باپ، تشمیر میں جبراورظلم کا شکار ہیں ،ان کی مددہم پر واجب ہے۔اگر بر صغیر میں کوئی دہشت گرد کہلانے کامستحق ہے تو وہ ہے بھارت جس کی وردی پوش فوج بھارت میں خون کی ندیاں بہارہی ہے۔(18 جنوری 2014)

حافظ محمر سعید سے بھارت دہشت زدہ کیوں ہے(2)

وفاتی وزیر خرم دیگیرا پے والد کے وسیع کاروبار کے مالک ہیں،ان کا یہ بھی مشن ہے کہ باتی ملک ہیں بھی عوام کااس طرح کاروبار پھلے بھو لے،اس مقصد کے لئے ان کی نظر لامحالہ بھارت کی وسیع مارکیٹ پر ہے، چین کی نظر بھی اسی مارکیٹ پر ہے اور ہندی چینی بھائی بھائی کے نعر سے سنائی دیتے ہیں اورامریکہ تو اس چین کی نظر بھی اسی مارکیٹ پر چھاجانے کے لئے سب پچھ داؤ پر لگا چکا ہے اور بھارت نے کمیونسٹ بلاک کی برسوں تک جو بھی مارکیٹ پر چھاجانے کے لئے سب پچھ داؤ پر لگا چکا ہے اور بھارت نے کمیونسٹ بلاک کی برسوں تک جو بھی ناز برداری کی ،اس کا بھولے سے بھی تذکرہ نہیں کرتا خرم دشگیرا وران کی حکومت نے شمیر پر بھارتی جارحیت ناز برداری کی ،اس کا بھولے سے بھی تذکرہ نہیں کرتا خرم دشگیر اوران کی حکومت نے شمیر پر بھارتی جارحیت کا فرض منصی ہے مگر کیا تجارت صرف بھارت سے ہو سکتی ہے، ایران بھی ہمارے ہمسائے میں ہے، چین کا فرض منصی ہے مگر کیا تجارت صرف بھارت سے ہو سکتی ہے، ایران بھی ہمارے ہمسائے میں ہے، چین ہماری لامحدود ضروریات پوری کرسکتا ہے اور کر بھی رہا ہے تو پھر بھارت کا بیشتن کیسا کہ وا بھہ بارڈرکو چوبیں کا شعارتی اوراپوب خال کی صدارتی مہم میں انہوں نے محتر مدفا طمہ جناح کی مخصوص انداز میں عزت افزائی کی شعارتی ورائی مطلب ہے ہے کہ بھارت سے معاشقہ کہیں بانیان پاکستان کی ذات اورا کے نظریات کی نفی فرمائی تھی۔ کہنے کا مطلب ہے ہے کہ بھارت سے معاشقہ کہیں بانیان پاکستان کی ذات اورا کے نظریات کی نفی

اس موضوع پر بہت کچھ کھا جاتارہے گا۔ مجھے حافظ محمسعید کے بارے میں بھارتی تعقبات کا ذکر آگے بڑھا نا ہے۔حافظ سعید کا قصوریہ ہے کہ وہ کشمیر پر بھارتی قبضے کو نا جائز تصور کرتے ہیں۔ دنیا میں کونسا انسان ہے جواپنے گھریا جائیدا دپر کسی غیر کے قبضے کو برداشت کرسکتا ہو۔ایک انچے دیوار آگے پیچھے ہونے پرنسل در نسل قرنس وغارت کا سلسلہ چلتا ہے اورا گربھی آپ بورڈ آف ریوینیو کے اندرجھا تک سکیس تو یہاں لاکھوں گرد آلود فائلوں کا ڈھیر پڑا نظر آئے گا جن پر صدیوں سے فیصلے نہیں ہو سکے۔ یہ فیصلے کلہاڑیوں،

برچیوں، بندوقوں اور کلاشنکوفوں کی مدد سے ہوتے ہیں۔ اور ہمارا وہم ہے کہ تشمیر کی قسمت کا فیصلہ بیک چینل، پرامن ڈپلومیسی کے ذریعے ہوجائے گا، اس کیس میں تولا کھوں مربع میل پر نا جائز قبضے کا مسئلہ ہے اور پھرلا کھوں انسان بھی جبر کا شکار ہیں، ان کی نسل شی ہور ہی ہے، عفت آب خواتین کی اجتماعی آبروریزی کے سانچے رونما ہورہے ہیں، بھارتی مصنفہ ارون دھتی رائے کہتی ہے کہ بھارتی عوام نئی دہلی میں ریپ کے واقعات پر تو افسوس کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کی زبانیں کشمیر میں بھارتی فوج کے ہاتھوں کشمیری خواتین کے ریپ پر گنگ ہیں۔

حافظ سعید کی زبان البتہ ان سانحات پر گنگ نہیں ہے، کشمیر کی تمام مجاہد تنظیمیں اپنے وطن پر بھارتی جارحانہ قبضے پر گنگنہیں ہیں۔ بھارت انکو دہشت گردسمجھتا ہے کیکن پچھلے چھاسٹھ برس میں بھارتی فوج کے کتنے ہی کمانڈروں نے کشمیر میں دہشت گردی کا بازار گرم کئے رکھا۔ اس وفت کیفٹینٹ جزل سنجیو چھا حچسراساڑھے آٹھ لاکھ بھارتی فوجی دہشت گردوں کی کمان کررہے ہیں۔وہ بھارتی فوج کی ناردرن کمان کے جنرل آفیسر کمانڈنگ ہیں، یہ سی انسان کا چہرہ ہیں بلکہ سی خونی بلا کا ہیولی ہے،انسانی شکل میں کسی بھیڑ ئے کاروپ ہے، ابھی اسرائیل میں ایک بھیڑ ئے شیرون کا انتقال ہوا ہے جس نے صابرہ اور شتیلہ میں انسانی خون کی ہولی تھیلی ، یہی تھیل جنرل چھا حچر ہ بھی تھیل رہے ہیں ، وہ تشمیریوں کی گردنوں میں ایک عفریت کی طرح نو کیلے دانت گاڑ دیتے ہیں اور ان کےجسم سےخون کاآخری قطرہ بھی چوس لینے کی کوشش میں مصروف ہیں۔کوئی شقی القلب ہی ہو گا جوخون کی اس ہو لی پر خاموش رہ سکتا ہو۔ حافظ محمر سعید کے سینے میں انسانی دل ہے، وہ اپنے کشمیری بھائیوں کے قتل عام پر کڑھتے ہیں اور پھران کی مدد کے لئے ان سے جو بھی بن پڑتا ہے، وہ کرگز رتے ہیں، جب بھارت کوعالمی قوا نین اورا قوام متحدہ کی قرار دا دوں کی پروانہیں تو حافظ سعید سے کیوں تو قع کی جائے کہ وہ ان بے معنی اور بے مغز قر ار دا دوں کی یا بندی کریں گے۔ بھارت واویلا مجاتا رہے،اس پر کوئی دھیان اس لئے نہیں دیتا کہ وہ لاکھوں فوجی درندوں کے ساتھ کشمیر کے طول و عرض میں ستم کے پہاڑ توڑ رہاہے،اس وقت جب شمیر کے بلندو بالا پہاڑ وں اور شہروں کے گلی کو چوں میں سفید برف کی تہہ جمی ہے تواس کی رنگت میں تشمیری شہدا کے خون کی لالی اندھے کو بھی نظر آ جاتی ہے۔ بھارت نے ممبئی سانحے کے بعد حافظ محمد سعید کوٹارگٹ کرنے کی ہرممکن کوشش کر دیکھی ، ان پرسرجیکل

اسٹرائیک کامنصوبہ بنایا گیا، بھارتی بمباریا کتانی علاقے میں گھس آئے جنہیں ہمارے بہا در ہوا بازوں نے

مار بھگایا۔ بھارت کو بتا دیا گیا تھا کہ اس نے کوئی جماقت کی تو اس کا جواب ایٹمی اسلحے کی زبان میں دیا جائے گا۔ بھارت کے دباؤ پر حافظ محمد سعید کوحوالہ زنداں بھی کیا گیا، ان پر مقدمہ بھی چلامگر وہ باعزت بری ہوئے، اس لئے کہ سانح ممبئی خود بھارت کی کارستانی تھا۔ حافظ سعید یا پاکستان کے ملوث ہونے کا کوئی ایک بھی شبوت پیش نہ کیا جاسکا۔ حافظ سعید کومبئی میں خون بہانے سے دلچسی بھی کیا ہوسکتی تھی، یہ تو محض ایک بھارتی ڈرامہ تھا تا کہ حافظ سعید، آئی ایس آئی اور پاکستان کو بدنام کیا جاسکے۔ مگر بھارت کومنہ کی کھانا پڑی، اب وہ کنٹرول لئن پر جھڑ پوں کی خبریں اچھال رہا ہے، اس کا الزام ہے کہ جاہدین کا روائیاں کرنے میں مصروف ہیں، اور بید دعوی خود بھارت کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے۔ اس کی فوج، مجاہدین کا راستہ روکنے سے قاصر ہے۔

کیا حافظ محمسعید بھی تھک ہار کر بیٹھ جائیں گے، اگر بھارتی فوج درندگی جاری رکھتی ہے تو خود بھارت کو بھی یقین ہے کہ حافظ سعید جہاد کے رہتے ہے نہیں ہٹ سکتے، وہ بہر صورت محکوم کشمیروں کی مدد کے لئے سرگرم عمل رہیں گے، اس طرح کشمیر پر بھارتی قبضے کو برقر اررکھناممکن نہیں رہے گا۔ اگر بھارت کشمیر پر برور طاقت قبضہ جمانے کے منصوبے پڑھل پیرارہتا ہے تو اس کے ناجائز قبضے کے خاتمے کے لئے بھی طاقت کا استعمال نہیں رکسکتا۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے کب مانتے ہیں۔

کیا حافظ سعید کوراستے سے ہٹاناممکن ہے، خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو جہاد کشمیر کامستقبل کیا ہوگا۔ بھارت کو شبہہ ہے کہ حافظ سعید کے جسم سے نکلنے والے خون کے ہر قطرے سے ایک نیا حافظ سعید جنم لے گا،اور کشمیر پر غاصبانہ قبضہ ایک ڈارؤنا خواب بن جائے گا۔

اور وا ہگہ کے پکے بارڈرسے چوہیں گھنٹے ٹرکوں کے قافلے آتے جاتے رہیں گے تو کیجے دھا گے جیسی کنٹرول لائن پرمجاہدین کے گفن بدوش قافلوں کوکون روک ٹوک سکے گا ہخرم دشگیرنے کچھاس بارے بھی سوچا ہوگا۔کاروبار کے وزیر کونفع نقصان کا انداز ہ لگانے میں کوئی غلطی نہیں کرنی جا ہے۔ (20 جنوری 2014)

گیاری کے شہدا کوسلام

سلام گیاری کے شہدا کے لیئے جزل کیانی جاتے جاتے قوم کورلا کیوں رہے ہیں ہم تو گیاری کے سانحے کو بھول گئے تھے نہیں ہم رونہیں رہے ، ہمارا توسینہ فخر سے تن گیا ہے

ہاری آنکھوں سے بہنے والے آنسو ہمارے چوڑے چکلے سینوں پرموتیوں کی طرح جھلملا رہے ہیں، مصرف کیا ہے سے مصرف

شجاعت کے تمغوں کی طرح دمک رہے ہیں۔

جزل کیانی نے جاتے جاتے قوم کی جھولی اس احساس تفاخر سے بھردی ہے۔

گیاری کے شہدا کا پنغمہ ہمارے قلب وذہن کو نئے جذبوں سے معمور کررہاہے۔

ہم سردہواکے باسی ہیں

ہم شہیر بھی ہیں، غازی بھی ہیں

ہم چھوڑ گئے ، دم توڑ گئے

ہم برف کی جا دراوڑھ گئے

ہم بیٹے، باپ اور بھائی بھی

منا،انگل، ماہی بھی

ېم کرنل،کیپین،میجربھی

حوالدار، نا تک،سیابی بھی

بابا کی آئکھ کے تاریجھی

ہم ماں کے راج دلار ہے بھی جب برف سے اٹھائے جائیں گے ہم جلد ہی ملنے آئیں گے

یہ جذبات ہیں تھی مریم تنوبر کے جن کے عظیم والدلیفٹوٹ کرنل تنوبراکسن گیاری سیکٹر میں نمبر چھ لائٹ انفٹڑی بٹالین کی قیادت کرتے ہوئے 140 جانبازوں کے ساتھ سات اپریل دو ہزار بارہ کوایک مہیب برفانی تو دے تلے دب کرشہادت سے سرفراز ہو گئے تھے۔

شہادتوں کاسفر بدر کے پیھر یلے میدان سے شروع ہوااور کر بلا کی پیاسی زمین سے ہوتا ہوا یہ تیرہ ہزارفٹ کی بلندی پرواقع گیاری میں ابھی تمام نہیں ہوا۔

سال سواسال قبل بیسانحدو دنما ہوا تو کسی کوامید نہ تھی کہ ان شہدا کے جسد خاکی ، کی تلاش کا خیال انسانی ذہن میں بھی آسکتا ہے ، گلیشیئر ایک میل چوڑ ااور کئی سوفٹ گہرا تھا اور سفاک ترین ہوا کیں کئی گاتہ م کلنے خہیں ، پہلا بلڈ وزر وہاں پہنچا تو بر فانی تو دے کے سامنے اس کی مثال ما چس کی ڈبیا کی ہی تھی ، و نیا بھر کے ماہرین نے مایوی کا اظہار کیا گرجس باپ کے بنچے ہزاروں ٹن وزنی بر فانی پھر کے نیچ دیے ہوں ، ہھر کے ماہرین نے مایوی کا اظہار کیا گرجس باپ جزل کیانی تھا جس کا چہرہ بظاہر کسی احساس سے عاری دکھائی اس کوکسی بل چین نہیں آرہا تھا۔ یغم زدہ باپ جزل کیانی تھا جس کا چہرہ بظاہر کسی احساس سے عاری دکھائی دیتا ہے اور جس کی آواز انسانی گلے سے نکلنے کے بجائے کسی روبوٹ کی مشینی آواز سے مشابہت رکھتی ہے ، گر وہ اندر سے ٹوٹ چکا تھا ، بھر چکا تھا ، اسے اپنے ٹو جی کیریکا مشکل ترین چینٹی در پیش تھا ، میدان جنگ میں شہید کے جسد خاکی کو واپس لانے کے لیئے گئی جانیں قربان کر دی جاتی ہیں ، جزل کیانی نے بظاہر ایک ناممکن کے جسد خاکی کو واپس لانے کے لیئے گئی جانیں قربان کر دی جاتی ہیں ، جزل کیانی نے بظاہر ایک ناممکن کریں گے ، اسے احترام اور وقار کے ساتھ اس کے عزیزوں کی آئھوں کے سامنے سپر دخاک کریں گے ، اس میں وقت گلے گا ،گر ہم بیکا مکمل کر کے چھوڑیں گے ،گر شتہ است شہید باتی ہیں اور ان کی تلاش تک پاک فوج چین سے نہیں بیٹھے گی ۔

گیاری سیکٹر، سیاچین کا ایک محاذ ہے جہاں 1984 کے موسم بہار میں بھارتی فوج نے جارحیت کر کے چوروں کی طرح قبضہ جمالیا تھا۔ پاک فوج ہر سال کی طرح اس بار بھی برفیاری کے طوفانی موسم میں نیچے اتر آئی تھی اور بھارت نے اس خلاکا ناجائز فاکدہ اٹھایا۔ عوامی تقید سے بچنے کے لیئے اس وقت جزل ضیا الحق نے کہا تھا کہ سیاچین میں کیوں آیا، اس سوال کا جواب اس سے نے کہا تھا کہ سیاچین میں کیوں آیا، اس سوال کا جواب اس سے نے کہا تھا کہ سیاغتا کہ بھارت وہاں سے شاہراہ ریشم کو کنٹرول پوچھا جانا چاہتا ہے، کمی کا کہنا ہے کہ وہ ان بلندیوں پر حاوی ہوکر گلگت بلتتان کو چھیا نا چاہتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ بھارت آگے بڑھ کر چین اور پاکتان کا زمینی راستہ منقطع کرنا چاہتا ہے، موجودہ وزیر اعظم خواب د کھ رہے ہیں کہ وہ شاہراہ ریشم کوایک و سیع تجارتی راہداری میں بدل دیں گےلین سیاچین پر بیٹھا ہوا بھارت انہیں اس امرکی اجازت دے گا، اس کا جواب کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، بھارت کے اب تک کے طرز ممل کے بیش نظراس کی عداوت کا بخو بی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

گزشتہ برس گیاری کا سانحہ رونما ہوا تو میاں نواز شریف نے کہا تھا کہ اس بلند و بالا مقام پر فوجیں بٹھانے کی کیا ضرورت ہے، پاکستان کواپنی فوج کی طرفہ طور پر واپس بلالینی چاہیئے ، اس سے قبل کہ حکومت یا فوج کی طرف سے کوئی ردمل آتا، بھارتی فوج کے سربراہ نے کہا کہ پاکستان اپنی فوج ہٹا بھی لے تو بھارت و ہیں موجود رہے گا۔ آج میاں نواز شریف ملک کے وزیراعظم اور سپریم کمانڈر کا درجہ رکھتے ہیں ، وہ سیاچین کا جو بھی فیصلہ کریں ، انہیں اس وقت تک کا انتظار کرنا چاہیئے جب تک گیاری سے باقی سات شہدا کے جسد خاکی تلاش کر کے ان کے ورثا کے سپر دنہیں کر دیئے جاتے ، وزیراعظم کسی عجلت کا مظاہرہ نہ کریں اور سات شہیدوں کو بھارت کے سامنے سرینڈرنہ کریں۔

جزل کیانی نے ڈبڈبائی آنکھوں اور گلو گیر لہجے میں یا دولایا ہے کہ جوقو میں اپنے شہدا کی قربانیوں کو یاد رکھتی ہیں، وہی ہمیشہزندہ وتوانارہتی ہیں۔(14 کتوبر 2013ء)

بلندترين مقام شهادت

میراقلم اس کمنے سے منجمد ہے جب ہفتے کو میں نے انٹرنیٹ پروہ روح فرساخبر پڑھی جوا گلے روز کے اخبارات کی شہرخی بن کر پوری دنیا کوغمز دہ کرگئی۔اسی فٹ اونچی اورایک کلومیٹر چوڑی برفانی قبر کی ڈھیری میں ہمارے ڈیڑھسو کے قریب جوان اورا فسرزندہ دفن ہوکررہ گئے۔کاش! آج کوئی صفدر میر ہوتا اور کاش! آج لا ہورکی مال روڈ پرجلوس نکالنے کی ممانعت نہ ہوتی تو صفدر میر شہیدوں کا شاہنا مہگا تا:

میں پھرجلایا جاؤں، میں پھرشہید ہوں

میں پھرجلایا جاؤں، میں پھرشہید ہوں

میں پھرجلا یا جاؤں ، میں پھرشہید ہوں

کاش!ان ایک سو بچاس کے بجائے میں اکیلااس برفانی ڈھیری میں دن ہوجا تا۔

میں بار بارزندہ کیا جاتا اور بار بارشہادت کے مرتبے پرسرفراز ہوتا۔

میں بار بارزندہ کیا جاتا اور بار بارشہادت کے مرتبے پرسرفراز ہوتا

میں بار بارزندہ کیاجا تااور بار بارشہادت کے مرتبے پرسرفراز ہوتا

سی جو رور دو ہیں کا میدان جنگ آج تک کی انسانی تاریخ میں بلندترین میدان جنگ ہے، بڑے بھولے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ یہاں دشمن فوج کے بجائے موسم سب سے بڑا دشمن ہے، یہ بھولے لوگ نہیں جانتے کہ جو دفاع وطن کے راستے پر چلا، وہ کسی وجہ سے بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے، وہ شہید ہے اور شہیدا مرہوتے ہیں۔ وہ زندہ ہیں، مگر لوگ سجھتے نہیں ہیں۔ سیا چین کی جنگ کو جو بے مقصد قرار دیتے ہیں، وہ بھی بڑے بھولے ہیں۔ وہ بھارت سے پوچیس کہ اس نے 1984 میں اس گلیشیئر پر کیوں قبضہ کیا تھا، کیا وہ کینک منانے آئے سے اور کیا قائد یوسٹ پر قبضے کے لیئے تین عشروں سے زائد عرصے سے جو جنگ جاری ہے، وہ بے مقصد مقصد

ہے۔جنزل ضیاءالحق نے ضرور کہاتھا کہ بیابیاعلاقہ ہے جہاں گھاس تک نہیں اگتی۔کاش! جنزل ضیاءالحق بیہ بھی واضح کردیتے کہ یہاں جنگلی گلاب کیسے کھلتے ہیں۔اوراب توبیگلیشئر بہت سےخون سے سینجا جا چکا ، یہ بے مقصد کیسے ہو گیا۔ کیا ہم بھارت کوحق دے دیں کہ وہ سیاچین پر کنٹرول حاصل کر کے شاہراہ قراقرم کو د بوچ لے اور دریائے سندھ کا یانی بھی ہمارے حلق سے نوچ لے جائے۔ارض وطن کا چید چید مقدس ہے اور اس کی حفاظت اور دفاع ہمارا اولیں فریضہ۔ برکی کے بل پرسینہ تانے میجرعز برز بھٹی نے بھارتی ٹینکوں کی پیش قدمی رو کنے کے لیئے فائر آرڈر دیا اور جان ، جان آ فریں کے سپر دکر دی ، سوار محمد حسین شہید نے دشمن کے بکتر بندڈ ویژن کو جی ٹی روڈ کی طرف بڑھنے سے روکا اورشہادت یائی ، لالک جان نے کارگل کی بلندیوں یرموت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ بینشان حیدر تھے، اور یا کستان کے ماتھے کے جھومر۔انہی شہیدوں کے ایک معصوم بیٹے نے لائیو کیمروں کے سامنے کہا تھا کہ وہ بڑا ہوکر ابو کی طرح شہید ہے گا۔ میں اس لا ڈیلےکود کیھنے گیا تو مجھے یوں لگا کہاس کا گھر زمین سے عرش تک نور کے ہالے کی لپیٹ میں ہے۔اور فرشتے قطارا ندر قطار حمد وثناء کا ور دکرر ہے ہیں۔ وہاں موت نہیں ، زندگی تھی۔الیی موت پر لا کھوں زند گیاں قربان ۔ سیاچین میں بھارتی فوج نے جارحیت کی ،اس کا جواب کئی برس بعد کارگل میں ہمارے مجاہدین نے دیا۔ مگر کارگل کے شہدا کا مٰداق اڑایا گیا، کسی نے کہا کہ انہیں گھاس کھا کرگز ارا کرنا پڑا۔ ایسے فقرے وہ لوگ چست کرتے ہیں جن کے دسترخوان شہنشا ہوں کی طرح سجتے ہیں۔وہ بھول گئے کہ اللہ کے آخری رسول علیہ کے خندق کھودتے ہوئے بھوکے پیٹ پر پتھر باندھنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

اورسیاچین کے شہیدوں پرآواز ہے کئے والے بھی کم نہیں۔ وہ ایک طرف شہدا کارزم نامہ لکھتے ہیں اور دوسرے سانس میں ان جزنیاوں کوکوستے ہیں جنہوں نے ملک میں مارشل لاکا جبر مسلط رکھا۔ اور قوم کوفوج سے متنظر کر دیا، کیا گھر میں جب کسی عزیز کی میت رکھی ہوتو اس کی برائیاں یادکرتے ہو، اگر نہیں تو ایک سو پچاس بخار ورکفن اور بے جنازہ شہیدوں کے تذکرے کے ساتھ ایوب خان، کچی خان، ضیاء الحق اور پرویز مشرف کا طعنہ ان شہیدوں کو کیوں دیتے ہو۔ بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ وہ فوجی ہملی کا پیٹروں میں سیاچین گئے کا طعنہ ان شہیدوں کو کیوں دیتے ہو۔ بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ وہ فوجی ہملی کا پیٹروں میں سیاچین گئے سے مگر ساتھ ہی فوج پر لعن طعن کرنے کا موقع بھی ضائع نہیں کرتے۔ وہ جزنیلوں کی زبان سے اپنے لیئے تعریفی کلمات کے ذکر پر فخر کا اظہار بھی کرتے ہیں اور جرنیلوں کی بدا عمالیوں کو اچھا لنے کی کوئی کسر بھی نہیں تعریفی کلمات کے ذکر پر فخر کا اظہار بھی کرتے ہیں اور جرنیلوں کی بدا عمالیوں کو اچھا لنے کی کوئی کسر بھی نہیں جھوڑتے۔ مجھے کوئی بتائے کہ 3 دیمبر 1971ء کی سہ پہر کو جب قصر ہندیر بلہ ہولئے کے لیئے کرتل غلام

حسین نے نومین لینڈعبور کی تو سامنے پہلے ہی بھارتی مور ہے میں نصب وکرس مشین گن کی ایک باڑھ نے ان کے فولا دی ہلمٹ کو چھیدڈ الا تھا تو ان کے سر سے خون کا ایک فوارہ بہ نکلا تھا، اس خون کی حرمت کوسلام، اس کے تقدّس کوسلام! مگراس ہننے والےخون کا ڈھا کہ کے پلٹن میدان میں جنرل نیازی کے سرنڈ رمیں کیا قصور۔اورسیاچین کی بلندیوں پراب تک شہید ہونے والے ہزاروں فوجی جوانوں اورافسروں کا کیاقصور کہ مشرف نے عدلیہ کو برطرف کر دیا تھا۔خدا جانے شہدا کا ذکر کرتے ہوئے مارشل لائی جرنیاوں کا تذکرہ کیوں چھیڑا جاتا ہے۔خدا کی قتم!ان شہدا کے خون کے ایک ایک قطرے کے صدیقے ہم آزادی کی نعمت سے سر فراز ہیں۔ ہارے چاروں طرف ساری چہل پہل انہی شہدا کی مرہون منت ہے۔ شہدا کا بیرقا فلہ بدروخندق اور کربلا کے شہیدوں کی کہکشاں کا حصہ ہے۔ بیا ندھیروں میں ہمارے لیئے روشنی بکھیر تاہے، ناامیدی میں ہاری آس بنتا ہے۔اور ہم بھٹکنے لگتے ہیں تو ہارے باز وتھام کرہمیں منزل سے ہمکنار کرتا ہے۔سیا چین کا قضیہ کشمیر سے منسلک ہے۔ کنٹرول لائن کی برجیاں اس علاقے میں بھی نصب نہیں کی گئیں، آخری برجی سے آ گے جانا انسانی بس میں نہیں تھا، بس میں جھ لیا گیا کہ آخری برجی کی سیدھ میں کنٹرول لائن آ گے جاتی ہے، اس سیدھ کے مطابق سیاچین کا علاقہ ہمیشہ یا کتانی کنٹرول میں رہا۔ 1983 کے موسم سرما کے آغاز تک یا کستانی فوج ہی اس علاقے میں گشت کرتی رہی ،اگلے برس ہماری فوج اس علاقے کی طرف بڑھی تو سامنے سے فائر آ گیا ، اس کامطلب بیرتھا کہ بھارت نے ہاری غیرحاضری کا فائدہ اٹھا کر اس پر قبضہ جمالیا تھا۔ بھارتی فوج بلندی پڑھی اور ہم نشیب میں ، چنانچہ ہمیشہ ہمارا جانی نقصان ہوتار ہالیکن ہم رشمن کوآ گئے ہیں بڑھنے دے سکتے تھے اس لیئے دفاع میں ڈٹ جانا ہماری مجبوری تھی۔ ہمارے جوان پیمشکل فریضہ آج بھی ادا کررہے ہیں۔ڈیڑھسوساتھیوں کے برفانی ڈھیری میں دہنے کے باوجود ہمارا ہرفوجی جوان اورافسر باقی ماندہ علاقے میں مکمل چوکسی سے پہرہ دے رہاہے،ان پہریداروں کوسلام عجز و نیاز اور بیدعا کہ خدا کرے، برفانی ڈھیری سے ہم اینے پیاروں کوزندہ سلامت نکالنے میں کامیاب ہوجائیں۔(10 ایریل 2013ء)

شہید کی جوموت ہے وہ قوم کی حیات ہے

جی اچ کیو میں شہید یادگار کے سامنے وزیرِ اعظم سر جھکائے کھڑے تھے، مجھے ان کا قد آسانوں کی رفعتوں کوچھوتامحسوس ہوا۔شہیدوں کی روحیں سرشارتھیں اورشہیدوں کےلواحقین کے سینےفخر سے اور چوڑے ہوگئے۔

مجھے اندازہ ہے کہ جزل اشفاق پرویز کیانی فوج کو اپنے بچوں کی طرح خیال کرتے ہیں۔اورشہیدوں کے ساتھ ان کی عقیدت کے سرچشے قرون اولی کی تاریخ سے بھوٹے ہیں۔ بدر واحد کے شہید اور کر بلا کے شہید ، ان کی روح کو تڑیاتے ہیں۔ میرا می بھی اندازہ ہے کہ جزل کیانی نے اپنے کیرئر کی آخری مصروفیت لا مور کے لئے وقف کر چھوڑی ہے جہاں وہ ڈی افٹی اے شہید سیکٹر کا افتتاح کریں گے۔شہدا کے لواحقین کو وہ لا وارث ، بے آسر انہیں چھوڑ ناچا ہے ، ان کے لئے اسی ماحول اور فضا میں گھر بنیں گے جس میں کروڑ پی امرار ہائش پذیر ہیں ، جزل کیانی جانے ہیں کہ شہیدوں کے وارث ہی تو اس زمین کے اصل وارث ہیں اور نیا کی بند تریں میدان جنگ گیاری میں فوجی افسر اور جو ان ایک برفانی گلیشیئر کے تلے دب گئی جزل کیانی اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے جب تک ان شہدا کو برف کے پہاڑ تلے سے نکال کر ان کے ورثا ء کی آٹھوں کے سامنے پور نے فوجی اعزاز کے ساتھ ذن نہیں کر دیا گیا ، چند شہیدوں کی تلاش کا کام باقی ہی جزل کیانی کے سینے پر سے ہمیشہ کے لئے ایک بوجھ بنا رہے گا مگر یقین سے کہتا ہوں کہ ان کا کوئی بھی جانشین ان نفوں قد سیہ کی تلاش سے پہلے سی اور کام میں ہاتھ نہیں ڈالے گا۔ وہ جزل راشدہوں یا جزل حالیں۔

احد کے شہید نے تو سیداالشہد ا کا لقب پایا اور پیغمبر خداعلطی جوا پنے جگر گوشے کی موت پرنہیں روئے ، اس روز مدینہ میں اپنے گھر میں دلفگار بیٹھے تھے اور پکار لیکار کر کہہ رہے تھے کوئی ہے جو مجھے امیر حمز ہ رضی اللہ تعالی عنہ کا پرسا دے۔اس شہید کے جسم پر زخموں کی گنتی حدوشار سے باہر تھی اور دشمن نے ان کا کلیجہ کیا چبالیا تھا۔اور کر بلا کے شہیدوں کی توبات ہی اور ہے، وہ نو جوانان جنت کے سردار کہلاتے ہیں اورامت مسلمہ رہتی دنیا تک ان کے ماتم میں ڈوبی رہے گی تو پھر بھی اپنے دل کاغم ہلکانہیں کریائے گی۔

میں ان شہیدوں کو بھی نہیں بھول سکتا جو تھیم کرن کے محاذ سے لائے گئے تھے اور جنہیں قصور بس اڈہ کے کنارے امانت کے طور پر فن کیا جارہا تھا، یہ چھ تمبر پنیسٹھ کے بعد کے دنوں کی بات ہے۔ میں ان کو دیکتا رہا، دیکھتارہا، اور دیکھتارہا۔ بس ان کے چہرے دھول سے اٹے ہوئے تھے، مگران کی ور دیوں پر کوئی سلوٹ تک نہ تھی اور وہ محوخواب تھے اور ان کو میری طرح دیکھنے والے اس خاموثی سے دیکھ رہے تھے کہ سانس تک لینے کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی، مبادا کسی آ ہٹ پر شہیدوں کے آرام میں خلل واقع ہوجائے۔
لینے کی آواز بھی سنائی نہیں مجولتا جس کو ایک فوجی ٹرک گنڈ اسنگھ والاکی سرحد کی طرف سے لارہا تھا۔ میں سائیل مجھے وہ شہید بھینی بھینی حیات بخش خوشبوآرہی تھی، میں نے اپنی جوانی کو آز مایا اور جس تیزی سے ہوسکا برسوار تھا، ٹرک سے بھینی بھینی حیات بخش خوشبوآرہی تھی، میں اس موندھی ہو باس کو اپنی روح میں جذب کر لینا چاہتا تھا مگرٹرک کی رفتار مسائیکل کے پیڈل چلانے لگا، میں اس سوندھی ہو باس کو اپنی روح میں جذب کر لینا چاہتا تھا مگرٹرک کی رفتار

اکہتر کی جنگ میں میں تھری پنجاب کے ایڈوانس ہیڈکوارٹر میں پہنچا، ایک رائفل کی سنگین پر ہیلمٹ لٹکا ہوا تھا اوراس ہیلمٹ میں در جنوں چھید تھے، یہ ہیلمٹ بٹالین کمانڈر کرنل غلام حسین کا تھا جنہوں نے دفاعی جنگ میں پیچھے بیٹھے رہنے کے بجائے اپنے بچوں کا ساتھ دیا، وہ سب سے آگے تھے اور دشمن کے مورچوں میں نصب مشین گن کی باڑھ نے ان کے سرکو چھیدڈ الا میں آج بھی دعا کرتا ہوں کہ اے کاش، اس ہیلمٹ کے اندر میرا سر ہوتا کیکن اس ہیلمٹ کی تصویر میں نے سینے سے لگار کھی ہے، کسی نے شہید کا رتبہ دیکھنا ہوتو میرے یاس آئے، اور دیکھے کہ شہادت کی قیمت کیا ہے۔

تیز بھی ،ساری زندگی مجھے بیہ مایوسی لاحق رہے گی کہ میں اسٹرک سے بیچھے کیوں رہ گیا۔

اس بہادر کرنل کو ہلال جرات سے نوازا گیا، کبھی نیا چا ندطلوع ہوتو اس کی سفید نوکوں پرشہید کرنل غلام حسین ہلال جرات کے خون کی پھوار دیکھی جاسکتی ہے۔ گنڈ اسٹکھ والا بارڈ رکوکرنل غلام حسین شہید کے نام سے موسوم کر دیا گیا ہے، ہرضج شام وہاں قومی پر چم لہرنے اور اتار نے کی تقریب ہوتی ہے جسے دیکھ کر ہزاروں لوگوں کے دل دھڑ کتے ہیں۔اور شہید کرنل کی روح اس پر کیف منظر سے سرشار ہوکر جھوم اٹھتی ہے۔ ہزاروں لوگوں کے دل دھڑ کتے ہیں۔اور شہید کرنل کی روح اس پر کیف منظر سے سرشار ہوکر جھوم اٹھتی ہے۔ میں نے روح کا لفظ کیوں لکھ دیا۔شہید تو زندہ ہوتے ہیں۔انہیں مردہ مت کہو، تمہیں ان کی زندگی کی سمجھ

ہی نہیں۔اورہم اس قوم کے فرد ہیں جے شہید کے منصب ومر ہے کا احساس نہیں ،کوئی کئے کو شہید کہدر ہاہے ،
کوئی درندے کو شہید کے مرتبے پر فائز کرنے کے لئے مصر ہے۔ بیشہیدوں کے ساتھ مذاق ہے۔ بھونڈا
مذاق میں مشکور ہوں اپنے وزیر اعظم کا جنہوں نے شہیدوں کی لاج رکھ لی ، ورنہ اس قوم میں ان کا کوئی
پرسان حال نہ تھااور جوکوئی تھا ،اسے فضل الرحمٰن اور منور حسن فتووں کی ماردے رہے تھے۔

اورشکریہ جناب وزیراطلاعات! مجھے آپ سے ان کلمات کی توقع نہ تھی۔ اپنی اس کم فہمی اور کج فہمی کی معافی ہے معافی ہے معافی ہے معافی ہے معافی ہے ہے ہے اس برویز رشید نے اس بحث کومسل کرر کھ دیا جو جماعت اسلامی کے رہنماؤں نے کھڑی کررکھی تھی۔ وزیراطلاعات نے یہ کہہ کراپنے منصب کاحق ادا کر دیا ہے کہ آئی ایس پی آر کی پریس ریلیز ملکی سیاست میں مداخلت نہیں بلکہ قوم کے دل کی آواز ہے۔

اور جناب وزیراعظم نے چے سمبر پنیسٹھ کے روش اور اجلے دنوں کی یا دتازہ کردی ، انہوں نے کہا کہ شہیدا پنا آج ہمارے کل کے لئے قربان کر دیتے ہیں۔ وہ قوم کے حسن ہیں۔ پاکستانی قوم ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وزیراعظم پہلی بار حکومت میں نہیں آئے ، وہ سابقہ ادوار میں کئی ملکوں کے سفر پہ جا چکے ہیں ، ہر ملک اپنے معززمہمان کوسب سے پہلے گمنام شہید کی یادگار پر لے جاتا ہے۔ واشنگٹن میں وارمیموریل پر ہر سیاح سرنگوں کھڑا ہوتا ہے۔ بنگلہ دلیش والوں نے تو شہید مینار کھڑا کر رکھا ہے اور یہ ہمارے حکمرانوں کی بد سیاح سرنگوں کھڑا ہوتا ہے۔ بنگلہ دلیش والوں نے تو شہید مینار کھڑا کر رکھا ہے اور یہ ہمارے حکمرانوں کی بد سیمتی ہے کہ نہیں اس یادگار پر پھول چڑھانے پڑتے ہیں۔

پاکتان کے شہیدوں کی یادگار باب پاکتان ہنوز شنہ تکمیل ہے۔ یہاں لاکھوں لئے پٹے مہاجرین آئے جن کے پیارے پاکسرز مین تک پہنچنے کے سفر میں سنگینوں سے چھلنی کر دیئے گئے تھے، نو جوان بیٹیوں اور ماؤں بہنوں نے عصمتوں کی قربانی دی تھی ۔ شہیدوں کے خون پر تعمیر ہونے والا پاکتان اپنے شہدا پر ہمیشہ نازاں رہے گا۔ان کے خون کی حدت ہمیں نئی زندگی عطا کرتی رہے گی، ہماری منزلوں کواجالتی رہے گی۔ (13 نومبر 2013ء)

میں انتظار کروں گا....!

اتوارکی سہ پہرکومیں لا ہور کینٹ کے ایک مکان میں داخل ہوا۔ جن صاحب سے مجھے ملنا تھاوہ اس وقت گھرسے باہر تھے۔ ایک ملازم نے مجھے ڈرائنگ روم میں بٹھادیا۔ مجھے پچھ معلوم نہ تھا یہ س کا گھرہے۔ میں صرف ایک فون کال پر یہاں آگیا تھا۔ کوئی صاحب مجھ سے ملنے کے خواہاں تھے۔ میں نے کہا تھا آپ کیوں تکلیف کریں گے، میں خود حاضر ہوجا تا ہوں۔ پچھ دیر بعد کمرے میں کسی موجودگی کا احساس ہوا۔ مجھے بوں لگا جیسے زمین سے آسان تک اور اس سے بھی پر ےعرش تک ایک نور کا ہالہ ہے۔ اس الوہی روشنی کو دیکھنے کی تاب نہ تھی۔ میں نے اپنی پوری طافت مجمع کر کے بولنے کی کوشش کی لیکن نور کے اس ہالے کے سامنے میری قوت گویائی سلب ہوگئی تھی۔

پھر باہر سے وہ صاحب آگئے جن سے میں نے ملنا تھا۔ ابھی رسی تعارف آغاز بھی نہ ہوا تھا کہ ایک معصوم بچہ دنیا جہان کی محبیتیں سمیٹے میری طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تصویر تھی۔ شاید وہ مجھے دکھانے لایا تھا۔
غیر محسوں طور پرمیر سے اندرا پنائیت کا ایک چشمہ پھوٹا ، بچہ مجھ سے لیٹ گیا تھا۔ اب میرا ذہن کچھ کچھ کا م
کرنے لگا تھا۔ ایک چھوٹی فرشتہ سیرت بچی بھی میری گود میں بیٹھ گئ تھی۔ میری آئکھیں جھکتی گئیں ، میں نے
اپنے میز بان سے سرگوشی کے انداز میں بوچھا ، کیا ہے وہ بی بچنہیں جس نے ٹی وی پروگرام میں سوال کے جواب
میں کہا تھا۔ انکل میں بڑا ہوکر شہید بنوں گا'۔

میرے میزبان کی آنکھوں میں ایک چمک سی اہرائی۔'' یہ میرے نواسے ہیں اور کارگل کے شہید میجر محمطی حیدری کی نشانی'' بیچے اس اثناء میں اندر چلے گئے۔وہ اپنی امی کے ساتھ روالپنڈی کے لئے روانہ ہونے والے تھے جہاں ان کے شہید والداور کارگل کے دوسرے شہداء کے ورثاء کو شجاعت کے تمنع عطا کرنے کی تقریب ہونے والی تھی۔میزبان نے مجھے کسی گہری سوچ میں غرق دیکھ کرکھا'' آپ نے ان بچوں پرایک کالم

لكهاتهابه

افسوس کی بات ہے کہ کارگل کے شہیدوں کے خون کی اس دیوار کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی۔ اوراب ایک رڈمل ملاحظہ ہو۔ چندروز قبل میرے کالم میں ایک نظم شائع ہوئی تھی۔میراا تظار کرنا۔ یہ ایک دلگداز جذباتی شہکارتھا۔ آج کی ڈاک میں فیصل آباد سے محتر مہ فاطمہ جلال نے مجھے جوابی نظم ارسال کی ہے۔ملاحظہ فرمائیے۔

> میںانتظار کرتی ہوں تم نے لکھاتھا

> > انتظارمت كرنا

ہاں

میںانتظار کرتی ہوں

سرخ پھولوں سے پیارکرتی ہوں

خون دامن په جو تيرے بگھرا

زخم ماتھے پہ جوترے چیکا

سارے زخموں کےاس گلستان میں

میں اکیلی نہیں نہیں ہوں جان جہاں

اس گلستان کےسارے پھولوں کو

اپنے ہاتھوں سےروز چنتی ہوں

صبح کاذب کے شبنمی آنسو

ميرى آنكھوں كاہار بنتے ہیں

تيري حامت كاپيار بنتے ہيں

میرےاحساس کے سمندرمیں

خاکی وردی کے کھر درے سائے

اک تفاخر ہے مسکراتے ہیں

اور میں
نور کی ردااوڑھے
آج بھی انتظار کرتی ہوں
ہاں
اےشہیدان وطن
ہاں
ہاں
میں تیراا نتظار کرتی ہوں

(22 كۆبر 1999ء)

ہم نے گلشن کے تحفظ کی شم کھائی ہے!

کارگل کےشہیدو!

ید نیا کاانو کھا واقعہ تھا کہ تمہارے سروں پر بھارت کے میراج طیاروں نے دوہزار پونڈوزنی بم گرائے۔
تہہار نے ورنور بدنوں کے چیتھڑ ہے آسانوں کی رفعتوں میں بکھر گئے، مگرتمہارے جسموں سے لہو کے فوار ب
نہ پھوٹے نہ ہارالہوز خموں سے رس ہی نہ سکا کہ اٹھارہ ہیں ہزار فٹ کی منجمد بلندیوں پر کوئی بھی مائع شے آنا
فانا برف کی طرح جم جاتی ہے، لیکن یہ بھی تاریخ کا انو کھا واقعہ تھا کہ تمہاری پشت پرقوم کے جذبے بھی منجمداور
سرد ہوگئے۔ اس قوم نے تمہاری قربانیوں کو یوس بھلادیا جیسے بچھ ہوانہیں اور قوم کی قیادت نے تو تمہارے لہوکو
بیخے کی کوشش کی نواز شریف بھا گم بھاگ واشنگٹن پہنچا اور تمہاری بیش بہا قربانیوں کو ایک اعلامیے کی جھینٹ
جڑھادیا گیا۔

میں مانتا ہوںغریب، بےبس اور لا جارلوگ بھوک افلاس، بیروزگاری ہے تنگ آ کرخود کشیاں کررہے تھے۔

میں مانتا ہوں کہ پوری قوم زندہ در گورتھی۔ بجلی ، پانی ،گیس فون کے بلوں نے ان کا جینا دو بھر کر دیا تھا۔ میں مانتا ہوں کہ جان و مال کوشد بدعدم تحفظ لاحق تھا اور اب تو لوگ مولی گا جرکی طرح کٹ رہے تھے۔ میں مانتا ہوں کے ظلم حدسے بڑھ گیا تھا۔مخلوق خدا کا ناک میں دم آچکا تھا۔

میں مانتا ہوں لوگ بلبلا اٹھے تھے اور جھولیاں عرش کی طرف پھیلا رہے تھے۔

لیکن اے میرے کارگل کے شہیدو!

تمہارےخون کی قتم! وہ خون جوفوارے کی طرح ابل نہ سکا،کیکن اس کی حدت نے فرش سے عرش تک سب کچھ ہلا کرر کھ دیا۔ عرش بریں کے مالک کے ہاں دیر تو ہےا ندھیر نہیں ہتمہار بےخون کی منجمد حدت نے آج اس اندھیر نگری کوجسم کر کے رکھ دیا ہے۔

چندروزقبل میں نے کارگل کے شہداء کے لواحقین اور فوج کے مورال کا کالم ککھا۔ میں نے بیتحریرا پنے خون دل میں ڈبو کر ککھی تھی۔ نیو یارک، مشی گن، واشنگٹن، ایمسٹرڈیم، لندن، بر پیکھم، گلاسگو، ایبرڈین، کراچی، حیدرآ باد، کوئٹہ، میاں چنوں، بیٹا ور، لا ہور، پنڈی اور گوجرانوالہ سے فون کالوں کا تا نتا بندھ گیا۔

پاک فوج کی تذلیل کی سازش کرنے والے خود ذلت اور رسوائی سے دوجار ہو گئے ہیں مسئلہ پاک فوج کا نہیں تھا ملک کی سلامتی کا تھا، قوم کے اقتداراعلیٰ اور ملکی آزادی کا مسئلہ تھا۔

میں کارگل کے گھبروجوان شہیدوں کو بصد عجز و نیاز سلام پیش کرتا ہوں ،ان کا خون رائیگاں نہیں گیا ،قو م ان کا خون رائیگاں نہیں جانے دے گی۔

میں بہت کچھ کہنا چاہتا ہوں ،میرےاندرا یک لاواہے جو بھٹنے کاراستہ تلاش کرر ہاہے کیکن میرے سامنے میری ایک بہن محتر مہنا ہیدا نجم (لا ہور) کا ایک خط پڑا ہے میں اسے پڑھ رہا ہوں اور آنسو ہیں کہ ٹپ ٹپ گر رہے ہیں۔

اس خط میں کارگل کے ایک شہید کے جذبات کونٹری نظم کا پیکر دیا گیا ہے۔ آپ کے اندر ہمت ہے تو اسے پڑھئے اور پھراینے جذبات سے مجھے ضرور آگاہ کیجئے۔

> تم میراا نظارضرورکرنا میں نے تم سے وعدہ کیاتھا جہاں بھر کی خوشیاں سمیٹے میں واپس آؤں گا تم میری منتظرر ہنا تم گلا بی جوڑا پہن کر سولہ شکھار کرکے بالوں میں پھول سجا کر

بانہوں میں کھنکتی چوڑیاں پہن کر

دهیرے دهیرے، ہولے ہولے محت کا کوئی گیت گنگنا کر تمانتظاركرنا میں قوس قزح کے سارے رنگ سمیٹے بہارمیں بہار لیےضرورآ وُں گا جانان! اب بہارآئی ہے مگراییانہیں ہوسکتا وشمن نے میرے وطن کوللکاراہے مجھے سرحدوں نے بلایا ہے تم ميراا نتظاركرنا میرے وطن کا قرض مجھ پیہ باقی ہے جس کاحساب مجھے چکاناہے تم ميراا نتظاركرنا میرالہومیرے وطن کے کام آجائے میری جان راہ خدامیں چلی جائے تم میرے لیے بیدد عاکرنا تم ميراا نتظاركرنا میں سنر ہلالی پرچم کا کفن پہنے پھولوں کی ردااوڑ ھے آخری دیدار کیلئے

میرا تابوت تمهارے ماں جب اترے

تم سجدہ شکر بجالانا اپنی آنکھوں میں کوئی آنسونہ لانا میری ماں مجھے دیکھ کرفخر سے بیہ کہہ سکے میرے لال تونے میرے دودھ کاحق ادا کردیا ہے

مجھے جیتے جی خدا کے حضور سرخر وکر دیا ہے

جانان!

یہ میری پہلی اور آخری خواہش ہے

تم دعا كرنا

میری بیخواہش پوری ہوجائے

میرا خدابھی مجھ سے خوش ہوجائے

ميراا نتظارنهكرنا

انتظارنهكرنا

آنسوؤں کی برسات میں میری آنکھوں کے سامنے شہیدوں کے خون سے رنگن قوس قزح جھلملا رہی ہے، شہید سکرار ہے ہیں، ان کی بیواؤ!ان کے بیتم بچو! خاطر جمع رکھو، شہیدوں کا خون سرخروکھ ہرا ہے۔ ہے، شہید سکرار ہے ہیں، ان کی بیواؤ!ان کے بیتم بچو! خاطر جمع رکھو، شہیدوں کا خون سرخروکھ ہرا ہے۔ (1999ء)

كارگل كے نفوس قىدسىيە كوسلام

وہ کیسے ملکوتی روشن چہرے ہونگے جو ہزاروں فٹ بلندی پر برفانی چوٹیوں پرڈٹے ہوئے ہیں۔
بھارت نے پیدل فوج ، توپ خانے اور فضائیہ کے ذریعے ان منجمد چوٹیوں کو ہلا کرر کھ دیا ، پکھلا کرر کھ دیا
لیکن گوشت پوست کے باجبروت انسان آہنی عزم کے ساتھ سیسہ پلائی دیوار ثابت ہوئے ہیں۔ان کے نام
سے کوئی آگاہ ہیں ، لیکن وہ سب کے سب جہاد کے نشے سے سرشار ہیں ، دشمن ان پرموت برسار ہا ہے لیکن
موت ان مجاہدوں کے نورانی پیکر کوچھونے کی سکت نہیں رکھتی ۔

مرتا وہ ہے جوموت سے ڈرتا ہو، دور بھا گتا ہو،مجاہدتو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھورتا ہے، گر جتا ہے،موت ان کےالوہی،اٹل جذبوں کی تاب کیسے لاسکتی ہے۔

وہ سیدالشہد احضرت حمز ہؓ ،شہید کر بلاحضرت امام حسینؓ ، فاتح خیبر حضرت علی المرتضیؓ ، قصر و کسر کی کولرز ا دینے والے خالد بن ولیدؓ ، فاتحین ہندمحمہ بن قاسم ،ابدالی اورغوری کی روایات کے امین ہیں۔

دراس سے کارگل تک، بٹالک سے تر توک تک جہاں خاموثی بھی منجمد ہو جاتی ہے، جہاد اسلامی کے بیہ عظیم ہیروشجاعت اور قربانی کی نئی داستانیں رقم کررہے ہیں،ان کے پاک جسموں سے بہنے والاخون سالہا سال سے جمی ہوئی برف کوگر مار ہا ہے اوریہ پیش اب ہمیں اپنے دل کے قریب محسوس ہورہی ہے۔ سال سے جمی ہوئی برف کوگر مار ہا ہے اوریہ پش اب ہمیں اپنے دل کے قریب محسوس ہورہی ہے۔

کہنے والے کہتے ہیں کہ مجاہدین کا پیشکر دنیا میں یکہ و تنہارہ گیا ہے، جی 8،امریکہ، برطانیہ، ہزار باران کو کوستے رہیں لیکن جب تک ہم ایک قوم بن کران کے پیچھے کھڑے ہیں اور آسانوں سے فرشتے قطاراندر قطاراندر قطارانر کران کی مددکوآرہے ہیں،اس وقت تک بیہ یکہ و تنہا کیسے ہوسکتے ہیں۔

یہ مجاہدین اپنے کسی ذاتی مفاد کی خاطران بلندیوں پرمور چہزن نہیں ہوئے۔انہیں سری نگر فتح کر کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ سے غرض نہیں، نہان کے باپ کوکسی نے مارا ہے کہ وہ انتقام پراتر آئیں کیکن پچھلے دس سال کے عرصے میں بھارت کی چھ لاکھ سے زائد غاصب فوج نے جس بہیانہ طریقے سے ستر ہزار کشمیری مسلمانوں کا خون کیا ہے، عفت مآب کشمیری خوا تین کی آبروریزی کی ہے، گھروں اور کھیتوں کو جلایا ہے اور آزادی کی تحریک کورا کھ کرنے کی کوشش کی ہے، اس کے بعدرتی بھراسلامی حمیت وغیرت کا مالک کوئی یا کستانی بھی ہمسائے کے طوریر چین سے نہیں بیڑھ سکتا۔

کارگل کے مٹی بھرمجاہدین جان تھیلی پرر کھ کرایک فیصلہ کن عزم کے ساتھ بھارتی فوج سے ٹکرا گئے ہیں۔ دشمن ہر روز دعوے کرتا ہے کہ وہ ان چوٹیوں کو خالی کرانے میں کا میاب ہو گیا ہے،لیکن ہر آنے والا دن بھارتی فوج کے شرمناک نقصانات کوالم نشرح کردیتا ہے۔

1971ء کی سترہ روز جنگ میں بھارتی فوج کے صرف 83 فوجی مرے تھے اور 185 زخمی ہوئے تھے۔
لیکن آج کارگل دراس سیکٹر میں ایک ماہ کی لڑائی نے بھارت کے اعداد وشار کے مطابق 207 لاشوں کا تحفہ دیا
ہے اور 389 فوجی زخموں سے چور پڑے ہیں۔لداخ کا شہر لیہہ '' تابوت ساز شہر' کے نام سے مشہور ہو گیا
ہے۔ بھارتی فوجیوں کیلئے تابوت تیار کرنے کیلئے اس شہر میں لکڑی ختم ہوگئ ہے اور اب بوفورس تو پول کے
گولوں کے ڈبوں کی '' پھٹوں'' سے تابوت تیار کرنے کی نوبت آگئ ہے۔

تشمیر کی کنٹرول لائن پر دراس ، کارگل اور حاجی پیر کے علاقوں کا تذکرہ گزشتہ جنگوں میں دورا فتادہ ،غیر اہم علاقوں کی حیثیت سے ہوتار ہاہے۔

65ء میں بیملاقے بھارت کے قبضے میں چلے گئے، معاہدہ تاشقند ہوا تو دونوں ملکوں کی افواج بین الاقوامی سرحداور سیز فائر لائن تک واپس جانے کی پابند قرار دی گئیں۔سو بیملاقے دوبارہ پاکستان کی تحویل میں آگئے۔

71ء میں شملہ معاہدہ کے نتیج میں سیز فائر لائن کا تقدس ختم کر دیا گیااور کشمیر میں جو جہاں بیٹھا تھا، اسے کنٹرول لائن کا نام دیدیا گیا، اس طرح کارگل کا علاقہ بھارت نے ہتھیا لیا، کیکن اس علاقے کی بلندی کسی بھی فوج کی دفاعی صلاحیت کومفلوج کر دیتی ہے۔

دراس شہردس ہزارفٹ کی بلندی پر ہے بیشنل ہائی و سے الفاون Alpha One پر بیشہرایک قصبہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اور سری نگر سے لداخ کے شہر لیہہ جانے والے چائے اور سگریٹ کیلئے یہاں دم بھرکو رکتے ہیں، اس شہراور گردونواح کی کل آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے جوسر دیوں میں منفی 60 سنٹی گریڈ

کے درجہ حرارت میں گھروں میں دبک جانے پر مجبور ہوجاتی ہے۔اس شہر کے پیچوں بیچ گزرنے والی نیشنل ہائی وےالفاون سیاچن میں بھارتی فوج کی سپلائی لائن کے کام آتی ہے۔

1984ء کےموسم بہار کےاوائل میں بھارت نے کنٹرول لائن کی پہلی بڑی خلاف ورزی کرتے ہوئے سیا چن گلیشیئر پر قبضہ جمالیا، اس وقت سے اب تک دنیا کے اس بلند ترین میدان جنگ میں بھارت نے یا کستان کوالجھارکھا ہے۔ بیعلاقہ ہیں ہزار ہے 26 ہزارفٹ بلند ہے۔اگر چہ بیہ جنگ بھارت کیلئے بھی مہنگی ثابت ہورہی ہے،کین پاکستان جیسا حچوٹا ملک اس جنگ کا معاشی دباؤ برداشت کرنے کے قابل نہیں، مجاہدین نے برسوں کی تیاری کے بعد کارگل میں سیاچن کی شہرگ پر ہاتھ رکھا ہے تو بھارت تلملا اٹھا ہے۔ کوئی انداز ہنہیں کہ مجاہدین، کارگل کی ان برف پوش چوٹیوں پر کب چڑھے۔ بھارت کا کہنا ہے کہ جنوری میں پیکام کیا گیا،بعض ذرائع کا کہناہے کہ ایریل کےاوائل میں مجاہدین نے پیکارروائی کی ، تاہم 12 ا پریل کو بھارتی وزیر دفاع فرعینڈیس نے سیاچن کا دورہ کیا،تو اس وقت تک بھارت کے پاس کوئی ایس اطلاع نتھی۔مئی کے پہلے ہفتے میں بھارتی فوج اورمجاہدین کی پہلی مُدھ بھیڑ ہوئی ،اس کے بعد سےمجاہدین نے دراس شہر کے مقابل بارہ ہزارفٹ بلندمور چوں سے بھارت کی فوجی نقل وحرکت کورو کئے کیلئے نیشنل ہائی وے الفاون کو گولہ باری کا نشانہ بنانا شروع کیا۔مئی کے آخر تک جھٹریوں میں تیزی آگئی۔ بھارت نے واویلا کیا کہ آٹھ نوسومجامدین ان کے علاقے میں تھس آئے ہیں جنہیں'' ایک دوروز'' کے اندر نکال باہر کیا جائیگا، پھرکہا گیا کہ چندہفتوں کی بات ہے۔اب ایک ماہ ہو چلاہے، بھارت کی پروپیگنڈہمشینری اینے عوام کو دہنی طور پر ایک طویل جنگ کیلئے تیار کر رہی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ بید دھمکیاں بھی آ رہی ہیں کہ لائن آ ف کنٹرول کوکہیں ہے بھی یار کیا جاسکتا ہے۔اب حالت بیہ ہے کہ سمبا،ا کھنور، یو نچھ، کپواڑہ کےروایتی سیکٹروں سے لے کر دراس کارگل، بٹا لک، چھور بھلا، ترتوک اور سیاچن تک جگہ جگہ محاذ کھل گئے ہیں، مئی کے وسط میں اس علاقے میں بھارت کی 20 ہزارفوج موجودتھی ،اباس میں 35 ہزار کا اضافہ کر دیا گیاہے۔گویا آٹھ نو سومجامدین سے نبرد آ زما ہونے کیلئے بچاس ہزار سے زائد بھارتی فوج بوفورس تو یوں ،مکٹی بیرل گنوں ، مارٹر تو پوں، فیلڈ گنوں، ہیلی کا پٹروں مگ اور میراج طیاروں سے لیس کھڑی ہے۔

پچھلے جارروز سے بھارت نے جنگ کی سٹر ٹیجی بدل دی ہے۔دن کی روشنی میں بلندیوں پرحملہ آور ہونے کے نتیجے میں بھارت کے فوجی ،بطخوں کی طرح نشانہ بن رہے تھے۔اس لیےاب رات کی تاریکی میں ہلہ بولا جاتا ہے۔ مجاہدین کے ٹھکانوں کی تصویریشی کیلئے دن کوفضائیہ کے طیارے استعال ہوتے ہیں سگ اور میراج طیاروں میں بیفی مہارت موجود ہے کہ وہ ریڈار کو جام کردیتے ہیں، لیزرگائیڈڈ ہموں کواندھا کردیتے ہیں، بھارتی طیاروں نے زہریلی گیس کے میزائل بھی استعال کیے ہیں اور نیپام بم چلانے کا شوق بھی پورا کرلیا ہے۔

بھارت کا دعویٰ ہے کہاں کے پاس کارگل سیٹر میں سات ماہ کے گولہ بارود کا ذخیرہ ہے۔مغربی بنگال کی اسلح ساز فیکٹری کی پیداوار میں 500 گنااضا فہ کر دیا گیا ہے۔

بھارت پرایک جنگی جنون طاری ہے۔ ہرروزنگ دھمکیاں سننے کومل رہی ہیں اور گوشت پوست کے چندسو نفوس قد سیہ کارگل کی بلند یوں پرمور چہزن ہیں۔ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں ،ان کےعزائم ان چوٹیوں سے بھی بلند تر اور مضبوط تر ہیں ، وہ آگ اور بارود کے طوفا نوں میں'' کیہ و تنہا'' ڈٹے ہوئے مد

لوگ کہتے ہیں کہ نہ صرف میرمجاہدین بھارت کے گھیرے میں ہیں بلکہ بھارت کی بہتر ڈپلومیسی کی وجہ سے
پاکستان، سفارتی تنہائی کا شکار ہے۔ خدا نہ کرے پاکستان تنہا ہو، کیکن اگرالی نوبت آبھی جائے تو میں اپنی
شکستہ پائی کے باوجود کارگل کے ان مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے ہونے کو تیار ہوں، میں پچھاور نہ کرسکوں تو
پیتو میرے بس میں ہے کہ میں ان مجاہدین کے گرجتے عزائم کا مشاہدہ کروں اور اگران میں سے کوئی شہید ہوتو
میں اس کے جسم سے بہنے والے خون کے پہلے قطرے کی حدت کو اپنی تحریر کے ذریعے اپنے قارئین تک

پہنچانے کی کوشش کروں۔

لوگو!ان غازیو،ان مجاہدوں،ان امر شہیدوں کو بھول نہ جانا، وہ اپنا آج آپ کے کل کیلئے قربان کررہے ہیں، وہ ہماری ماؤں، بہنوں کی عز توں کی رکھوالی کیلئے شہید ہورہے ہیں، دنیا میں آج تک ایسے بلند ترین مقام پرکوئی جنگ نہیں لڑی گئی، بیسویں صدی کے اختتا می لمحات میں غازیان اسلام قراقرم کی سر بفلک برف پوش چوٹیوں پرعز بیت واستقامت اور جرات و شجاعت کی نئی داستان رقم کررہے ہیں۔

سلام موان غاز يول براسلام موان امرشهيدول برا

ان کے زندہ اور تابدار جذبوں کو بوفورس کے گولے، مگ طیاروں کے دو ہزار پونڈ کے بم ،غوری اور پرتھوی میزائل یا ایٹم بم بھی نہیں کچل سکتے۔ ہندوا گر حبیب پاک ایکٹیٹے کی امت کوایک ہزارسال میں نہیں کچل سکا تو آنے والے ہزارسال میں بھی اسے خفت کا سامنا کرنا پڑے گا۔(3 اکتوبر 1999ء)

یمی چراغ جلیں گےتوروشنی ہوگی!

لا ہور میں پریس بریفنگ میں جب ایڈیٹروں نے بار باریہ سوال کیا کہ کارگل کامنصوبہ کب بنا،کس نے بنایا، فارن آفس کواس کی اطلاع کب دی گئی، وزیراعظم کوکس مرحلے برآگاہ کیا گیا۔حکومت نے قوم کوابتدائی مر چلے براعتاد میں کیوں نہیں لیا، ایوزیشن کواس طرح ساتھ کیوں نہیں کھڑا کیا گیا جس طرح ایوب خان نے 65ء کی جنگ کے دوران اور بھٹو نے شملہ جانے سے قبل اپنے ارد گرداس وقت کے جغادری ایوزیشن لیڈروں کو کھڑے دکھا یا تھا، وزیراعظم رات کی تنہائی میں واشنگٹن کیوں گئے، جنگ بندی ہی جا ہتے تھے تو چین کے کہنے پر کیوں نہ کر لی۔ کارگل کا آپریشن دنیا کا پہلاخفیہ جنگی آپریشن ہے نہ آخری، اگراس طرح کے آ پریشن کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے اسے الم نشرح کر دیا جائے تو پھرایسے پلان پر دشمن علمدرآ مدکیسے کرنے دےگا۔ جنرل رومیل اپنی حیالوں اور جنرل منتگمری اپنے جوابی منصوبوں کا اعلان سی این این یا بی بی سی پاکسی فائیوسٹار ہوٹل میں ایڈیٹروں کی پریس بریفنگ میں کردیتا تو پھرمعرکہ آرائی کی نوبت نہ آتی۔ جنگ سے پہلے اس کی مار کیٹنگ نہیں کی جاتی جنگ لو ہاری چوک میں گلدستے یا نئے نوٹوں کے ہار فروخت کرنے کا نام نہیں عراق کے صدر صدام حسین نے اپنی طاقت کا قبل از وقت ڈ نکا بجایا تھا اس کا حشر پوری د نیانے چند کمحوں میں دیکھ لیا۔ کویت سے اس کی فوجیس اس رفتار سے زیادہ تیزی سے واپس آگئیں جس رفتار سے وہ اس نہتے ملک پرچڑ ھەدوڑی تھیں۔

یوں لگتا ہے لا ہور کی پرلیس بریفنگ کو ناکام بنانے کا لیقینی منصوبہ بنایا گیا دو تین اصحاب مسلسل بولتے رہے اور باقی دو درجن افراد جن میں مالکان اخبارات بھی تھے، مدیران کرام بھی تھے،سینئر کالم نولیس بھی، وہ محض خاموش تماشائی بننے پرمجبور ہوئے۔ بریفنگ میں وہ بول رہے تھے جنہوں نے لکھنانہیں ہوتا۔مشاہد حسین نے ٹھیک ہی کہاتھا کہ اس طرح کی باتیں اداریوں میں کی جاتی ہیں اورلوگ جانتے ہیں کہ متعلقہ افراد

یہ باتیں وزیراعظم سے براہ راست بھی کرسکتے ہیں کیونکہ ان کے سواجناب وزیراعظم تک کسی کی رسائی ہے نہ وہ کسی کے دروازے پرحاضری دینا ضروری خیال کرتے ہیں، تنہا میری رائے نہیں اس ملک کے ایک بڑے طبقے کی رائے ہے کہ اگر جناب وزیراعظم اپنی مشاورت کے کنویں سے باہر بھی جھا نک سکیں اور اپنے دیگر چاہنے والوں یا نہ چاہنے والوں سے بھی میل جول رکھیں تو کم از کم اس طرح کی پریس بریفنگ میں ان کو یا ان کے بات وی ترجمانوں کو مرعام ٹارگٹ نہ بنایا جائے یا آف دی ریکارڈ گفتگوکوشہ سرخیوں میں نہ چھا یا جائے۔

لا ہور کی بریفنگ میں درجنوں دیگر مالکان اخبارات، مدیران کرام اور کالم نویبوں کی رائے اور خواہش ہے کہ ان کیلئے ایسی بریفنگ کا اہتمام دوبارہ کیا جائے جس میں تیر و تفنگ چلانے یا طعن تشنیخ کے بجائے باہمی تبادلہ خیال کیا جا سکے۔ وزارت خارجہ کے ترجمان جناب طارق الطاف بین الاقوامی نزاکتوں کو الحوظ رکھتے ہوئے اپنی بات کہنے کا ہنر جانے ہیں جناب بریگیڈیئر راشد قریشی نقتوں اور چارٹوں کی مدد سے کارگل ایکٹن کی لمحہ بہلی تفصیلات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں اور جناب مشاہد سین سیاسی سطح پر ہرسوال کا تسلی کارگل ایکٹن کی لمحہ بہلی تفصیلات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں اور جناب مشاہد سین سیاسی سطح پر ہرسوال کا بخش جواب دینے کون سے آشنا ہیں۔ اس لیے انہوں نے لا ہور کی بریفنگ میں دو تین اصحاب کے تا براتو ٹر جملوں پر کہا تھا کہ صبر سے کام لیجئے ، باری باری گفتگو کیجئے ، دوسروں کوبھی ہولئے کا موقع دیجئے ، ہرسوال کا جواب دے سکتا ہوں تو بیسوال کیا چیز ہیں۔ " جواب دے سکتا ہوں تو بیسوال کیا چیز ہیں۔ " تھا اور مشاہد سین نے اس کی فوری وضاحت کی اور غلط رکھتا ہے اور نہ کسی کی معذرت کود کھتا ہے ، یہ کیفیت کیکن جب نیچا دکھا ناہی مقصود ہوتو کوئی سیاق وسباق ملحوظ رکھتا ہے اور نہ کسی کی معذرت کود کھتا ہے ، یہ کیفیت اب بعض چھینے والے کالموں میں پوری برجنگی کے ساتھ عیاں ہے۔

کارگل آپریشن کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلانے والوں کی کوئی کمی نہیں۔ بدشمتی ہیہے کہاس ممل کا آغاز بھارتی وزیر دفاع جارج فرنینڈلیس نے بیہ کہہ کر کیا تھا کہ وزیراعظم نوازشریف اس'' گناہ''سے مبرا ہیں اس لیے کہ یاک آرمی نے انہیں اس آپریشن کی بھنگ نہیں پڑنے دی۔

ستم ظریفی بیہ ہے کہ بھارت میں فرعینڈیس کی اس در تنظنی کو تسلیم کرنے پرکوئی شخص تیار نہ ہوالیکن پاکستان میں اس نظریئے کو قبول کرنے اور اس کا مزید پر چار کرنے والوں کا جوش وخروش دیدنی ہے۔ ہندو جبیبا عیار دشمن جو پروپیگنڈہ کر ہاہے، اس کا مقصد ہی بیہ ہے کہ ہماری قومی صفوں میں دراڑ پیدا کی جائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ عیار دشمن کا مکارانہ منصوبہ سرے چڑھ رہا ہے اور ہم باہم سرپھٹول میں مصروف ہیں۔ بھارت چھ ہفتے تک کارگل کی سنگلاخ منجمد برفانی چوٹیوں سے سرپٹختا رہا۔ اس کا آپریشن'و جے'' بدترین شکست میں تبدیل ہوا۔ مگراب چندایک پاکستانی تجزیہ نگار، بھارت کی بزولانہ شکست کی مہا بھارت لکھ رہے ہیں اور پاکستانی فوج اور مجاہدین کی بے مثال جرات و شجاعت پر خط تنسیخ پھیررہے ہیں۔ جو کام دشمن نہیں کرسکا، وہ نادان دوست کرنے میں پوری طرح سرگرم ہیں۔

بھارت اپنے عوام کو دھوکہ میں رکھنے کیلئے پاکستان کو جونگ دھمکی دیتا ہے، ہمار ہے بعض کالم نگار، تجزیہ نگار اور سیاستدان ان دھمکیوں میں اپنی طرف سے مرچ مصالحہ شامل کر کے حکومت پاکستان کو ڈرانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اس طرح بھارت کو' رضا کار' ترجمانوں کی ایک فوج ظفر موج میسرآ گئی ہے۔ اس قدر چھوٹی چھوٹی آ کاش وانیاں اور ذیلی زی ٹی وی سرگرم عمل ہیں کہ کان پڑی آ واز سنائی نہیں دیتی، بھارت کو طاقتوراور پاکستان کو کمزوراور پھسڈی ثابت کرنے کی میراتھون دوڑ شروع ہے۔حضور! پچھتو خیال سیجئے کہ جو وطن آپ کی مال ہے، آپ کو تحفظ دے رہا ہے اس کو تو نہ رگید ہے۔

پاکتان آرمی کے تقدس کو بھارت صرف بین الاقوامی میڈیا میں پامال کرسکا ہے۔ اگر ہم نے اس کا جواب نہیں دیا تواس میں پاکتان کا قصور نہیں، یہ مجموعی طور پر ہمارے معاشرے کا قصور ہے ان اشتہاروں کا جواب دینے کی ضرورت ہے۔ لندن میں بیرسٹر ظہور بٹ اس حد تک کامیاب ہو گئے ہیں کہ برطانیہ کی اشتہارات کی اتھارٹی نے بھارتی اشتہارات کی اشاعت کے خلاف کارروائی کرنے کا وعدہ کیا ہے اس

قربانیاں دی ہیں، اس کی شجاعت کی شہادت ان سطور کو تحریر کرتے وقت یعنی جعہ ہفتہ کی در میانی شب بی بی سی کے ایک انٹرویو ہیں جزل ما تک شاہ سابق انڈین آرمی چیف بھی دے رہے ہیں کہ شرقی پاکستان میں پاک افواج بہادری سے لڑیں۔ انہوں نے کمال پور کے معرکے کی مثال بھی دی جس پر قیوم نظر نے تاریخی رز میہ لکھا تھا ''کمال پور میں جولڑ نے' آج کارگل کی بلندیوں پر پونے آٹھ سومیل کمبی کنٹرول لائن کے چے چے کا کھا تھا ''کمال پور میں جولڑ نے' آج کارگل کی بلندیوں پر پونے آٹھ سومیل کمبی کنٹرول لائن کے چے چے کا لیک فوج نے دفاع کیا ہے، ایک انٹی زمین بھارت کے قبضہ میں نہیں گئی، بھارت ضرور کہ در ہاہے کہ کنٹرول لائن کے پاراس کا علاقہ پاک افواج اور مجاہدین کے قبضہ میں ہے۔ پاکستانی افواج نے جہادا سلامی کی چودہ سوسالہ روثن روایات کوزندہ و تا بندہ کر دیا ہے۔ ہمیں اپنے غازیوں پر فخر ہونا چا ہیے اور شہادت کے گل وگلزار کی مہک کوعام کرنا چاہیے۔

میں اپنے قلم کار بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے گھروں سے نکلیں، شہداء کے ورثاء کے گھروں میں پہنچیں، ان کے دوستوں سے ملیں، ان کی یونٹ کے جوانوں اورافسروں سے ملاقاتیں کریں اور قوم کے سامنے ان کے بیش کارناموں کو پیش کریں۔ یہی چراغ جلیں گے تو وہ اندھیرے چھٹ سکیں گے جن میں ہم گھرتے جلے جارہے ہیں۔ (کیماگست 1999ء)

وہ جنہوں نے اپنا آج ہمار کے کل کیلئے قربان کر دیا

پی ٹی وی پرمجاہدین اور پاک فوج کے جانباز وں اور شہداء کے جسد خاکی محاذ جنگ سے ان کی آخری آرام گاہ تک پہنچانے کے مناظر کئی بارد کھائے گئے ہیں۔ایک مرتبہ بھی ایسانہیں ہوا کہ ان شہداء کے ورثاء نے کوئی بین کیا ہو، ماتم کیا ہو، آہ و فغال کی ہو، تمام جنازے ایک وقار اور تقدس کے ماحول میں ادا کیے گئے ہیں اور ورثاء نے ٹی وی کیمروں کے سامنے بڑی حوصلہ مندی اور کمال صبر واستقامت سے اپنے تاثر ات بیان کیے ہیں۔

ایک جنازے کے واقعات کا مجھے ذاتی طور پرعلم ہے، ایک فوجی افسر کی ہیوہ نے مطالبہ کیا کہ تا ہوت کھول کر لاش کا معائنہ کرنے کی اجازت دی جائے تا کہ وہ دیکھ سکے کہ اس کے خاوند نے زخم کہاں کھائے ہیں۔ انظامیہ نے پہلے تو انکار کیا ہی کچاہٹ کا مظاہرہ کیا الیکن ہیوہ نے اصرار کیا کہ وہ لاش کی وارث ہے اور اس کی تدفیدن کی اس وقت تک اجازت نہیں دے گی جب تک وہ یہ اظمینان نہیں کر لیتی کہ اس کے سہاگ نے موت کو گلے لگایا ہے یا موت نے اس کا پیچھا کیا ہے۔ ہیوہ کی بات بالآخر ما ننا پڑی اور تا ہوت کھول دیا گیا۔ ہیوہ نے ایک آ تکھ شہید خاوند کی لاش کو دیکھا، سینہ در جنوں گولیوں سے چھانی تھا۔ اس نے آسان کی طرف نگاہ بلند کی ، اپنے ہاتھ رب کا کتات کے سامنے پھیلائے: '' خدایا! میں اس خاوند پر فخر کرتی ہوں ، اس نے سید کی ، اپنے ہاتھ رب کا کتات کے سامنے پھیلائے: '' خدایا! میں اس خاوند پر فخر کرتی ہوں ، اس نے سید الشہداء کی روایات کوزندہ کیا ہے'' ۔ ہیوہ کا چہرہ جو پہلے تنا ہوا تھا، یکا کیک اس پرطمانیت پھیل گئی۔ ایک سرخوشی کی کیفیت تھی جے ہرکوئی محسوس کے بغیر ندرہ سکا۔

اوراب شیرخاں کی لاش آئی ہے تو میں نے پوری قوم کا سینہ فخر سے تنا ہوا دیکھا ہے۔ شیرخاں دشمن کیلئے موت تھا۔اس نے میدان جنگ میں شجاعت کا وہ مظاہرہ کیا کہ جب وہ شہادت سے سرفراز ہوا تو دشمن اس کی ہیبت سے اس کے نز دیک آنے کی جرات نہ کرسکا۔ میاں نواز شریف چندروز پہلے سکردو گئے۔ ٹی وی پران کا خطاب دکھایا گیا۔ان کے سامعین شہداء کے ورثاء تھے۔ ناردرن لائٹ انفنٹری جو بلند پہاڑی جنگ میں اپنا ثانی نہیں رکھتی، ان کے عزیز وا قارب ورثاء تھے۔ وزیراعظم کی تقریر سفنے کیلئے جمع تھے۔ وزیراعظم نے شہداء کو خراج عقیدت پیش کیا اور ورثاء کیلئے حکومتی استطاعت کے مطابق اعانت کا اعلان بھی کیا۔ ٹی وی اور دیگر ذرائع وابلاغ کی کسی رپورٹ میں کوئی ایسا واقعہ سامنے ہیں آیا کہ شہداء کے وارثوں کی زبان پرکوئی حرف شکایت نمودار ہویاان کی آئکھوں میں کوئی گلہ تیر رہا ہو۔

وہ جنہوں نے اپنا آج ہمارے کل کے لئے قربان کردیا،ان کیلئے جنت کی بشارت ہے۔ان کے درجات کی بلندی کا ہم خاکی لوگ اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ان کے تذکرے ایمان افروز ہیں۔اگرنو جوان صحافی اور ریڈ یوٹی وی کی ٹیمیں ان کے زندہ و پائندہ تذکر نے الم بند کر سکیں، توبیا یک توضیح خراج عقیدت ہوگا، دوسرے آنے والی نسلوں کے سامنے ان کا روشن کردار شعل راہ بنے گا۔

ہمارا فرض صرف یہاں ختم نہیں ہوجاتا ہمیں ان خاندانوں کے سرپر ہاتھ رکھنا ہے جواب زندگی کے مصائب کوجھیلنے کیلئے سہاروں سے محروم ہو گئے ہیں۔ بیواؤں اور نتیموں کے مسائل بے انتہا ہیں۔ ہم میں سے ہرصاحب استطاعت مٹھی بھرآٹا ہھی ایثار کر سکے ،تو ان مصائب ومشکلات میں یقیناً کمی واقع ہوگ۔ ہماری شاہرا ہوں پر زندگی کی چہل پہل ہے ،تو بیاس خون کے صدقے ہے جو وطن اور قوم کی حفاظت میں بیا ہے۔

میاں نواز شریف ایک بار پھرسکردو کے سفر پر ہیں اور ان سطور کی اشاعت کے ساتھ ان کے تازہ اقدامات بھی قارئین کے ساتھ ان کے تازہ اقدامات بھی قارئین کے سامنے آجائیں گے لیکن میاں نواز شریف کا فرض ہے کہ وہ پوری قوم کو متحرک اور سرگرم عمل کریں۔ شہید کا خاندان کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا گوارانہیں کرے گا اور ان کو لا وارث جھوڑنا شہداء کے خون سے غداری اور شکین بے وفائی کے مترادف ہوگا۔ (26 جولائی 1999)

انكل! ميں برا ہوكرا بوكی طرح شہيد بنوں گا

تومیں وہ مرتی ہیں جومرنے سے ڈرتی ہوں۔

جس قوم کا بچہ،ایک شہید کا کم سن بیٹا ہے کہ وہ بڑا ہوکرابو کی طرح شہید بنے گا،تو اس قوم کوموت کیا آئے گی.......

میرے بیٹے! پوری قوم کے بیٹے! تمہارا یہ فقرہ کراچی سے کارگل تک گونج رہاہے،میدانوں، وادیوں اور چوٹیوں پر گونج رہاہے۔

میں بڑا ہوکرا بوکی طرح شہید بنوں گا۔

کون کہتا ہے کہ پاکستان کڑنے سے ڈرتا ہے۔کون کہتا ہے کہ پاکستانی مرنے سے ڈرتے ہیں۔ پی ٹی وی کے کارگل شو میں شہیدوں کے زندہ تذکرے مہکے اور جانبازوں کی جراتوں کی روشنیاں کراں تا بکراں پھیلیں۔

میں بزدلوں کے شکر سے کہتا ہوں کہ وہ افواج پاکتان کی غلط تصویر پیش نہ کریں۔ پاکتان کی سلح افواج اور مجاہدین نے دشمن کے ہمیشہ دانت کھٹے کیے۔ 48ء میں سری گلر کے ہوائی اڈے پر جراتوں اور ہمتوں کا بہی لشکر پہنچا تھا۔ 65ء میں اکھنور کی فصیلیں انہی کے نعرہ تکبیر سے لرزی تھیں۔ سچیت گڑھ کی کو کھ سے دشمن کا بہتر بند ڈویژن سیاہ آندھی کی طرح بھنکارتا ہوا ظفر وال اور چونڈہ تک پہنچا، تو دنیا کی تاریخ میں پہلی بار گوشت پوست کے انسان بم بن کرٹینکوں کے سامنے لیٹ گئے تھے، بھٹ گئے تھے۔

وہ جو کہتے ہیں پاکستان کڑنہیں سکتا۔ وہ جنہیں پاکستان کی معیشت اور اس کے زرمبادلہ کے ذخائر کی فکر لاحق ہے، انہیں کیا معلوم زندگی کس کو کہتے ہیں، چلتی پھرتی لاشوں کی رگوں میں جمے ہوئے لہو میں جوزندگی ڈھونڈتے ہیں، انہیں کیا خبر زندگی تو شہید کے جسم سے بہنے والے لہو کے پہلے قطرے کی حدت اور تب و تا ب

کانام ہے۔

کارگل میں دنیا کے بلندترین محاذ پروہ جنگ لڑی گئی جس کی تاریخ انسانی میں اس سے پہلے کوئی نظیر موجود نہیں اور آنے والے وقتوں اور ان بلندیوں کی طرح بلند ہمتی کی کوئی نئی مثال کم ہی سامنے آسکے گی۔ دنیا کی عظیم جنگوں کے عظیم تذکرے انبار درانبار موجود ہیں۔

کارگل کی چوٹیاں پہلے ہی بلند تھیں۔ان تذکروں سے اب وہ سربلند ہوگئی ہیں۔

پاکستان کی سلح افواج کے شہداءاور جانبازوں نے ثابت کر دیا ہے کہ دشمن خواہ کتنی بڑی طاقت کا مالک کیوں نہ ہو، وہ ہماری جرات وشجاعت اور دلیری کی بلندیوں تک نہیں پہنچے سکتا۔

دنیا کی چھٹی ایٹمی قوت آنے والے ہزارسال میں اپنے زخم چاٹتی رہے گی۔

ہمارے مٹھی بھرمجامدین نے ہندولا لے کووہ سبق سکھایا ہے کہ اب اسے پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی جرات نہیں ہوسکے گی۔

پورس کے ہاتھی کوئی محاورہ نہیں، تاریخ میں اس محاور ہے کی صداقت کا بار بارا ظہار ہوتار ہا ہے۔
اس وفت بھی پورس کے ہاتھی اس کوشش میں ہیں کہ اپنی ہی فوج کولٹا ڈکر، رگید کرر کھ دیں۔
ان کا کہنا ہے کہ پاکستان میں لڑنے کی سکت نہیں ہے۔ ہماری مسلح افواج لڑنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔
یہداستان گویسپائی اور رسوائی کی منطق بھار رہے ہیں اور ہندوستان کوفاتح ظاہر کر رہے ہیں۔
میں ان میں سے ایک ایک کو دعوت مبارزت دیتا ہوں کہ اگر انہیں ابھی سبق نہیں ملاتو آئیں، وہ کارگل
کی بلندیوں کا رخ کریں۔ بھارت سے کہیں کہ چھ ڈویژن اور لے آئے، اپنی ساری افواج کو یہاں جمع کر
لے اور کارگل سے مجاہدوں کو ہر ورطافت اتار کر دکھائے۔

دشمن لگاتار چھ ہفتے کارگل کے پہاڑوں سے سرپٹختار ہااوراس کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔اسے اپنی ہی لاشوں کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔اب ہمار ہے بعض کالم نگاراور تقریر نویس دشمن کی فوج کا نیامہا بھارت تخلیق کرنے کی کوشش میں ہیں۔وہ قومی صفوں میں تفریق ڈالنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زورلگارہے ہیں۔وہ اس قوم کو ہز دلی کا درس دینے چلے ہیں جس کا ایک کمسن بیٹا کہتا ہے۔

''انکل! میں بڑا ہوکراینے ابو کی طرح شہید بنوں گا''

بز د لی کی د کا نیں سجانے والوں کی اس قوم میں کوئی گنجائش نہیں۔

پاکستانی فوج ایک قابل فخر اور شاندار فنخ ہے ہمکنار ہوئی ہے اور ہندوستانی فوج کی ذلت آمیز اور رسوا

کن شکست سے دو جار ہونا پڑا ہے۔ کیپٹن کرنل شیر خال نے مکاراور عیار دشمن کے سامنے خون کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ کارگل کی چوٹیول سے بھی اوپر خون کی ایک دیوار۔ اس دیوار کو پار کرنے کی کسی میں ہمت ہے تو سامنے آئے۔ (23 جولائی 1999ء)

صدی کارزم نامه

میں جوشاہنا مےلکھ رہا ہوں وہ سب جوشاہنا مےلکھنے میں مگن ہیں۔ہم کیوں بھول گئے ہیں ان کوجنہوں نے اپنا آج ہمارے کل کے لئے قربان کر دیا ہے، جو پہاڑوں پر بیٹھے تھے۔ دراس، کارگل، بٹا لک اور چھوار بٹ کی بلندیوں پر براجمان تھے،ان کے اردگر دبرف تھی۔ منجمد سکوت تھا، منہ زور ہوا کیں تھیں۔ یکا یک بیہ سکوت بھا، برف ڈھلنے گئی اور یہاڑریزہ ریزہ ہونے گئے۔

وہ جب بلندیوں پر چڑھے تھے،تو ان کا ایک ہی مشن تھا کہ دشمن پر ہیبت طاری کی جائے۔ دشمن کے نا قابل تسخیر ہونے کے دعوے کوحرف غلط کی طرح مٹادیا جائے۔

پہاڑوں پر چڑھنے والے چندسو تھے اور دشمن تمیں ہزار سے زائد، ایک اور تمیں کے فرق سے کوئی''وار پلان''بنایا ہی نہیں جاسکتا، لیکن یہ چندسو تنہا نہیں تھے۔ ضرب حیدری ان کے بازوؤں میں مچل رہی تھی، تائید غیبی ان کی پشت پر تھی۔ ستر ہزار کشمیری شہداء کا لہوان کے جذبوں کو گرما رہا تھا اور را توں کے پچھلے پہر آسانوں سے فرشتے قطارا ندر قطار انرکران کوخدا کی رحمت کی لیسٹ میں لے رہے تھے۔ اسانوں نے جرات و شجاعت اور ایثار وقربانی کی لازوال داستانیں رقم کیں۔

نقثوں کی لکیریں آگے پیچھے سرک جاتی ہیں۔

کیکن آفرین ہےان کے جذبوں کی ،ہمت وعز نمیت کی کہان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ وہ ڈٹے رہے کہ بیان کا غزوہ بدرتھا، دشمن کا غرور دیکھانہیں جاتا تھااورمجاہدین کی بےسروسامانی پر دنیا خندہ زن تھی۔

> وہ ڈٹے رہے کہان کیلئے احد کی گھاٹی کوچھوڑنے کی دوسری غلطی کی گنجائش نہیں تھی۔ وہ ڈٹے رہے کہ فتح مکہ کی بشارت ان کی پیشانیوں کو چوم رہی تھی۔

مجاہدین دوماہ تک بھارت کےغرور سے مکراتے رہے۔

ابتدائی چند دنوں کی جھڑپیں بالآخر ایک مکمل جنگ کی شکل اختیار کر گئیں۔ بھاری توپ خانہ، فضائی بمباری اور تربیت یافتہ کمانڈ وفورس نے کارگل، دراس، بٹا لک اور چھوار بٹ کی چوٹیوں پرمور چہزن مجاہدین پر پے در پے حملے کیے۔ بھارت تازہ دم دستے لا رہاتھا۔اس کا خیال تھا مجاہدین تحصکے ہارے، نیند کے مارے بس چیثم زون میں زیر ہوجائیں گے۔

بھارت نے پہلے اعلان کیا کہ چندروز میں ان کو مار بھگا ئیں گے۔'' چندروز'' میں مجاہدین ٹس سے مس نہ ہوئے ، بلکہ بھارتی حملہ آورفوج کے کشتوں کے پشتے لگ گئے تو بھارت نے دل کوئئ تسلی دی:'' چند ہفتوں کی بات ہے مجاہدین کولائن آف کنٹرول سے باہردھکیل دیا جائے گا۔''

چند ہفتے بھی گزر گئے۔مجاہدین کی پوزیشنوں میں سرموفرق واقع نہ ہوا،لیکن بھارتی لاشوں کیلئے تا بوت عنقا ہو گئے۔

بھارت نے تیسرا دعوی کیا اور اس میں مجاہدین کی اولوالعزمی اور ثابت قدمی کا اعتراف بھی شامل تھا کہ ایک طویل جنگ میں ہی ان کو پیچھے ہٹایا جاسکتا ہے۔

بھارتی قیادت ہر نئے سورج کے ساتھ نیا جھوٹ تراش رہی تھی، وہ اپنے عوام کو ڈبنی طور پر ایک لمبے عرصے کی جدوجہد کیلئے تیار کررہی تھی۔

ادهرمجامدین کسی بھی فتح وشکست کے نظریئے سے بے نیاز تھے۔

وہ تو''غازی یاشہید'' کی سرخوشی سے سرشار تھے۔

وہ تو وقت کی سوچ پراپنے لہو سے ایک نیارزم نامہ تحریر کررہے تھے۔

بیسویںصدی ڈویتے کمحوں کے افق پراس رزم نامے کی شفق رنگ کرنوں کی وہ روشنی بکھیر رہی ہے جو اگلے ہزارسال کےسورج کوئی آب و تاب بخشیں گی۔

اور کوئی تقریر نویس نہیں بلکہ کوئی فردوس ایک ایسا نیارزم نامہ لکھے گا جوآنے والی نسلوں کیلئے عزیمیت و جوال مردی کی راہیں روشن کرے گا۔

پاکتان کی بہادراورغیورافواج نے ہمیشہ تشمیری مجاہدین کی اخلاقی مدد کی ہے۔ پاکتان کی کوئی حکومت مصلحت کاشکار ہوبھی جائے اورکسی راجیو گاندھی کی اسلام آباد آمد پرکشمیر ہاؤس کے بورڈ اتار بھی دے، تواپیا ممکن ہے۔ مگر ہماراجی ایچ کیوکشمیرکاز کی خاطر ہمیشہ میسور ہاہے، جنرل اکبر ہوں یا جنرل اختریا جنرل مشرف سب کے سب کشمیری مجاہدین کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آئے ہیں۔

ہماری مسلح افواج نے کنٹرول لائن اور بین الاقوامی سرحد پرجس چوکسی کے ساتھ پہرہ دیا ہے اس سے دشمن کو جنگ کا دائرہ پھیلانے کی ہمت نہیں ہوسکی۔ آج جوبھی شخص کہتا ہے کہ شمیر کی خاطر پاکستان کونہیں گنوا سکتے ،اسے پاک فوج کی صلاحیتوں پرشبہ ہے۔

برادرم عباس اطہر نے بجالکھا ہے کہ ایسے لوگ پورس کے ہاتھی ہیں جواپنی سپاہ کوروندر ہے ہیں۔ کچھ تبھرہ نگار نئے نئے سیم وزر کی تجوریوں پر بیٹھے ہیں، وہ اس شک میں مبتلا ہیں کہ کہیں بہتجوریاں چھن نہ جائیں ۔کوئی تبھرہ کسی پراپرٹی بورڈ کی میز کی دراز سے برآ مدہوتا ہے اور وہ بھارتی پروپیگنڈہ مشینری سے بھی زیادہ ڈرانے کی کوشش میں ہے۔

قومی صفوں میں بے ہمتوں اور برز دلوں کی کمی نہیں ہوا کرتی ،کیکن قوم ان کی بولیوں پر کان دھرنے پر آمادہ نہیں ،اس لیے کہزی نیوز گزشتہ دوروز سے ہر پندرہ منٹ کے وقفے کے ساتھ دس نئی لاشوں کا نوحہ پڑھ رہا ہے۔

بھارت کے طول وعرض میں وہ لاشیں اگلے دوہفتوں تک پہنچتی رہیں گی جو پچھلے دو ماہ سے کارگل کے پھروں میں گرائی ہوسکی اس سے یا کستان کو کیا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

آ ہے! ہم اس گناہ میں شریک نہ ہوں جس کا ارتکاب امریکی اورمغربی اخبارات کے صفحات میں کیا جا رہاہے۔

کون سی گالی ہے جو ہندولا نی ہماری قومی افواج کونہیں دے رہی۔اس سے پہلے کہ میں ان غلیظ اور مکروہ اشتہارات کے متن کو یہاں نقل کروں خدا کرے کہ میر نے لم میں لکھنے کی قوت نہ رہے۔قلم کی قتم خدا نے کھائی ہے اور جو پچھلم سے لکھا جاتا ہے اس کی قتم بھی خدانے کھائی ہے ،قلم اور اس سے نکلنے والی تحریر کواس قتم کی لاج رکھنی جا ہیے۔

مجھےلندن سے بیرسٹرظہور بٹ نےفون پر بتایا ہے کہانہوں نے برطانیہ میں اشتہارات کے بورڈ سے ان اشتہارات کی اشاعت پراحتجاج کیا ہے۔ بیرسٹرظہور بٹ کویقین ہے کہ برطانوی قوانین اور روایات کے تحت ان دلآزار اشتہارات کی اجازت نہیں، چنانچہ اگلے مرحلے میں بیرسٹرظہور بٹ ان اشتہارات کے خلاف عدالت سے رجوع کرنے کاارادہ رکھتے ہیں۔اگرامریکہ میں بھی ہمارے پاکستانی بھائی اسی طرح کی کارروائی کریں تو کوئی وجنہیں کہاس محاذیر بھی دشمن کوجت نہ کیا جاسکے۔

آئے! خاکی وردی پرجمی ہوئی دھول کواپنی آنکھوں کیلئے سرمہ بنائیں۔اورشہید کی لاش سے بہنے والے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب چکانے کا عہد کریں۔

بھارتی لالہ بزدل ہے۔وہ جو کارگل میں جنگ ہار گیا تھا وہ کسی تقریر نویس کے مسودے میں جنگ جیتنا چاہتا ہے۔وہ جو ہمارے ٹی وی کے سامنے بے بس ہو گیا تھا اور اس کی نشریات سننے کو جرم گردانتا تھا،اب عالمی میڈیا میں ایک مکروہ مہم سے جنگ جیتنے کا خواہاں ہے۔

اگر بھارتی لالے کو دنیا کی بلندیوں پر ہزیمت اٹھانی پڑی ہے تو میڈیا جنگ اور سفارتی جنگ میں بھی اسے منہ کی کھانے پڑے گی۔ پی ٹی وی نے بھارت کی بولتی بند کیے رکھی ہے اور اب جبکہ بھارتی ٹی وی کو لاشے دکھانے اور نوحہ گردی سے فرصت نہیں تو ہمارا ٹی وی ایک بار پھر میدان میں ہے اور اپنے مدل تجزیوں کے ساتھ بھارتی پر و پیگنڈے کے ہر حملے کو پسیا کرنے میں مصروف ہے۔

میری رائے ہے کہ اگر پی ٹی وی پر کارگل کی سیٹلائٹ سے ھینچی ہوئی کوئی تصویر دکھائی جاسکے تو ہمارے تقریر نویسوں کواپنے جغرافیے کی ابجدٹھیک کرنے میں مدد ملے گی۔کارگل سے کوئی راستہ سری نگر کوئہیں جاتا، جیسا فقرہ وزیراعظم کی تقریر میں ڈالنے والے کو پہتہ چل جانا چاہیے کہ سری نگر سے سیاچین کو جانے والا راستہ ضرور کارگل سے گزرتا ہے اور مجاہدین نے اس راستے کی گردن د بوچ رکھی تھی۔

وزیراعظم کے تقریر نولیس کا سانس بھارتی فوج کے ساتھ گھٹنے لگا ہے تو پھر رحم کھاتے ہوئے مجاہدین نے اس گردن سے ہاتھ اٹھالیے ہیں۔صدی کا نیار زم نامہ شجاعت کی داستانوں سے لبریز ہے۔

پاک افواج اورمجاہدین لائق صدتہریک ہیں کہ ان کا دامن قابل فخر ہے اور مایہ نازسپوتوں کی شجاعت کیلئے قصوں سے لبریز ہے۔ (17 جولائی 1999ء)

كارگل اورنواز شريف كى امريكه ياترا

وزیراعظم نوازشریف امریکہ کے اس دورے پرروانہ ہو گئے ہیں جس کی خبرسب سے پہلے پاکستان آرمی چیف جنرل مشرف نے دی تھی۔اگر چہ امریکی ذرائع اب تک اس مجوزہ ملاقات کی تر دید ہی کرتے رہے ہیں بلکہ پاکستان میں متعین امریکی سفیرسے ملکی اخبارات کے ایڈیٹر بھی بیدازنہیں اگلواسکے۔

میں گزشتہ ڈیڑھ ماہ سے بستر پر ہوں ،اس لیے مرکزی دھارے سے دور ہوں ، فوری طور پر کوئی مصدقہ معلومات قارئین تک پہنچانے سے قاصر ہوں ،لین جب میری نظر رائٹری خبر پر پڑی ہے تو اس سے پچھ باتیں ضرور سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ رائٹر کا دعوی ہے کہ وزیراعظم نواز شریف نے امریکی صدر بل کلنٹن کوفون باتیں ضرور سمجھ میں آ جاتی کوفون پر کہا کہ مکن کرکے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس پر کلنٹن نے بھارتی گران وزیراعظم واجپائی کوفون پر کہا کہ مکن ہے نواز شریف کو واشنگٹن آ مد کا اشارے ہوں۔ اس کے بعد نواز شریف کو واشنگٹن آ مد کا اشارے دیا گیا۔

امریکہ میں 4 جولائی اتوار کی چھٹی ہے۔ بیدن امریکہ کا یوم آزادی بھی ہے اور امریکہ ہی نہیں پوری دنیا میں امریکی سفار بخانوں میں بھی یوم آزادی کی تقریبات منعقد ہورہی ہیں۔اتوار کو یوم آزدی ہونے کی وجہ سے امریکیوں کو سوموار کے دن متبادل چھٹی دگ گئی ہے۔اس اعتبار سے امریکی صدر کا کسی بھی ہیرونی مہمان کو اتوار کی سہ پہر ملاقات دینے کا مطلب یہ ہے کہ معاملہ انتہائی اہم اور ملاقات غیر معمولی ہے۔ یہ معاملہ پاکستان کیلئے اہم ہویا نہ ہو،امریکی صدر کانٹن کیلئے واقعی بے حدا ہم ہے۔ جواقتد ارسے رخصت ہونے سے قبل یہ کریڈٹ لینا چا ہتا ہے کہ اگر سابق امریکی صدر جارج بش نے عالم عرب میں امریکی افواج کواتر نے قبل یہ کریڈٹ لینا چا ہتا ہے کہ اگر سابق امریکی صدر جارج بش نے عالم عرب میں امریکی افواج کواتر نے اور عراق کے گردونواح میں امریکی اثر ونفوذ کا اضافہ کر کے اپنے سریرایک قلنی سجائی تھی تو بل کانٹن بھی جنوبی اور عمل اس کا کارنامہ ہمرانجام دینے چلا ہے۔

پاکستان میں وہ لوگ بہت ہیں اور ان کومعلومات کے ذرائع تک رسائی کا دعوی بھی ہے جو یہ کہتے نہیں تفکتے کہ پاکستان ہمیشہ میدان جنگ میں جیتی ہوئی بازی فدا کرات کی میز پر ہار گیاا وراب انہیں اسی ری پہلے کا خدشہ نظر آر ہا ہے۔ایک اخبار نے جس کے مالک ایڈیٹر،میاں نواز شریف اور ان کے خاندان کے انہائی قریب ہیں،اپنے ہفتہ کے روز کے اداریئے کا اختیام اس خدشے پر کیا ہے کہ

وہ نادال گر گیا سجدے میں جب وقت قیام آیا

اس مصرعے میں واضح تحریف اس امر کوڈھکا چھپانہیں رہنے دیتی کہ اخبار کا اشارہ کس کی طرف ہے۔
چند روز قبل بھارت کے ذرائع نے اچا تک بی خبر افشا کی کہ پاکستان کا ایک خفیہ نمائندہ بھارت کے دورے پر ہے اور پاکستانی وزیراعظم کی طرف سے بھارتی وزیراعظم کے لئے حالیہ تناز عہ کے حل کا فارمولا کے کر آیا ہے۔ بیذات شریف ایک ریٹائرڈسیکرٹری خارجہ نیاز اے نائیک ہیں۔ ابھی پاکستان اور بھارت کی حکومتیں اس امر کی تر دید ہی کر رہی تھیں کہ ایسی کوئی خفیہ سفار تکاری بروئے کا زنہیں لائی گئی کہ جناب نائیک غیر اس امر کی تر دید ہی کر رہی تھیں کہ ایسی کوئی خفیہ سفار تکاری بروئے کا زنہیں لائی گئی کہ جناب نائیک نے خود ہی بی بی پر بیراز فاش کر دیا۔ چند دنوں میں دونوں ملکوں کے فوجی کمانڈر کشمیر سے فوجوں کی واپسی کا نائم ٹیبل اور فریم ورک طے کرتے نظر آئیں گے۔

میں خوش فہم ہوں، لیکن مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ کارگل، دراس، بٹالک اور ترتوک میں نبرد آزما مجاہدین کی قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں۔ان قربانیوں کا ابتدائی مقصد یہ تھا کہ مسئلہ شمیر کو عالمی سطح پراجا گر کیا جائے اور جن طاقتوں نے مسئلہ شمیر کے حل میں مجر مانہ تغافل کا روبیا ختیار کیے رکھا ہے انہیں اب مجبور کر دیا جائے کہ اگر انہوں نے یہی روش جاری رکھی تو پھر جنوبی ایشیاء کا خرمن امن دوایٹمی طاقتوں کے ہاتھوں جائے کہ اگر انہوں نے یہی روش جاری رکھی تو پھر جنوبی ایشیاء کا خرمن امن دوایٹمی طاقتوں کے ہاتھوں خاکستر ہوکر رہ جائے گا اور بالحضوص امر یکی نیوورلڈ آرڈر کی بیخواہش بھی اس چنامیں جسم ہوکر رہ جائے گی کہ دنیا کو تنازعات اورلڑ ائی جھگڑوں سے پاک کیا جائے۔تا کہ امریکہ کو تجارت کیلئے وسیع ، پرامن منڈیاں میسر آ

مجاہدین اپنے پہلے اور بنیادی مقصد میں کا میاب و کا مران کھہرے ہیں اور اب بیہ پاکستانی قیادت پر منحصر ہے کہ ان قربانیوں کے دوسرے مقصد یعنی تنازع کشمیر کے منصفانہ، آبر ومندانہ اور دیریاحل میں کس حد تک کا میاب ہوتے ہیں۔

ہارے تجزیہ نگارالزام لگاتے ہیں کہ ہم نے 65ء میں جیتی ہوئی بازی تاشقند کی میز پر ہار دی تھی۔مسٹر

بھٹوبھی برسہابرس تک تاشقند کے تھیلے سے بلی نکالنے کی ڈگڈگی بجاتے رہے۔بھٹوصاحب نے یہ بلی بھی باہزہیں نکالی۔

میں افواج پاکستان کے افسروں اور جوانوں کی شجاعت افروز داستان کی بے تو قیری نہیں کرسکتا جنہوں نے شہادت یا ئی اوروطن عزیز کو بھارتی ٹینکوں تلےروندنے سے بچایا۔

یمی تجزیه نگارشمله معامدے کو پاکستانی مفادات کے منافی قرار دیتے ہیں جبکہ بھٹوصاحب کا کہناتھا کہ شملہ معاہدہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے جس کی وجہ سے وہ نوے ہزار پاکستانی سپاہ کو کلکتہ کے جنگی کیمپوں سے حچٹرالائے ہیں۔

آج نوازشریف کے ہاتھ میں جو پتے ہیں وہ سب کونظر آ رہے ہیں۔مجاہدین جو کارنامہ سرانجام دے سکتے تھے،وہ برفانی چوٹیوں پرمورچہ بندی کی پہلی ساعت میں ہی حاصل ہو گیا تھا۔

بھارتی فوج ہفتوں نہیں،مہینوں نہیں، برسوں تک ان بلندیوں پر بیٹھے ہوئے اولوالعزم، پرجوش اور سنگلاخ ارادوں کے مالک مجاہدین سے ککراتی رہے،وہ ان پرحاوی نہیں ہوسکتی۔

اور دنیا کی کسی جنگی اسٹر ٹیجی کے مطابق مجاہدین کے'' وار پلان'' میں بیہ بات شامل نہیں ہوسکتی کہ وہ ان بلندیوں سے اتر کروادی کشمیر کی طرف مارچ کریں۔

ملک کے اندرکوئی قابل ذکرگروہ ایسانہیں جومکن کیمپ ڈیوڈ کے خلاف آواز بلند کر سکے۔کہا جاتا ہے کہ کارگل، دراس، بٹالک اورتر توک کی بلندیوں پر بیٹھے ہوئے مجاہد پاکستان کی حکومت کے تابع نہیں ہیں کہوہ اس کے اشارے پر واپسی کی راہ لیس اور کسی کیمپ ڈیوڈ کو قبول کرلیں۔ان مجاہدین کا رویہ کیا ہوگا، یہ آنے والے دنوں میں سامنے آسکے گا۔

میاں نواز شریف ذاتی طور پر کس قتم کے انسان ہیں، اس سوال کا جواب بھی مستقبل کے معاملات کو سیجھنے میں مدد دیسکتا ہے۔ میاں نواز شریف کی یہ مجبوری ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی حکومت چلانے میں امر بکی تائید و حمایت کی طرف دیکھیں، لیکن گزشتہ برس ایٹم بم کے دھا کے میں انہوں نے اس مجبوری کا ذرہ برابر لحاظ نہیں کیا اور قومی امنگوں اور ملکی مفاد کے مطابق دھا کے کا فیصلہ کیا جبکہ ان کے گرد صلاح کار انہیں پاکستانی واجپائیوں سے ہوشیار رہنے کی پٹی پڑھا رہے تھے۔ تو آیئے! بیہ خوش فہمی رکھیں کہ ''میڈ ان پاکستان'' مواجپائیوں سے ہوشیار رہنے کی پٹی پڑھا رہے تھے۔ تو آیئے! بیہ خوش فہمی رکھیں کہ ''میڈ ان پاکستان'' ہوگا۔ شمیر یوں کے فائدے میں سیاستدان میاں نواز شریف وہمی راستہ اختیار کرے گاجو' میڈ فار پاکستان' ہوگا۔ شمیری خواتین کی لٹی ہوئی عصمتوں اور راکھ بنی بستیوں کا سودانہیں کہلائے گا۔

میاں نواز شریف کے سامنے نقد براور تاریخ نے ایک عظیم کردارا داکرنے کا موقع رکھ دیا ہے۔اییا موقع کسی کیلئے ہرروز نہیں آتا۔ بیموقع پاکتان کے ق میں استعال ہونا چاہیے۔(5 جولائی 1999ء)

قراقرم كى للكار

میاں نواز شریف کی تقریر کالوگوں کوانتظارتھا۔اسے ہر کسی نے شوق سے سنا اور ہر کسی نے اس پراپنے انداز میں تبھرہ کیا۔میاں نواز شریف کے ہونٹوں پروہی کچھ تھا جوان کے دل میں تھا اور جو کچھ لوگوں کے دل میں تھا اور جو کچھ لوگوں کے دل میں تھا وہ میاں نواز شریف نے عوام کے جذبات کی ترجمانی بھی کی اور یہ بھی میں تھا وہ میاں نواز شریف نے عوام کے جذبات کی ترجمانی بھی کی اور یہ بھی ثابت کیا کہ وہ صحیح معنوں میں ایک اپنی عزم وارادے کے مالک ایٹمی وزیر اعظم ہیں جنہیں نہ کوئی جھکا سکتا ہے اور نہ ڈراسکتا ہے۔

میاں نواز شریف نے مسئلہ تشمیر کی تاریخی حقیقت کا اعادہ کیا۔ بھارت کو بدعہدی کے لئے موردالزام کھہرایا۔ یواین اومیں کیے ہوئے وعدے کو بھارت پورا کردیتا تو یہ خطہ بار بار جنگ کی لیسٹ میں نہ آتا۔ میاں نواز شریف نے تحریک آزادی کشمیر کوخراج تحسین پیش کیا۔ جان و مال اورعز توں کی قربانیاں دینے والوں کو سلام پیش کیا۔ میاں صاحب نے قیام امن کی خواہش کا کھل کرا ظہار کیا لیکن اس اظہار میں بزدلی اور شکست خوردگی کا کوئی دخل نہیں ، ایک ایٹی قوت کے حامل ملک کے وزیر اعظم نے ایک برابر کی پوزیشن سے قیام امن کو پورے خطے کے عوام کی ضرورت قرار دیا۔ اس وقت جب بھارت کی قیادت جنگی جنون میں مبتلا ہے اور بھارت کے حلول وعرص میں جنگ کا بخارا بنی انتہا پر ہے تو میاں صاحب نے صرف اتنا کہا کہ 'دشکتی مہاراج شکتی''۔

میاں نواز شریف نے بھارت کے باؤلے پن کوآئینہ دکھایا۔میاں نواز شریف کو کوسنے والوں کی کمی نہیں لیکن حقیقت بیہ ہے کہ میاں صاحب نے ایک طرف ذہن کومضبوطی سے پکڑے رکھااور دوسری طرف باربار مذاکرات کی دعوت دے کراپنی اور یا کتان کی امن پسندی کالو ہا منوایا ہے۔

یارلوگ میاں صاحب کی مخالفت میں واجیائی کو داد دے رہے تھے کہ اس نے امریکی دورے کیلئے بل

کانٹن کی دعوت کومستر دکر کے نیوورلڈ آرڈر کے سامراج کے خلاف ڈٹے رہنے کا تاثر دیا جبکہ میاں صاحب کی واشنگٹن پانچ کر کمزوری کا ثبوت دیا۔ ان فقادوں سے کوئی یہ بو چھے کہ واشنگٹن اعلامیہ تو بل کانٹن اور نواز شریف کے مابین ملاقات کا نتیجہ ہے۔ اس نقادوں سے کوئی یہ بو چھے کہ واشنگٹن اعلامیہ تو بل کانٹن اور نواز شریف کے مابین ملاقات کا نتیجہ ہے۔ اس اعلامیہ کے مندرجات کی پابندی میاں نواز شریف کیلئے تو لازی ہوسکتی ہے واجپائی کیلئے تو اس کی پابندی کا سوال ہی پیدانہیں ہوتا ، لیکن واجپائی کے لئکر کی تو پیس خاموش کیوں ہوگئ ہیں۔ اس کے ہوائی جہازوں کی اڑا نیس بند کیوں ہوگئ ہیں۔ اس کے ہوائی جہازوں کی اڑا نیس بند کیوں ہوگئ ہیں۔ آخر واجپائی کی فوج کو کیا حیا آٹے آئی ہے۔ بڑا بنتا تھامنی سپر پاور! ایک ایسے اعلامیے کی پابندی میں غیر معمولی پھرتی دکھار ہاہے جس پراس کے دستخط بھی نہیں ہیں۔

میاں نواز شریف کی تقریر کے بعد ہر مگیڈیئر راشد قریش کی معمول کی پریس بریفنگ کی ریکارڈنگ دکھائی گئی ہے جس میں یہ غیرمعمولی انکشاف کیا گیا ہے کہ بھارت نے مجاہدین کوایک انچ پیچھے ہٹانے میں کامیابی حاصل نہیں کی ۔2 مئی کومجاہدین اور بھارتی فوج کے مابین جس پوزیشن پر آ مناسامنا ہوا 11 جولائی تک اس پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ بریگیڈیئر راشد قریش نے طنزیہا نداز میں سوال پوچھا کہ بھارت تو گزشتہ روز تک بٹا لک کے 99 فیصدے علاقے پر قابض ہونے کا دعویٰ کرر ہاتھا۔ دراس سیکٹر میں ٹائیگر ہلز پر قبضے کا دعویٰ تو وہ کئی دن سے کرر ہاہے۔اور گزشتہ روز اس نےمشکوہ وا دی سے بھی مجاہدین کا صفایا کرنے کا دعویٰ کردیا تواب وہ 16 جولائی کی صبح تک کن علاقوں سے مجاہدین کوواپس جانے کا الٹی میٹم دےرہاہے۔اگر یہ علاقے بھارت کے قبضے میں جا چکے ہیں اوران علاقوں سے خدانخواستہ مجاہدین کا صفایا ہو چکا ہے تو پھران علاقوں سے اب مجاہدین کی واپسی کے الٹی میٹم کی ضرورت کیا آن پڑی۔ ظاہر ہے بھارت کی ان دو با توں میں سے کوئی ایک تو ضرور غلط ہے اور بیلطی بڑی واضح ہے کہ مجاہدین ان علاقوں میں بدستورمصروف جہاد ہیں۔ بھارتی عوام کے سامنے ان کی فوج کے اس جھوٹ کا پول کھل گیا ہے، مجاہدین نے اپنی لازوال قربانیوں اور بے مثل بہادری سے بیٹا بت کر دکھایا ہے کہ ان کے مقابلے میں 60 ہزار سے زائد بھارتی فوج اینے توپ خانے ،میزائلوں اور ہوائی جہازوں کے مہلک بموں کے باوجود بےبس اور بے تو قیر ہوکررہ گئی۔ بھارت کو بیہ ہمت بھی نہیں ہوسکی کہ وہ اپنی اس خجالت کا بدلہ لینے کیلئے لائن آف کنٹرول کوکسی دوسری جگہ سے یارکرکے پاکستانی فوج کے مقابل آتا یا بین الاقوامی سرحد کوروندنے کی جرات کرتا۔ بھارت کو بے بسی کی اس سطح پر لے جانے میں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کا دخل ہے۔ 65ء میں چھمب جوڑیاں سیکٹر میں صرف دو

ہفتوں کی جھڑ پوں کے بعد بھارت نے بین الاقوامی سرحد پر 6 ستمبری صبح کو چوروں کی طرح حملہ کر دیا تھا۔ آج بھارت کو کارگل، دراس، بٹا لک کے علاقے میں دو ماہ سے زائد عرصہ لڑتے بھڑتے ہوچلا ہے کیکن اسے پاکستان یا آزاد کشمیر کی طرف میلی آئکھ سے دیکھنے کی جرات نہیں ہوسکی۔

بھارت نے اب بھی ہوش کے ناخن نہ لیے تو پاکستان اگلے مرحلے میں بھارت کو قراقرم کی بلندیوں سے للکارے گا۔مرضی کامحاذ اب بھارت نہیں، یا کستان چنے گا۔ (12 جولائی 1999ء)

کشمیر، تیری جنت میں آئیں گے ایک دن

بھارت میں کشمیر کے مسئلے پر جاری بحث میر نے میر کو چھنجھوڑ رہی ہے۔

لیکن بہ بحث پیچھے رہ گئی ہے،اب اس مسکے نے فساد کی شکل اختیار کرلی ہے،عام آدمی پارٹی کے جس لیڈر پرشانت بھوش نے تبویز پیش کی تھی کہ شمیر میں بھارتی فوج کی تعیناتی کے مسکلے پرریفرنڈم کروالیا جائے،اس پر انتہا پہند تنظیم ہندور کھشا دل کے غنڈوں نے غازی آباد کے علاقے میں آپ کے دفتر پر بدھ کے روز مسج گیارہ بجے دھاوابول دیا۔

بھوٹن نے کہاہے کہ میں اپنی تجویز کی وضاحت کر چکا ہوں اور میری پارٹی بھی میرےموقف سے برات کا اظہار کر چکی ہے، میں کشمیر کی آزادی کے لئے ریفرنڈم کا حامی نہیں ہوں۔

آپ کے لیڈراور دہلی کے وزیراعلی تجروال نے بھوٹن کے بیان پرردمل دیتے ہوئے کہاتھا کہ شمیر میں فوج کی تعیناتی کا فیصلہ (مرکزی) حکومت کرتی ہے۔ریفرنڈماس کاحل نہیں ہے۔

مگریہ ساری وضاحتیں ہندوا نتہا پیندوں کو مطمئن نہیں کرسکیں۔ بھار تیہ جنتا پارٹی اور راشٹریہ سیوک سنگھ نے بھی بھوٹن کے بیان کی مذمت کی ہے۔

پاکستان میں ابھی تک ان واقعات کوزیر بحث نہیں لایا گیا اور جب بھی ہمارے دانشوروں کو ہوش آئی تو وہ ایک ہی رٹ لگا ئیں گے کہ نئی دہلی کے فساد کے پیچھے پاکستان کی آئی الیس آئی ملوث ہے۔ بھارتی بلاگرز نے ابھی سے بیہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ بیچر کات پاکستان کہ شہہ پرکی جارہی ہیں۔ پیتنہیں ہمارے فیورٹ اینکرز کے ہاتھ بیمواد کب گلے گا۔ فوج اور اس سے متعلقہ اداروں کو بدنام کرنا ان کامحبوب مشغلہ ہے۔ مگر بینکہ نہ بھولنے پائے کہ بھارت میں اگر کشمیر یوں کے تق میں کوئی بھی آواز اٹھتی ہے تو وہاں بیسب

کے لئے نا قابل برداشت ہےاورآ وازاٹھانے والوں کوبھی اگر چے مگر چہ کاسہارا لے کراپنا بیان بدلنا پڑتا ہے۔

اس پس منظر میں ہمارے ہاں اگر کسی کو بیامید ہوکہ امن کی آشا پوری ہوجائے گی تو بیاس کی بھول ہے۔ خورشید قصوری نے میر سے ساتھ آن دی ریکارڈ بات کرتے ہوئے کہا کہ انہیں امید تھی کہ ہم اپنا تشمیر فارمولہ کا بینہ اور پارلیمنٹ سے منظور کروالیس گے اور یہ بھی کہ ہمارے اسی بچاسی فی صدعوام بھی اس فارمولے کو قبول کرلیس گے۔ بھارت میں حکومت اورعوام کی ذمے داری من موہن سکھ نے اٹھائی تھی ، مگر کہاں بید کہ شمیر کی سرحدوں کو غیر مئوثر کرنا ، دونوں خطوں کے مابین آزادانہ سفر اور تجارت اور کہاں بید کہ تھی بھارتی فوج کی صدعواں میں تعیناتی پر بھی بھارتی لیڈرشپ اورعوام یک سواور ضد پراڑے ہوئے ہیں۔ وہ صورت حال میں کسی تبدیلی کو قبول کرنے کے لئے تیان ہیں۔

مگر پھر بھی کشمیر کی کنٹرول لائن پر بہت کچھا بیا ہوا جو پہلے بھی نہیں ہوا تھا۔

میں من دو ہزار میں نیویارک کے دورے پرتھا، اس وقت مقبوضہ کشمیر سے خبر آئی کہ حزب المجاہدین نے سیز فائر کا اعلان کر دیا ہے۔ نیویارک میں جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمر بھی موجود تھے، انہوں نے بروکلین میں ایک پاکستانی بلڈر کے گھر پر ہنگامی پرلیس کا نفرنس منعقد کی ، میں بھی وہاں موجود تھا ، قاضی صاحب کا چہرہ غصے سے تمتمار ہاتھا اور ان کے ہونٹوں پر ایک ہی سوال تھا کہ حزب المجاہدین کے ایک فیلڈ کمانڈرکو سیز فائر کے اعلان کا کیاحق پہنچتا ہے اور پھر بیا علان اپنی موت آپ مرگیا۔

مگر پچھ ہی عرصہ بعد وزیراعظم میر ظفر اللہ جمالی نے اعلان کیا کہ پاکستان کنٹرول لائن پر پیکھر فیہ سیز فائر کر ہاہے۔ اس فیصلے پر فوری عمل درآ مد ہوگیا اور بھارت نے بھی جواب میں سیز فائر کا اعلان کر دیا۔ اس وقت قاضی صاحب نے کوئی سوال نہیں اٹھایا۔ پھر مظفر آباد سری گر دوتی بس سروس چلانے کا اعلان ہوا، پاکستان میں بہت سے طقوں نے کہا کہ یہ بس ان کی لاشوں پرسے گزاری جاسکتی ہے گر دو ہزار رپانچ کے زائر لے تک یہ بس چلتی رہی کسی نے اس کے راستے میں رکا و نہیں ڈالی۔ اس بس پر بس نہیں ، کنٹرول لائن رکز کے تک یہ بس چلتی رہی کسی نے اس کے راستے میں رکا و نہیں ڈالی۔ اس بس پر بس نہیں ، کنٹرول لائن پر کئی مقامات کو شمیر کے دونوں حصوں کے مابین تجارت کے لئے بھی کھول دیا گیا اور بعض مقامات کو آر پار رشتے داروں کی باہم میل ملا قات کے لئے مختص کر دیا گیا۔ اس عمل کے سامنے بھی کسی نے رکا و نہیں اقدامات ڈالی۔ کیوں نہیں ڈالی ، میں اس کی وجہ نہیں جانتا ، جو جانتا ہو ، وہ دوسروں کا آگاہ کرے۔ شایدا نہی اقدامات سے شہہ پاکر پاکستان اور بھارت کے حکم انوں نے سوچا کہ اب اس سے بڑے اقدامات بھی اٹھائے جاسکتے ہیں اور منمو بین شکھ اور خورشید قصوری جس معاہدے کی بات کرتے ہیں ، وہ حقیقت کا روپ دھار لیتا گر

یا کتان میں مشرف کی حکومت زوال پذیر ہوگئی۔

کیا بیسو چا جاسکتا ہے کہ جس کسی کو پاک بھارت دوستی پسندنہیں تھی ،اس نے مشرف کے خلاف تحریک چلائی ہو یامشرف کےخلاف چلنے والی تحریک ہےمحرکات کوئی اور بھی ہوسکتے ہیں ، بہر حال کشمیرامن فارمولہ کی بیل منڈھے نہ چڑھ کی لیکن سرکر یک معاہدہ تو دشخطوں کے لئے تیارتھا،مشرف کے جانے کے بعد زرداری پانچ سال گزار گئے ،اس دوران بھارت نے اس معامدے پردستخط کیوں نہیں کئے ،اور سیا چین میں ایک حادثہ ہوا، نوازشریف نے کہا کہ پاکتان کو وہاں سے یک طرفہ طور پرفوج واپس بلالینی جاہئے ،گر بھارت نے اس سےا نکار کیوں کر دیا۔ بھارت میں وہی وزیرِاعظم موجود تھے جوسیا چین کوامن کا پہاڑ بنانے کی نوید سنار ہے تھے مگراب کشمیر کی رام کیلی سنا کروہ بھارتی سیاست کی انٹیج سے رخصت ہونے کو ہیں۔ بھارت کا روبیہٹ دھرمی پرمبنی ہے، وہ کہہ مکر نی کے فلنفے برعمل پیرا ہےاورایک ہم ہیں کہاس کے لئے مرے جارہے ہیں، کیاامن کے پجاری منموہن سنگھ نے ہمارے نومنتخب وزیرِاعظم نواز شریف کی بیمعصوم اور منتھی سی خواہش یوری کی کہان کی تقریب حلف برداری میں شرکت کریں۔ہم بھارت سے بجلی لے کرایئے اندھیرے دورکرنا جاہتے تھے، کیا بھارت نے ایک میگا وائے بھی بجلی فراہم کی ۔ہم جاہتے ہیں کہوا ہگہ کی لکیر بے حیثیت ہوجائے اور برصغیر کے عوام یورپی یونین کی طرز پر پورے خطے میں سفر کرسکیں ،امرتسر میں ناشتہ، لا ہور میں کینج اور اسلام آباد میں ڈنر،اسی خواہش کا تو من موہن سنگھ نے اظہار کیا تھااور جب ہم نے موٹروے بنائی تھی تو یہی خواب دکھایا تھا کہ اسلام آباد ہے آ گے رات کا قہوہ کابل میں اور شب بسری تاشقند میں ، ہم نے دعوی کیا تھا کہ بیموٹرو نے ہیں ،ایک اقتصادی نہرسویز ہے جوکئی دنیاؤں کوآپس میں ملائے گی ، پیسب خواب کیوں بکھر گئے،کس نے بیخواب مسل ڈالے۔ایک ہی سوراخ سے بار بارڈ سے جانے کے باوجود ہم سبق نہیں سکھتے ہمیں ہندولا لے سے پہلے کب خیرملی تھی جواب مل جائے گی۔ گراےکشمیر! میں تجھےنہیں بھول سکتا۔ایک دن تیری جنت میں ضروریا وُں رکھیں گے۔

(11جۇرى2014ء)

کشمیرل،میری اطلاع کیاہے

میں نے گزشتہ روز بھارتی وزیرِ اعظم کی طرف سے تشمیر قضئے کے ممکنہ حل اور اس پر بھارت کے اندر تبھروں کا ذکر کیا۔اسی موضوع پرنوائے وقت کا مفصل ادار بی بھی ساتھ ہی شائع ہواہے جو ہماری قومی امنگوں کا مظہر ہے۔اس کے علاوہ اخبارات میں خورشید قصوری کا بھی ایک تبھرہ شائع ہوا۔

خورشیدقسوری سے اکثر ملاقاتیں بھی ہوتی رہی ہیں،اس وقت بھی جب وہ اپنے منصب پر فائز تھے اور بعد میں بھی وہ اپنے گھر پر ماہانہ بنیاد پر مخفلیں سجاتے ہیں۔ان سے ہمیشہ کام کی اور گھوس بات سننے کو ملی ۔ شمیر پر ان کا موقف یہی ہوتا تھا کہ عدلیہ تحریک نہ چلتی تو بیہ سئلہ قریب قریب حل ہو گیا تھا، ایک معاہدہ بھی تیار تھا اور انگریزی محاورے کا ترجمہ کیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس مسودے کی شین قاف درست کی جا رہی تھی۔ہاراان سے تقاضہ ہوتا تھا کہ وہ اس معاہدے کے بارے میں کچھ بتا ئیں مگر وہ یہ کہہ کر طرح دے جاتے کہ میری کتاب تیاری کے مراحل میں ہے،اس کا انتظار کیجئے ۔ مگر اب من موہن سنگھ نے اپنی کسی کتاب کی اشاعت کے چکر میں پڑے بغیرا یک بڑیا تک دی تو لا محالہ بھارت کی طرح پاکتان میں بھی ایک تجسس کی اشاعت کے چکر میں پڑے بغیرا کی برای روشنی دیکھنا نصیب نہیں ہوئی۔

میں نے کل رات سابق وزیر خارجہ خورشید قصوری سے فون پر کہا کہ وہ آن دی ریکارڈ بات کریں اور اس معاہدے کی تفصیل بیان فرما کیں۔ جواب ملا کہ صرف شمیر کا معاہدہ نہیں ، ایک کمپوزٹ معاہدہ جس میں پاک بھارت تمام تناز عات کاحل موجود تھا۔

میری حیرت کی کوئی انتهانہیں تھی ،میرامنہ کھلے کا کھلا رہ گیااور میں نےسوال کیا: تمام طلب تنازعات کاحل ،مگروہ کیسے؟

کہنے لگے،سرکریک پرسب کچھ طے ہو گیا تھا،صرف دستخط کرنا باقی تھے،سیاچین سے دونوں طرف کی

ا فواج کے انخلا پر بھی اتفاق رائے ہو گیا تھا۔ من موہن سنگھ کے الفاظ تھے کہ اب یہ علاقہ امن کا پہاڑ Mountain of Peace کہلائے گا۔اور کشمیر، میں نے بے تابی سے پوچھا۔

جواب ملاکہ اس کے لئے تین سال لگ گئے، بہت مشکل مسکہ تھا، ایک طرف بھارت اسے اپنے آئین کی روسے اٹوٹ انگ قرار دے چکا تھا، دوسری طرف پاکستان کا روائق موقف تھا کہ اس پر استصواب کروایا جائے تاکہ شمیری اپنی مرضی سے پاکستان اور بھارت میں سے کسی ایک کے ساتھ شامل ہونے کا فیصلہ کرسکیس اور تیسری طرف خود شمیری تھے جن کے گھروں کی دہلیزوں اور دکا نوں کے شروں کے سامنے بھارتی پولیس پہرے پر مامورتھی۔ اور چوتھی طرف شمیری خاندان لائن آف کنٹرول کے آریار تقسیم تھے۔

خورشید قصوری نے بتایا کہ انہوں نے حریت را ہنماؤں سے الگ الگ ملاقاتیں کیں ،ان کا ایک ہی کہنا تھا کہ کسی طرح بھارتی فوج کو تشمیر سے واپس بھجوائیں ،اس نے تو ہماری آبادی کو نفسیاتی مریض بنادیا ہے، خواتین گھروں میں بھی محفوظ نہیں ،ان کی اجتماعی آبروریزی کی جاتی ہے،نو جوانوں کو دہشت گردی کے الزام میں اٹھا کر خائب کردیا جا ورزندگی مفلوج ہوکررہ گئی ہے۔

پاکستان اور بھارت طویل سوچ بچار کے بعداس نتیج پر پہنچ کہ

- (1) بھارت اپنی افواج کوشہری علاقوں سے نکال لے گا،
- (2)مقبوضہ شمیراور آزاد کشمیر کے مابین کوئی لائن آف کنٹرول نہیں ہوگی
- (3) دونوں طرف کے تشمیر یوں کوا یک جیسا شناختی کارڈ جاری کیا جائے گا جس پران کی سکونت ریاست جموں وکشمیر ظاہر کی جائے گی اور
 - (4) وہ اس شناختی کارڈ پروادی میں ہرجگہ آ جاسکیں گے۔

میراسوال تھا کہ اگر کسی مقام پر کوئی چیکنگ ہی نہیں ہوگی تو پھر پاکتانی اور بھارتی باشندے اور دنیا بھر

کے لوگ بھی آر پارجانے کے لئے آزاد ہوں گے۔قصوری صاحب کہنے لگے کہ اگر کوئی چا ہے تو کسی کا شناختی

کارڈ چیک کیا جاسکتا ہے، میں خود لا ہور ایئر پورٹ پر اپنی ٹکٹ اور شناختی کارڈ چیک کرواتا ہوں، ہر شخص

کاشناختی کارڈ کی دفاتر میں چیک ہوتا ہے بنک کا وُنٹر پر،موبائل فون کے دفاتر میں،عدالتوں میں اور یہ ایک

روٹین کی کاروائی ہے۔ اور اس نئے خطے پر کس کا کنٹرول ہوگا،حکومت کس کی ہوگی، اسے بیرون وطن سفر کے

لئے یا سپورٹ کون سا ملک جاری کرے گایا ان کا اپنا یا سپورٹ ہوگا۔ اس علاقے کا دفاع کون کرے

گا۔اس کی کرنسی کہاں سے آئے گی قصوری صاحب نے طویل گفتگوس کر کہا کہ ہم نے جوائث کنٹرول کا فارمولہ سوحیا تھا۔لیکن بیا یک کمبی کہانی ہے۔اوراصل کہانی ہی یہی ہے۔ بھارتی آئین کے آرٹیکل 370 کی روسے تشمیر کوخصوصی حیثیت حاصل ہے جس کی روسے دفاع ،امور خارجہ،مواصلات اور مالیات کے امور بھارتی حکومت کوسونپ دیئے گئے تھے۔اس آ رٹکل کی موجودگی میں شمیر کے ستقبل میں تبدیلی کا کوئی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔عام آ دمی یارٹی کے شانت بھوٹن نے کہا ہے کہ تشمیر میں ایک ریفرنڈم کروایا جائے جس سے پتہ چلے کہ تشمیری عوام بھارتی فوج کی تعیناتی کے حق میں ہیں یانہیں۔ بھوشن نے ہر گزیہ ہیں کہا یہ ریفرنڈم کشمیریوں کوآ زادی کا فیصلہ کرنے کے لئے کروایا جائے۔جب اس پر ہرطرف سے اعتراض وار دہوا تواس کو کہنا پڑا کہ دستور ہند کے تحت کشمیر کے مسائل کاحل تلاش کیا جائے۔اور دستور ہند کا آرٹیل 1370 پی جگہ پرایک اٹل حقیقت ہے۔ پچھلے دسمبر میں بھارتیہ جنتا یارٹی کےلیڈرنر بندرمودی نے بھی تجویز پیش کی تھی کہ آرٹیل 370 پرنظر ثانی کے لئے بحث کی جائے ،اس نے کہا کہ میں بیدد بکھنا ہوگا کہ اس آرٹیل کی وجہ سے تشمیریوں کی زندگی میں کوئی بنیادی اور قابل ذکرفرق واقع ہوا یانہیں، خاص طور پرکشمیری خواتین کومساوی حقوق حاصل ہیں یانہیں ۔اس نے سوال کیا کہ کیا وزیراعلیٰ کشمیرعمرعبداللہ کی بہن سارا کو وہی حقوق حاصل ہیں جوخود وزیراعلیٰ کوحاصل ہیں ،اس پرکشمیری وزیراعلیٰ عمرعبداللہ نےمن موہن سنگھاورسونیا گاندھی کی موجود گی میں نریندرمودی کومخاطب کرتے ہوئے چیلنج کیا کہ کوئی مائی کالال اس آ رٹیل سے چھیڑ جھاڑنہیں کرسکتا۔اس نے مزید کہا کہ مودی کونہ آرٹکل 370 کا پیۃ ہے اور نہ کشمیری خواتین کے حقوق کاعلم ہے۔ توبیہ ہے وہ بحث جو بھارت کے ستعتبل کی مئوٹر سیاسی یارٹیوں کی قیادت کے مابین چل رہی ہے۔ بدشمتی سے ان میں سے کوئی بھی من موہن ،مشرف سمجھوتے کا ذکرنہیں کرر ہا۔اورہم بھی نان اشوز میں الجھ کرلا کھوں کشمیریوں کی عذابنا ک زندگی سے لاتعلق ہیں جن کا وطن بھارت کا اٹوٹ انگ ہے۔ (9 جنوری 2014ء)

تحشميركامن موهناحل

من موہن سنگھ نے گزشتہ جمعہ کوایک میڈیا بریفنگ میں بہت بڑاانکشاف کیا ،اس پر بھارت میں ایک واویلا مچے گیا مگریا کستان میں کسی کے کانوں پرجوں تک نہیں رینگی ۔

بھارتی وزیراعظم نے کہا کہ مشرف دور میں کشمیر کے حل کے قریب پہنچ گئے تھے لیکن پھر پاکستان میں عدلیہ اور وکلاتح یک نے تھے لیکن پھر پاکستان میں عدلیہ اور وکلاتح یک نے سارا کچھ درہم برہم کر دیا اور تاریخ بنتے بنتے رہ گئی۔ برصغیر میں قیام امن کا سنہری موقع ضائع ہوگیا۔

بھارت اور کشمیر کے مسئلے کاحل، بیسو چا بھی کیسے جاسکتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے متضاد ہیں کیکن اس کے باوجود بھارتی وزیرِ اعظم نے ایک دعوی کیا، وہ ایک ذمے دار منصب پر فائز ہیں اور ان کی باتوں کو دیوانے کی برسمجھ کرنظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

پاکستان میں اس بیان پرکوئی بلچل نہیں مجی گر بھارت میں ہاہا کاریج گئی، راجہ سجامیں بی ہے پی کے رہنما ارون جیتلے نے سوال کیا کہ جب آئین کے تحت مقبوضہ شمیر کو بھارت کا اٹوٹ انگ قرار دیا جا چکا ہے اور 1994 میں پارلیمنٹ کی ایک متفقہ قرار داد کی روسے آزاد کشمیر کو بھی بھارت کا حصہ قرار دیا گیا تھا تو پھر کیسا سمجھوتہ جیتلے نے کہا کہ وزیر اعظم قوم کو بے وقوف نہ بنائیں، وہ ریٹائر منٹ کے بعدا پی کوئی سواخ عمری لکھ کر رائلٹی کمانے کے چکر میں ہیں تو اپنا ارمان پورے کرتے رہیں لیکن وزیر اعظم کے طور پر اگر انہوں نے تشمیر کے بل کا دعوی کیا ہے تو انہیں صاف صاف بتانا ہوگا کہ آئین اور پارلیمنٹ کی پابندیوں کونظر انداز کرتے ہوئے وہ آسان سے تاری تو ٹرنے کی بائیں کس طرح کر رہے ہیں جیتلے نے سخت الفاظ میں انداز کرتے ہوئے وہ آسان سے تاری تو ٹرنے کی بائیں کس طرح کر رہے ہیں جیتلے نے سخت الفاظ میں من موہن سکھ سے پوچھا کہ وہ بھارت کے افتد اراعلی پرکوئی سودے بازی کیسے کر سکتے ہیں۔ ارون جیتلے نے کہا کہ منموہن سکھ نے وزارت عظمی کے منصب کو داغدار کر دیا ہے۔

نئی دہلی میں حکومت بنانے والی آپ سرکار کے ایک اعلی عہد بدار نے ایک اور پنخ لگائی۔ان کا نام پرشانت بھوشن ہے۔انہوں نے کہا کہا گرا گلے عام انتخابات میں ان کی یارٹی مرکز میں برسرا قتذارآ گئی تو نئی د ہلی جبیباریفرنڈم کشمیرمیں بھی کروایا جا سکتا ہےاور کشمیری عوام سے یو چھا جا سکتا ہے کہ وہ بھارتی افواج کی موجودگی کے حق میں ہیں یانہیں کے شمیری عوام کی مرضی کے خلاف کوئی بھی فیصلہ غیر جمہوری ہوگا۔اگر کشمیری عوام سمجھتے ہیں کہ بھارتی فوج انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی مرتکب ہورہی ہےتو فوج کووہاں سے واپس بلا لیا جانا جا ہیے۔ بھوٹن نے بیجھی کہا کہ حکومت صرف بیہ فیصلہ کرسکتی ہے کہ فوج کوسرحدوں کی نگہبانی کے لئے فریضہ سونیا جائے یا دراندازی روکنے پر مامور کیا جائے یا اسے اقلیتوں کے دفاع پر مامور کیا جائے *لیک*ن شہروں،قصبوں اور دیہات میں امن وامان کو کنٹرول کرنے کے لئے فوج کی تعیناتی کا کوئی حق ،حکومت کو حاصل نہیں ہے۔ بھوشن صاحب اس سے پہلے تتمبر 2011 میں کہہ چکے ہیں کہ شمیر میں استصواب کا انعقاد کیا جائے۔ان سے پوچھاجا تاہے کہا گرکشمیریوں نے بیہ فیصلہ دے دیا کہ وہ بھارت سےالگ ہونا جا ہتے ہیں تو بھوٹن کہتے ہیں کہ ہمیں ایکے دل جیتنے کی کوشش کرنی چاہئے ،علیحد گی کاحق تو انہیں نہیں دیا جاسکتا۔ہمیں کوئی بھی حل آئین کے اندر ہتے ہوئے تلاش کرنا جا ہے۔ گویا جوایک بھارتی رہنما استصواب کی بات کرتا ہے وہ بھی کشمیرکو بھارت کے چنگل سے نکلنے کی اجازت نہیں دیتا۔

مقبوضہ تشمیر کے کٹھ پتلی وزیراعلیٰ عمر عبداللہ نے بھوٹن کے بیان پراعتراض کیا ہے کہان کی حکومت کو دہلی میں دور بیٹھے کیا پیتہ ہے کہ شمیر کو کیسے چلانا ہے،اس کا فیصلہ صرف اور صرف سری نگر کی حکومت کرنے کی اہل ہے۔

بی ہے پی کے ترجمان سدھارتھ ناتھ سنگھ نے کہا ہے کہ بھوش ایک الیی زبان سنعال کررہے ہیں جس سے علیحدگی اور ملک توڑنے کی بوآتی ہے۔ بیز بان تو کشمیری علیحدگی پسند بولتے ہیں۔ آپ سرکارکوان کے ہاتھ کھلونا نہیں بننا چاہئے۔ جب تک سرحد پارسے دراندازی کے امکانات ختم نہیں ہوتے ، بھارتی افواج میں کمی انتہائی تباہ کن ثابت ہوگی۔

سابق بھارتی آرمی چیف وی پی ملک بھی بھوشن پرحملہ آورہونے میں پیچھےنہیں رہے۔ان کے بقول جن لوگوں کوشمیر کے سیاسی حالات اور دفاعی خطرات کا ذرہ بھراحساس نہیں ، وہ نت نئے مشورے دینے میں پیش پیش ہیں۔بھوشن کوشمیرمیں ہیرونی مداخلت کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔ راجوڑی میں بھارتی فوجوں کے سابق کمانڈرمیجر جنرل جی ڈی بخشی نے بحث میں کودتے ہوئے کہا ہے کہ کہ بھوشن صاحب نہیں جانتے کہ جونہی افغانستان سے امریکی افواج کا انخلامکمل ہوا تو دنیا بھر کے مجاہدین کا رخ کشمیر کی طرف مڑجائے گا۔

کشمیر کی صرف ایک لیڈرمحبوبہ مفتی کی پارٹی ، پی ڈی پی نے بھوٹن کی تجویز کوسراہا ہے۔ پارٹی کی ترجمان سمیر کول نے کہا ہے کہ ہمیں بھوٹن کے بیہ خیالات سن کرخوشی ہوئی ہے کہ شمیر سے بھارتی افواج کے ستقبل کا تعین کرنے کے لئے استصواب کروایا جائے۔

یہ ہے وہ منظرنامہ جو تشمیر کے مسئلے پراس وقت بھارت میں دیکھنے و ملتا ہے، میں نے وہاں کے ہر طبقہ فکر
کی آ را پیش کردی ہیں۔اس سے ہمیں بیا ندازہ لگانے میں مددل سکتی ہے کہ تشمیر پر ہمارا پڑوی دشمن ملک کیا
سوچ رکھتا ہے۔ بیا تفاق کی بات ہے کہ بھارت کی ایک بڑی جماعت کا نگرس نے اس موقع پراپنی زبان بند
رکھنے کو ترجیح دی ہے، اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ اسے اگلے الیکشن میں اپنی کشتی ڈوبتی نظر آتی ہے اور وہ
مالات کے دھارے سے اپنے آپ کو کٹنا دیکھ کر تشمیر کے ممکنہ ل پر خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے اور ماضی کا
قصہ چھیڑ کراپنے سر پر کلغی سجانا چاہتی ہے۔ حالانکہ جو کام اس کے ہاتھوں انجام کو پہنچانہیں ،اس کا کریڈٹ
اسے کون لینے دے گا۔ بی جے پی کے را ہنماؤں نے من موہن سنگھ کی میڈیا بریفنگ میں بلند با نگ دعووں
بریہی کہا ہے کہ دل کے خوش رکھنے کو غالب بی خیال اچھا ہے۔(8 جنوری 2014ء)

تشميري يوم شهدا

ره گئی رسم اذ ال،روح بلالی نهرہی۔

اب ہم کوئی نہ کوئی یوم منانے کی رسم یوری کرنے کے لئے زندہ ہیں۔ ہفتہ 13 جولائی کو دنیا بھر میں یوم شہدائے کشمیرمنا یا گیا، ڈوگرہ مہاراجہ کی سیکورٹی فورسز نے بےرحمی سے فائر کھول دیا اور آزادی کی تڑپ سے سرشارکشمیریوں کوشہید کر دیا گیا۔ یہ شمیر کی تحریک آزادی کا آغاز تھا، تب سے اب تک بے گنا ہوں کا خون مسلسل بہایا جار ہاہے ۔کشمیر کی سرز مین کے افق براسی سرخی کا رنگ غالب ہے۔ بیخون کشمیری نو جوانوں کی آئکھوں میں اتر آتا ہے تو وہ دیوانہ وارسامراجی طاقتوں سے ٹکرا جاتے ہیں۔ایک لاکھ سے زاید قبروں کے سر ہانے شہیدوں کے نام کندہ ہیں۔کشمیر کا نوحہ کون لکھے گا اور شہیدوں کا شاہنامہ کون لکھے گا،اب تو ایسی جبارت کرنے والے کو عالمی سطح پر دہشت گردسمجھا جاتا ہے۔ برصغیر سے انگریز رخصت ہونے لگاتو آزادی کے فارمولے میں طے کردیا گیا تھا کہ سلم آبادی کی اکثریت والے ملحقہ علاقے یا کتان کا حصہ ہوں گے مگر ایک بار پھرکشمیری مہاراجہ نے غداری اور بےاصولی کاار تکاب کیااور بھارت سےالحاق کی دستاویز پر دستخط کر دیئے جس پڑمل درآمد کے لئے بھارتی فوجیس سری نگراتر گئیں۔ یا کستان کے آرمی چیف نے قائداعظم کی حکم عدولی کی تو قبائلی لشکر نے کشمیر میں موجود بھارتی لشکر کوللکارا،قریب تھا کہ وہ سری نگرایئر پورٹ برقابض ہو جاتے اور بھارت کی سیلائی لائن کاٹ کررکھ دیتے کہ بھارت نے جالاکی اور عیاری سے سلامتی کوسل کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔ بھارت کوفائدہ پہنچانے کے لئے جنگ بندی کی قرار دادمنظور ہوگئی مگراس میں طے کیا گیا کہ شمیر کے ستقبل کا فیصلہ ایک آزادانہ،غیر جانبدار نہ استصواب کے ذریعے کیا جائے گا،وہ دن،آج کا دن، بھارت نے اس قرار دادیر عمل درآمد کی نوبت نہیں آنے دی ،اس نے جب بھی ریاستی انتخابات کروائے توبیہ دعوی کر دیا کہ یہی استصواب ہے۔ دنیانے اس کے ڈھونگ کوشلیم کیا۔ پاکستان کی حکومتیں عالمی سطح پر اس مسئلے کوا جاگرنے میں ناکام رہیں۔ جزل مشرف کے وزیر خارجہ خورشید محمود قصوری آج بھی مصر ہیں کہ عدلیہ اور وکلاتح یک نہ چلتی تو کشمیر کا مسئلہ طے ہو چکا ہوتا ، اس کے لئے ایک معاہدہ طے کرلیا گیا تھا اور محض شین قاف درست کی جارہی تھی کہ پاکستان اندرونی عدم استحکام سے دو چار ہوگیا۔خورشید قصوری کا فرض بنہ آ ہے کہ وہ اس معاہدے کا مسودہ تو قوم کے سامنے لائیں تا کہ اندازہ ہو سکے کہ اس کے ذریعے یہ مسئلہ طے ہونا تھا یا تہہ ہونا تھا۔

تائن الیون کے سانحے نے مسلم دنیا میں چلنے والی آزادی کی تحریکوں کوسب سے زیادہ نقصان پہنچایا، کشمیر کی تحریک آزادی ہو، چین مسلمانوں کی جدو جہد ہو، فلسطین کا سکین مسئلہ ہو، مورومسلمانوں کی طویل جنگ آزادی ہو، بیسب کچھ دہشت گردی کے زمرے میں چلا گیا۔ نائن الیون کے بعد ایک سلببی جنگ کا بگل بجا جس کا نشانہ بظاہر القاعدہ تھی لیکن اصل میں ساری مسلم دنیا اس کا ٹارگٹ بنی، غیر ملکی ایئر لورٹوں پر ہرڈاڑھی والے کی شامت آگئی جمحہ اور احمد کے ناموں کی اسکر بینگ کی جاتی اور انہیں خصوصی تفتیش کا نشانہ بنایا جاتا، عام مسلمانوں کو ہوائی اڈوں میں سرعام لباس اتار نے کا تھم دیا جاتا اور ذراشک ہوتا تو جوتے تک اتر والے جاتے۔ امریکی اور انتحادی فوجوں نے افغانستان اور عراق پر قابض ہوکر بے گنا ہوں کا قتل عام کیا اور پاکستان کو ڈرون حملوں سے لے کرخود کش دھاکوں کا نشانہ بنایا گیا جبکہ نائن الیون میں کسی پاکستانی کا دور و پاکستان کو ڈرون حملوں سے لے کرخود کش دھاکوں کا نشانہ بنایا گیا جبکہ نائن الیون میں کسی پاکستانی کا دور و پاکستان کو ڈرون حملوں سے لے کرخود کش دھاکوں کا نشانہ بنایا گیا جبکہ نائن الیون میں کسی پاکستانی کا دور و پاکستان کو ڈرون حملوں سے لے کرخود کش دھاکوں کا نشانہ بنایا گیا جبکہ نائن الیون میں کسی پاکستانی کا دور و پاکستان کو ڈرون حملوں سے لے کرخود کش دھاکوں کا نشانہ بنایا گیا جبکہ نائن الیون میں کسی پاکستانی کا دور و پاکستان کو ڈرون حملوں سے لیکرخود کش دھاکوں کا نشانہ بنایا گیا جبکہ نائن الیون میں کسی پاکستانی کا دور و پاکستان کو کی تک تعلق نہ تھا۔ اس کی منظر میں مسئلہ کشمیر پس منظر میں دھاکی دی گیا۔

سیمیرمیں آج بھی خون ناحق بہدر ہاہے۔ لاکھوں کی تعداد میں بھارتی فوجیس اس چھوٹی سی ریاست کے وفے کھدرے میں شب روز چھاپے مارتی ہیں اور جس کو چاہے گولیوں سے بھون دیتی ہیں۔ یا خفیہ کوٹھڑ یوں میں بند کر دیتی ہیں، تشمیری قیادت پر جرکے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ مبحد میں شہید کی جاتی ہیں، مزاروں کو آگ دکھائی جاتی ہیں، مزاروں کو آگ دکھائی جاتی ہے، کھیتیوں پر بلڈوزر چلا دیے جاتے ہیں۔ دکانوں کومسمار کر دیا جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ شمیر میں ایک منظم سازش کے تحت نسل تھی کی جارہی ہے۔ دنیا تو ہٹلر کے ایک ہولو کاسٹ کو روتی ہے، تشمیر میں آئے روز ہولو کاسٹ کا ہولتا کہ منظر رونما ہوتا ہے۔ تشمیر یوں کی نو جوان نسل کو چن چن کر میں ہیں ہیں برس بعد کشمیر کانا م لیوا کوئی نہ ہو۔ کیا ہم پاکستانی اپنے فرض کی اوا نیگی میں شجیدہ ہیں۔ شمیر میں ہمارے مسلمان بھائی بند شہید ہور ہے ہیں۔ ہم نے تو سندھ میں ایک مظلوم لڑکی کی پکار پر راجہ دا ہر کا قلع قمع کر دیا تھا، اب شمیری خوا تین ہر روز ہمیں پکارتی ہیں اور ہمار ا

طرزعمل بیہ ہے کہ ہم انڈیا میںشہریار خال کونمایندہ خصوصی کےطور پر بھیج کردوستی کا پیغام دیتے ہیں۔ہمارے وزیراعظیم کی خواہش تھی کہان کی رسم حلف برداری میں بھارتی وزیراعظیم شرکت فرمائیں ، پیجھی کہا کہ بھارت بلائے بینہ بلائے ، میں بھارت کو دورہ ضرور کروں گا۔ سیفما کے اجلاس میں میاں نواز شریف جو کچھ کہہ چکے ، اس کومیراقلم اپنی نوک پر لانے کا روا دارنہیں ہے۔ ہماری قوم نے محتر مہ بےنظیر بھٹواور راجیوط گاندھی کے مابین مسکراہٹوں کے تبادلے برخفگی کا اظہار کیا، سارک کا نفرنس کے لئے راجیواسلام آباد آئے تومحتر مہنے سر کوں سے تشمیر ہاؤس کا بورڈ اتر وادیا، پی ٹی وی سے تشمیری خبر نامہاڑا دیا اور سری مگر کے موسم تک کا احوال بیان کرناترک کردیا۔کیا پی پی اور پا کستان کی بانی جماعت ہونے کی دعویدارمسلم کیگی جماعت کے درمیان انڈیا سے دوستی کے بارے میں کوئی فرق نہیں ، کیا دونوں کو کشمیریوں کے خون کی کوئی پروانہیں۔میاں نواز شریف اینے آپ کوکشمیری نژاد کہتے ہیں تو وہ کشمیریوں کی اہتلا کو کیوں بھول رہے ہیں، ایکے میڈیا کے امور کے ایک مصاحب وانی صاحب ہیں ، وہ بھی نام سے تو کشمیری لگتے ہیں ہیں۔ توان سے کشمیریوں کے بے پناہ تو قعات ہیں،اگروز براعظم کشمیریوں کو بھارتی تسلط ہے آزاد کرادیں تو پھرنئ دہلی کے وارے نیارے جانے کا شوق پورا کرلیں،اس سے کھل کر تجارت کریں،وفو د کے تباد لے کریں۔ٹاپ کرنے والے طالب علموں کو پورپ بھیجنے کے بچائے علی گڑ ھیجھوا ئیں یا ڈیرہ دون۔ بیسہ بھی بہت بچے گا۔ بھارت نے پاکستان کے حصے کا یانی بھی روک رکھا ہے، وہ پاکستان کو پنجر بنانے پر تلا ہواہے۔کون ہے

بھارت نے پاکستان کے حصے کا پانی بھی روک رکھا ہے، وہ پاکستان کو بنجر بنانے پر تلا ہوا ہے۔کون ہے جو بھارت کی اس آئی جارحیت ہے آگاہ نہیں، وزیراعظم اور وزیراعلیٰ پنجاب لوڈ شیڈنگ کے عذاب پرتڑپ رہے ہیں تو بھرجس بھارت نے ہمیں اس عذاب میں مبتلا کررکھا ہے، اس کی دوستی کی تڑپ کیوں، شمیری شہدا کے خون کا ہی کچھ خیال کریں۔(14 جولائی 2013ء)

بھارت کا یوم سیاہ!!

متاز کشمیری حریت پیندرہنما سیدعلی گیلانی نے بیہ کہا تو غلط نہیں کہا کہ بھارتی تسلط کےخلاف کشمیریوں نے ریفرنڈم میں اپنافیصلہ سنا دیا۔ یہ 26 جنوری کا دن تھا، بھارت اسے اپنایوم جمہوریہ بچھتا ہے کیکن کشمیری ہر سال اس دن کو بھارت کے یوم سیاہ کےطور برمناتے ہیں۔ ہڑتال کرنے کا ہنرکوئی کشمیریوں سے سیکھے، کیا مجال کوئی دکان ،کوئی مکان ، یا کوئی دفتر کھلا ہو،کسی سڑک برسائنگل تک رئیگتی دکھائی دے،اییا شٹر ڈاؤن اور کہیں نہیں ہوتا ہوگا، کشمیری ہرسال بیر یفرنڈم جیت جاتے ہین، مگر بھارت بڑا ڈھیٹ ہے،اسے کوئی پروا نہیں کہ ایک بوری ریاست کی سوچ کیا ہے، اس کے عوام کی امنگیں کیا ہیں، چناروں کے جنگل میں متحرک سابوں کے اندر کیا طوفان مچل رہے ہیں، ڈل جھیل کی لہریں کیسے کرپ کے ساز چھیڑر ہی ہیں۔ جب دیوار برلن گری تھی اور دنیا میں تبدیلی کی تیز رفتار ہوا ئیں چلی تو یا کستان کی ایک بیٹی جواس وفت ملک کی وزیرِاعظم بھی تھی، سیز فائر لائن پر پہنچی ، ایک بہت بڑے جلسے سے خطاب کرتے ہوئے اس نے اپنا آ نچل ہوا میں لہراتے ہوئے عالم وارفکی میں نعرے بلند کئے: آزادی! آزادی! آزادی! ہے دختر مشرق محتر مہ بےنظیر بھٹوتھیں اور پھرکشمیری اینے ادھورےخواب کی تکمیل کے لئے ایسے متحرک ہوئے کہ قبرستانوں میں نئ قبریں ابھرنےلگیں، وادی میں ان دنو ںصرف اسی ہزارفوج تھی ، آج بی_ہآٹھ لا کھ ہےاورایک لا کھشہدا کی قبریں بھی کشمیریوں کے قربانی کی داستان سناتی ہیں۔اوراجتاعی قبریں تو بےحدوحساب ہیں،ریاستی پولیس نے عدالت میں اقرار کیا ہے کہ ان کے کوائف فراہم کرنے سے امن عامہ کوخطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔مشرف دور میں بھارت اور یا کتان نے کشمیر کے مسئلے کے حل برغور کیا تو یا کتان کی پیپیش کش ریکارڈیر ہے کہ جن بھارتی خواتین کی اجتماعی عصمت دری کی گئی اور جواس صدے میں گرفتار ہیں ،ان کی نفسیاتی بحالی کے لئے یا کستان مدد کے لئے تیار ہے۔ پچھلے باسٹھ برس میں بھارتی قابض فوج نے کیا جبزہیں کیا، چنگیز اور ہٹلر بھی

شایداس پرشرمندہ ہوں گے، کین بھارت ٹس سے مسنہیں ہوتا کیونکہ وہ جمہوریت کی ماں ہے، اسے تق حاصل ہے کہ وہ جمہوری اصولوں کی نفی کرے، کشمیریوں کے جمہوری حقوق کو تاراج کرے، ان کی کھیتیوں، ان کی معجدوں، ان کے گھروں، ان کے مزاروں کورا کھ کے ڈھیر میں تبدیل کردے۔ بھارت نسل کشی کا مجرم ہے، اس نے کشمیر کی ایک جوان نسل کا گلا گھونٹ کرتح یک آزادی کو دبانے کی کوشش کی ہے، اس کا خیال ہے کہ بوڑھے اکیلے کیا کرلیں گے لیکن علی گیلانی، یاسین ملک اور شبیرا حمد نے استقامت کا وہ مظاہرہ کیا ہے کہ ان پرکئی شاہنا ہے قربان کئے جاسکتے ہیں۔

تحشمیر کا مقدمہ کیا ہے، بیسارا قضیہ کیا ہے،غور کیا جائے توبہت سادہ! کشمیر پاکستان سے ملحق مسلم اکثریت کی ایک ریاست ہے تقسیم ہند کے فارمولے کے تحت اسے پاکستان کا حصہ بننا تھا،مگرریاست کے غیرمسلم مہاراجہ نے غیر قانونی طور پر بھارت کے ساتھ الحاق کا اعلان کردیا۔ بھارت نے ناجائز تسلط کے لئے اپنی فوجیس اتاردیں۔اس ناجائز قبضے میں آسانی پیدا کرنے کے لئے ریڈ کلف نے باؤنڈری لائن آخری لمحات میں تبدیل کر دی، فیروز پور، امرتسر، گورداسپور کے مسلم اکثریتی علاقے بھارت کو دے دئے ،اس طرح بھارت کاکشمیرسے زمینی رابطہاستوارہوگیا، بیسازش کی پہلی کڑی تھی اور جب اس مسئلے پر دونوں ملکوں میں جنگ چھڑی تو بھارت خودسلامتی کونسل گیا جس نے سیز فائز کی قرار دا داس شرط کے ساتھ منظور کی کہ ریاست کے منتقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے اقوام متحدہ کی تگرانی میں آزادانہ، غیر جانبدارانہ استصواب کروایا جائے گا، پنڈت جواہر لال نہرونے اس شرط کو قبول کیالیکن اس بڑمل کرنے سے گریز کی راہ اختیار کی ،جس سے شمیریوں کے جذبات کوٹھیس پہنچی ، یا کستان ایک کمز ورفریق تھا، وہ کشمیریوں کی مادی مدد کے قابل نہیں تھا،اخلاقی،سفارتی مددکشمیریوں کے کام نہ آئی،ایک دوبار یا کستان نے طاقت سے بھی اس مسئلے کوحل کرنے کی کوشش کر دیکھی لیکن اس کے لئے فضا ساز گارنہ تھی ، کارگل کی جنگ نے البتہ خطرے کی گھنٹیاں ہجادیں۔ د نیا کوتشولیش لاحق ہوئی کہا گرایٹم بموں ہے لیس دونوں ملک ایک مکمل جنگ میں الجھ گے تو برصغیر کی ڈیڑھ دو ارب کی آبادی کا تذکر محض تاریخ کے صفحات تک محدود ہوجائے گا، جغرافئے میں ان کا کہیں اتا پتانہیں چلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بھارتی یارلیمنٹ پر حملےاورممبئی سانحے کے بعد جب دونوںملکوں کی فوجیس آ منے سامنے صف آ را ہوئیں تو عالمی طاقتوں نے اس آ ویزش کو بھیلنے سے روک لیالیکن دنیا پر واضح رہنا جا ہیئے کہ جب تک مسئلہ تشمیرسلگ رہاہے، برصغیر کے خرمن امن کوئسی بھی وفت نقصان پہنچ سکتا ہے۔

د نیامیں دہشت گر دی اور آزادی کی جنگ کوبھی گڈیڈ کر دیا گیا ہے ، کوئی بھی اس فرق کوسمجھنے کے لئے تیار نہیں۔بدشمتی سے کشمیریوں کی تحریک کوبھی دہشت گردی کے زمرے میں شار کیا جار ہاہے۔ یا کستان کومجبور کر دیا گیاہے کہ وہ مجاہدین کے لئے تربیتی کیمی بند کردے، جہادی تنظیموں پریابندی عائد کردے، جہاد کے لئے فنڈ اکٹھا کرنا بھی ممنوع قرار یایا،اس طرح کشمیری عوام یکہ و تنہارہ گئے ۔اور بھارت ان کو کیلنے کے لئے آزاد ہوگیا۔ پچھلے بارہ برس سے بھارت ،کشمیر کے مسئلہ کوزیر بحث لانے کے لئے بھی تیار نہیں ،اب دنیااس مسئلے کا ایباحل تھوینے کی کوشش میں ہے جس سے تشمیریوں کا اصل مسئلہ پس پشت چلا جائے ، کنٹرول لائن کھول کر بچھڑے ہوئے خاندانوں کوآپس میں ملنے کی اجازت دینے تک پیمسئلہ محدود کر دیا گیا ہے،کشمیریوں کومحدود پیانے پر باہمی تجارت کا موقع بھی دیا گیا اورمظفرآ باد،سری نگربس بھی چلا دی گئی ہے جوزیادہ عرصہ بندرہتی ہے،امریکہ کے نز دیک شمیر کے مسئلے کاحل یہی ہے جبکہ یا کستان کا ایک ہمسابید وست چین بھی سلح جدوجہد کے خلاف ہے،اس کا کہنا ہے کہاس نے ہا تگ کا تگ کے لئے پچاس برس انتظار کیا اور تا ئیوان کی واپسی کے کئے اگلے پیاس برس تک صبر کرے گالیکن چین بھول جا تا ہے کہان دونوں علاقوں پرکسی کا ناجائز قبضہ نہیں اوراسے بھارت جیسے سی عیار سے واسط نہیں پڑا۔ان حالات میں یا کتنان اور کشمیریوں کے سامنے سوائے مٰدا کرات کے اور کوئی راستہ ہیں کیکن بھارت اس مسئلے پر بات کرنے سے ہی ا نکاری ہے، وہ فوجی طاقت کے بل پراپنا ناجائز تسلط برقر اررکھنا جا ہتا ہےاوراگر یواین او نے بھی آ زادی اور دہشت گردی کےفرق کو واضح کرنے کی زحمت گوارانہ کی تو کشمیری مجبور ہوں گے کہ ہرسال یوم سیاہ منا کرایئے جذبات کی تسکین کریں، فلسطین کےساتھ بھی یہی ظلم روارکھا گیا اوراب یہی تجربہ تشمیر میں بھی دہرایا جارہاہے، جبکہ دیوار برلن کے انہدام اور سووئت روس کی شکست وریخت کے بعد درجنوں ممالک نے آزادی حاصل کی ہے۔ تقذیر کے قاضی کا پیفتوی ہےازل ہے۔۔۔۔ ہے جرضعیفی کی سزامرگ مفاجات ۔ (30 جنوری 2012ء)

سيسل چودهري كوسلام

جھے ہجھ ہجھ ہیں آ رہی تھی کہ بہار کا آسان را توں کو اچا نک رونے کیوں لگتا ہے۔ پھراچا نک میں نے ایک سنگل سطری خبر پڑھی کہ 65 کی جنگ کے ہیروگروپ کیپٹن سیسل چودھری کی زندگی بچانے کے لئے لا ہور کے فوجی ہسپتال میں ان کومشینوں پر منتقل کر دیا گیا ہے اور محض چوہیں گھنٹے کی شکش کے بعدوہ زندگی کی بازی ہار گئے ،گزری رات لا ہور کا آسان پھر رودیا۔ لا ہور کی جیل روڈ اور ظفر علی روڈ کے سنگم پر واقع گورا قبرستان ہار گئے ،گزری رات لا ہور کا آسان پھر رودیا۔ لا ہور کی جیل روڈ اور ظفر علی روڈ کے سنگم پر واقع گورا قبرستان کو ایک سے لبریز دکھائی دیتا ہے گر 15 اپریل کو اس میں ایک سدا بہار پھول کا اضافہ ہوا، جس نے گورا قبرستان کو ایک نئی پاکیزگی ، ایک نیا تقدس اور ایک نیا احتر ام بخشا ہے۔ اس پھول کے رنگوں سے لا ہور ہی نہیں ، پوراوطن قوس قزح کے رنگوں میں نہا گیا ہے۔

ہارے بزرگ صحافی دوست ایف ای چودھری وہیل چیئر پر آخری رسومات ہیں شریک ہوئے۔ سیسل کی تین بیٹیاں مشعل، کیرول، میرلن اور دو بیٹے سیسل ایس چودھری اورایان ایلڈرڈ بھی اپنے عظیم باپ کی میت کے سر بانے سر جھکائے کھڑے تھے۔ لیکن وہ نہیں جانے کہ ان کے باپ نے ان کوکس قدر سر باند کر دیا ہے۔ مجھے صرف اس بات پر فخر ہے کہ میں نے نوسال قبل اس عظیم انسان سے چند منٹ تک ٹیلی فون پر گفتگو کی ھی ۔ سیسل چودھری ستارہ جرات 65 کی جنگ کے ہیرو کے طور پر ہمیشہ یا در کھے جائیں گے۔ جب بھی کی سیسل چودھری ستارہ جرات 65 کی جنگ کے ہیرو کے طور پر ہمیشہ یا در کھے جائیں گے۔ جب بھی میں چکے گا۔ سیسل چودھری اس فارمیشن کا حصہ تھے جس نے چار جہاز وں کے ساتھ اسکواڈ رن لیڈر سرفراز میں چکے گا۔ سیسل چودھری اس فارمیشن کا حصہ تھے جس نے چار جہاز وں کے ساتھ اسکواڈ رن لیڈر سرفراز احمد رفیق کی قیادت میں ایک جہاز اڑ ان نہ کر سکا چنانچہ باقی تین جہاز اس مشن پر روانہ ہوئے جوانتہائی دشوارتھا، اس لئے کہ چوتھے جہاز کی مرمت میں سکا چنانچہ باقی تین جہاز اس مشن پر روانہ ہوئے جوانتہائی دشوارتھا، اس لئے کہ چوتھے جہاز کی مرمت میں مصروفیت کی وجہ سے روانگی میں ایک گھٹے کی تاخیر ہوگئ تھی ، اس دوران میں ہماری ایک فارمیشن پٹھا نکوٹ

کے بھارتی اڈے کی اینٹ سے اینٹ ہجا چکی تھی۔اسکواڈرن لیڈرر فیقی ، فلائٹ کیفٹیٹ سیسل چودھری اور فلائٹ کیفٹھٹ یونس حسن جب رحمن کی فضائی حدود میں داخل ہوئے تو پٹھان کوٹ کے معرکے سے واپس آنے والے فارمیشن نے انہیں خبر دار کیا کہ دشمن کے ہنٹر طیارے بڑی تعداد میں فضا میں موجود ہیں۔گر خلاف توقع ہلواڑہ کی طرف محویر واز نتیوں سیر طیاروں کوکسی مزاحت کا سامنانہیں کرنا پڑا۔ تاریکی تیزی سے تھیل رہی تھی ، ہارے جہاز صرف پندرہ سوفٹ کی بلندی پر تھے،انہیں زمین پر کچھ نظرنہیں آ رہا تھا۔قاعدے کے مطابق انہیں پنیتیس سوفٹ کی بلندی سے دشمن پر وار کرنا تھا۔انہوں نے حملے کی پوزیشن اختیار کی ہیسل چودھری کا جہاز زمین سے دوسوفٹ بلندتھا کہ انہیں دشمن کا ایکٹرانسپورٹ طیارہ نظر آیا،انہوں نے اپنے لیڈر کواس کے بارے میں بتایا۔سیسل کے وائرکیس سیٹ پرلیڈر کی ہدائت موصول ہوئی کہا ہے بھول جاؤ ،ہمیں اس سے بہترنشا نے ملیں گے۔ مگرا گلے یانچ منٹ تک وہ دشمن کی فضامیں چکر کا ٹیتے رہے،اندھیرا چھا جانے کی وجہ سے انہیں زمین پر کچھ نظر نہیں آر ہاتھا۔ بیاس زمانے کی بات ہے جب جنگی جہاز، جدید دور کی نیوی گیشن کی سہولتوں سے لیس نہ تھے اور کاک پیٹ میں بیٹھے، ہوا باز کواپنی آنکھوں پر انحصار کرنا پڑتا تھا۔سیسل چودھری نے ایندھن کے فالتو ٹینک زمین پر گرا دیئے، رفیقی نےحسن کو ہدائت کی کہوہ ابھی اینے فالتو ٹینک نه گرائے، رفیقی کواندیشه تھا کہ جنگ طول پکڑ گئی تو یاک فضائیہ کو فالتو ٹمینکوں کی زیادہ سے زیادہ ضرورت یڑے گی۔اسی دوران میں سیسل کے کاک پٹ میں وائرکیس سیٹ پررفیقی کی آ واز گونجی: دو ہنٹر، بارہ بجے کی بلندی پر،ان پرنظررتھیں ۔اس وفت سیبر جہاز سیدھی اڑان میں تھےاوران کی بلندی سوسے ڈیڑھ سوفٹ تک تھی ۔ پینس کی آ واز آئی: لیڈر، ہمیں ان کونشانہ بنانا جاہئے ۔ رفیقی نے جواب دیا: ٹھیک ہے، سیسل ، آپ بائیں والے کونشانے پرلواور میں دائیں والے سے نبتنا ہوں۔ڈاگ فائٹ کے دوران پینس اورسیسل اینے لیڈر کے عقب میں دائیں بائیں گھومتے رہے۔رفیقی کو پچھ پہتنہیں چل رہاتھا کہ کون ،کس جانب ہے۔جبکہ اس کی کمان میں دونوں ہوا باز وں کی توجہ ایک ہی تکتے پر مرکوزتھی کہوہ جان پر کھیل کراینے کمانڈر کی حفاظت کریں گے۔ یونس نے اس دوران تجویز پیش کی کہلیڈر بائیں والے ہنٹر کونشانہ بنائے اوروہ دائیں والے پر جھیٹے گا۔سیسل نے وائرلیس پر کہا ،ایلفا ،تمہارا عقب کلیئر ہے ، فائر کرو۔سیسل نے دیکھا کہ بائیں جانب والاهتثر آگ کے شعلے میں تبدیل ہوکو نیچ گرر ہاہے۔ پیس نے ابھی تک فائر نہیں کھولاتھا، رفیقی یو جھنے ہی والا تھا کہ پینس نے ایکشن کیوں نہیں لیا کہ سیسل کی آ واز گونجی : دومزید هنٹر سامنے آ گئے ہیں۔رفیقی نے

ہدائت دی:ان کوالجھاؤ ۔ سیسل کی پھرآ واز گونجی: بائیس طرف سے دواورھنٹر آ گئے ہیں اوران کے پیچھے دو اور طیارے ہیں۔رفیقی نے کہا: راجر، میرا عقب کلیئر رکھو۔اس وفت تنین اور ایک کا مقابلہ تھالیکن کمانڈر ا نتہائی پراعتا دتھا۔ نثمن کی سرز مین پرلڑائی ہور ہی تھی اور سارا شہراینی ایئر فورس کے بیٹنے کا منظر دیکھ رہاتھا۔ اس ا ثنامیں یونس دوسرے ہنٹر کا پیچھا کرتے ہوئے ان سے الگ ہو گیا۔ ابھی تک یونس اور رفیقی نے ایندھن کے فالتو ٹینک نہیں گرائے تھے۔رفیقی دو ہنٹروں کے پیچھے آچکا تھا،اس نے فائر کھولالیکن،میرے خدایا۔۔ اس کی گنیں جام ہو چکی تھیں۔رفیق کی آواز گونجی:سیسل، میری گنیں کامنہیں کررہیں، ابتم کمان سنجالو۔اس وقت تک تاریکی گہری ہوگئی تھی ،گنیں جام تھیں اور جنگی اصولوں کے تحت رفیقی کوواپسی کی راہ لینا جا ہے تھی کیکن اس صورت میں پینس پیچھے اکیلا رہ جا تااوروہ دشمن کے نرغے میں آ^ہ کرآ سانی سے شکار ہوسکتا تھا۔سیسل ،اینے جہاز کواگلی پوزیشن میں لے جاچکا تھا کہ بیاس کے کمانڈر کا حکم تھا۔اس نے دیکھا کہ بائیں جانب چارھنٹر ہیںاور دائیں جانب دوھنٹر _رفیقی کی آواز گونجی:تمہاراعقب کلیئر ہے۔سیسل دائیں جانب کے دو ہنٹروں پرحملہ آور ہو چکا تھا۔ پہلا ہنٹر دم د باکر بھاگ لکلالیکن دوسرا ہنٹرنشانے پر آ گیا۔اس کے یا تلٹ نے جان بچانے کے لئے کاک پٹ سے چھلانگ لگا دی۔سیسل نے اپنے ساتھیوں کو یکارامگراسے کوئی جواب نہ ملا۔وہ ابھی تک سو ہے ڈیڑھ سوفٹ کی بلندی پرتھا، چند کمحوں کے لئے اسے اپنے اردگر دیکھے نظر نه آیا، پھراہے محسوس ہوا کہ دو ہنٹر طیارے اس پر فائر کھول چکے ہیں۔ سیسل نے غوطہ لگایا۔ دونوں ہنٹر اس کے اور زمین کے درمیان سینڈوچ ہو چکے تھے۔اگلا جہاز اس کے پنچے سے نکل گیالیکن دوسرا جہاز زمین کے بہت قریب تھا، وہ ڈ گمگانے لگا۔ سیسل نے اپنا جہاز او پراٹھایا، جہاز کی رفتار کم کر کےاسے ایک سوہیں ناٹ پر لے آیا ۔حسب توقع ہنٹر بھی اوپر اٹھا اور عین اس کے سامنے آگیا،سیسل نے ٹریگر دبایا ۔ھنٹر آگ کے شعلوں میں تبدیل ہو گیا،سیسل آگ کے اس مرغولے کو چیرتا ہواوپر اٹھا۔اسے رفیقی نظرنہیں آر ہا تھا، ا جا نک اس نے دیکھا کہ ایک سیر اور ہنٹرفینجی کی طرح ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہیں۔سیر نے فائر کھولا اور ہنٹر منہ کے بل زمین پر آن گرا۔ یونس بہت اچھا نشانہ بازتھا ہیسل نے وائرکیس پر یو چھا: کیاتم نے ہنٹر مار گرایا ہے۔ یونس نے اثبات میں جواب دیا۔ سیسل نے کہا۔ تمہارے پیچھے دواور ہنٹر آ گئے ہیں۔ سیسل نے محسوس کیا کہ یونس کا طیارہ ہٹ ہو گیا ہے۔اسے آگ لگ چکی تھی سیسل نے کئی مرتبہ یونس کو پکارا،اس اثنا میں دو ہنٹر فضا میں نمودار ہوئے ،سیسل نے ایسی پوزیشن اختیار کی کہھنٹر اسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔اس نے

ان کا پیچھا کیا۔ ہنٹر دب دبا کر بھاگ کھڑے ہوئے، ہلواڑہ کی سرز مین، پانچ ہنٹرز کے قبرستان میں تبدیل ہو گئھی، سیسل کا کمانڈرر فیقی اور ساتھی یونس بھی شہید ہو چکے تھے، اس سانس روک دینے والے معرکے کی تفصیلات یہاں ختم نہیں ہوتیں، یہ 1971 کی جنگ تک محیط ہیں لیکن اس شاہنا ہے کا ہیرو آخری سانس لے چکا ہے، وہ لا ہور کے گورا قبرستان میں ابدی نیندسور ہاہے، چھتمبر کے معرکے میں اس نے اپنے سے چارگنا ہوئی قوت کو لاکار اتھا، اس کی لاکار سے دشمن آج تک مبہوت ہے اور میں گورا قبرستان کے سامنے سانس روکے، سر جھکائے کھڑا ہوں، پاکستان کے ایک سیچے سپاہی کے سامنے میرا سر بجزو نیاز سے جھکا ہوا سانس روکے، سر جھکائے کھڑا ہوں، پاکستان کے ایک سیچے سپاہی کے سامنے میرا سر بجزو نیاز سے جھکا ہوا ہے۔ اس کے زندہ جاوید کارنا موں کوسلام، اس کی جیتی جاگئی روح اور اس کے انمٹ جذبوں کوسلام!

يوم فضائيه كى حدت

الحمرا ہال میں پاکتان ایئر فورس نے چھ تمبر کو جنگی تصویروں اور جہازوں کی نمائش کا اہتمام کیا۔ ایئر مارشل طاہر رفیق بٹ سے کچھ یا داللہ ہوگئ ہے، انہوں نے خصوصی طور پرتقریب کا دعوت نامہ بھجوایا۔ میں اس بہادراور نڈر کمانڈر کو آنکھوں سے دیکھنے کا متمنی تھا جو بھارتی ایئر چیف کی دھمکی کا عملی طور پر جواب دینے کے لئے ایک فائٹر طیارے کے کاک پٹ میں سیٹ سنجال کی تھی، قریبی فضاؤں میں ایک اور طیارہ محو پرواز تھا جس میں آرمی چیف جزل اشفاق پرویز کیانی سوار تھے اور وہ ایئر چیف اور پاک فضائیہ کے دیگر طیاروں کی نقل وجرکت کو مانیٹر کررہے تھے جوایک معمول کی تربیتی مشق کا حصہ تھے۔

ایئر مارشل طاہر رفیق بٹ نے بھارت کو واضح پیغام دے دیاتھا کہ پاک فضائیہاسی جذبے کی حدت سے تمتمار ہی ہے جس کا مظاہر ہ جنگ تمبر میں کیا گیا۔

الحمراہال میں پنجاب کے وزیراعلی محمد شہباز شریف نے نمائش کا فیتہ کا ٹا، میں نے گھڑی پرنظر ڈالی، بیوہ ی وقت تھا جب چھ تمبر کو لا ہور کی فضاؤں میں ایم ایم عالم کے طیارے نے ساؤنڈ ہیر بیئر توڑا تھا، میں نے چائے کی میز پرشہباز میاں سے پوچھا کہ آپ تو جنگ شمبر میں ہائی اسکول کے طالب علم تھے، آپ نے لا ہور کی فضاؤں میں پاک فضائیہ کی مہارت کا نظارہ تو کیا ہوگا، انہوں نے کہا، میں کیا، لا ہور کے زندہ دلان چھتوں پر چڑھے ہوتے تھے اور ڈاگ فائٹ پر اس طرح تالیاں بجاتے اور نعرے لگاتے جیسے کوئی پٹنگوں کا مہوار ہونے فضا نعرہ تکبیر اللہ اکبرسے گونج اٹھتی ۔ ریڈ یو پاکستان سے شکیل احمد کی زبانی پاک فضائیہ کے کارنا مے سننے کے لئے ہرکوئی بے تا ب رہتا، بھارت نے اپنے نیوز بلیٹن میں شکیل کی آواز کی بھونڈی نقل اتار نے کی کوشش کی مگروہ حرارت اور وہ جذبہ کہاں سے لاتے شکیل احمد کی آواز کے زیرو بم سے یوں لگتا تھا اتار نے کی کوشش کی مگروہ حرارت اور وہ جذبہ کہاں سے لاتے شکیل احمد کی آواز کے زیرو بم سے یوں لگتا تھا اتار نے کی کوشش کی مگروہ حرارت اور وہ جذبہ کہاں سے لاتے شکیل احمد کی آواز کے زیرو بم سے یوں لگتا تھا جیسے وہ پاک فضائیہ کے بمباروں کے ساتھ محمو پرواز ہے اور ان کی بروں کی پھڑ پھڑا ہے اور گوں کی ترب

تراہٹ پرلائیوکمنٹری کررہاہو، شکیل کالب واہجہ تو قلب وروح کوگر مادیتا تھا۔ پاک فضائیہ کے ہواباز شجاعت کی ایک نئی داستان رقم کررہے تھے، ایم ایم عالم سات تمبرکوسر گودھا کے نواح میں پرواز کررہے تھے جب ان کو پیغام ملا کہ دشمن کے طیاروں کا تعاقب کیا جائے۔ اگلے تمیں سیکنڈ میں ایک مجزہ ہوا اور جنگی ہوابازی کی تاریخ میں ایک نیابب رقم ہوا، ایم ایم عالم نے ایسی چا بکدستی کا مظاہرہ کیا کہ دشمن کوچھٹی کا دودھ یا دکرادیا، تمیں سیکنڈ میں چارطیاروں کو آگ کے شعلوں کی نذر کر دیا، پانچواں جملہ آور طیارہ ساتھیوں کا حشر دیکھ کر بھاگئے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایم عالم نے اسے بھی اگلے تمیں سیکنڈ میں ڈھیر کردیا، دنیا میں بڑے بڑے فضائی جنگی معرکے ہوئے طیاروں کا شکار کر کے ہوا فضائی جنگی معرکے ہوئے طیاروں کا شکار کر کے ہوا بازی کے دستموں کو دانتوں تلے انگلیاں دبانے پر مجبور کردیا۔ اس طرح ایک عالمی ریکارڈ بن گیا۔

الحمرا ہال کے سکوت میں مجھے سیسل چودھری بھی یا د آرہے تھے۔فلائٹ لیفٹوٹ ایک الھڑنو جوان ہوتا ہے، اس کی آئھیں خوابوں سے سرشار ہوتی ہیں۔ وہ گروپ کیپٹن سرفراز رفیق اورفلائٹ لیفٹوٹ یونس حسن کے ساتھ ہلواڑہ پر جملے کے لئے روانہ ہوئے، ٹارگٹ پر پہنچتے پہنچتے شام کا اندھیرا چھا رہا تھا، دشمن کے طیارے ان سے ڈبھیٹر کے لئے تیار تھے۔اورا گلے چندلمحوں میں ایک ایبا سانس روک دینے والا ڈرامہ رونما ہوا جے ہلواڑہ کے لوگ کھی آئھوں سے دیھر رہے تھے اور حیران تھے کہ پاک فضائیہ کے ہوا بازکس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ دشمن کوعددی برتری حاصل تھی گریہ جنگ فیصلہ کن کمحے تک جاری رہی، گروپ کیپٹن سرفراز رفیق کے جہاز کی گئیں جام ہو گئیں، انہوں نے سیسل چودھری سے کہا کہ وہ حملے کی قیادت کرے اور وہ خودا سے عقب سے تحفظ دیں گے۔ اس گھسان کے رن میں یونس حسن کا طیارہ دورنکل گیا، سیسل چودھری نے جب تک دشمن کے تمام جہازوں کوٹھکا نے نہیں لگالیا، انہوں نے والیتی کی راہ نہیں لی، اس معر کے میں سرفراز رفیق نے جام شہادت نوش کیا، انہیں ہلال جرات سے نواز اگیا، یونس حسن کو بعد از شہادت ستارہ جرات عطاکیا گیا، اس معر کے میں سیسل چودھری واحد ہواباز شے جوزندہ والیس آئے۔

ایک کہکشاں ہے جو پاک فضائیہ کے رزم نامے پر روشنیاں بکھیر رہی ہے۔ چھتمبر کی صبح اسکواڈرن لیڈر حید رستارہ جرات کی سربراہی میں چھسیر طیاروں نے پٹھان کوٹ کے ہوائی اڈیے پرحملہ کیا۔اور جب تک اس کی اینٹ سے اینٹ نہ بجادی گئی، بیفار میشن واپس نہ آئی۔

بھارت نے لا ہور کی سرحد پرایک تخیر خیز حملہ تو کر دیالیکن وہ پاکتان کی دفاعی صلاحیت کا انداز ہ لگانے

سے قاصر رہا۔ یاک آرمی نے ہرمحاذ پر کامیابی سے دفاع کیا تاہم ہماری فضائیہ کی کارکردگی نے بھارتی منصوبہسازوں کو حیاروں شانے حیت کر دیا کیونکہ چھتمبر کی صبح سورے وہ ہمارے دفاعی فضائی حملے کی ہرگز توقع نه کررہے تھے۔انہوں نے پاکستان کی صلاحیتوں کا غلطا نداز ہ لگایا۔ پاک فوج اکھنور کے محاذیر بھارت کے دانت کھٹے کر چکی تھی ۔ لا ہور بھیم کرن اور سیالکوٹ میں بھی بھارتی فوج کے چھکے چھڑا دیئے گئے۔ بھارتی فضائیہ نے ایک واضح شکست کو دیکھ کریا کتان کے شہریوں سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا، لا ہور ریلوے اسٹیشن، سیالکوٹ شہراورقصور ریلوےاٹیشن کےاردگرد کےعلاقے کو بھارتی ہوابازوں نے اندھا دھند بمباری کا نشانہ بنایا۔مگریا کستان کےغیورعوام نے اف تک نہیں کی اوراینی بہادرافواج کےشانہ بشانہ سترہ دنوں تک جاگ کر ملک کی حفاظت کی اور اپنے ہوا بازوں کی حفاظت کے لئے دعائیں مانگیں۔میری آئکھوں کے سامنے گاؤں میں میری پھوپھی زاد بہن کاجسم بھارتی بہوں سے قیمہ بن گیا، میں خود تین مرتبہ بھارتی حملوں كى ز دميں آيا ليكن جس دن فرصت ملتى ميں قصور ميں اپنے گا وُں فتو حى واله كارخ كر ليتا۔ا سے وقتى طور برخالي کر دیا گیا تھالیکن کھانے پینے ، بہننے کا سارا سامان وہاں پڑا تھا اور سب سے بڑھ کر ہمارے دلیر شیر بہا در غازی حاروں طرف مورچہزن تھے،ان کے گرد سےاٹے ہوئے جسموں کی خوشبومیری روح کوآج بھی معطر کررہی ہے۔

مجھے پاکستان ایئر فورس پر فخر ہے اور ذاتی طور پر میں اس کے ہر سربراہ کا احترام کرتا ہوں، مگر اصغر خال، نورخال اور اب طاہرر فیق بٹ کی غیر معمولی شجاعت کا میں دلی طور پر معتر ف ہوں۔ مجھے قوم سے ایک درخواست کرنی ہے کہ چک لالہ ایئر پورٹ کا نام بدل کرنورخال ایئر پورٹ رکھ دیا گیا ہے، کم از کم اسے اسی نام سے پکارا اور لکھا جائے۔ سات سمبر کو یوم فضائیہ منایا جاتا رہا ہے، کوئی ہے جو آج لا ہور کینٹ کی سرفراز رفیق روڈ کوگل ہے جو لا ہور کے پھولوں سے بھردے اور کوئی ہے جو لا ہور کے گورا قبرستان میں سیسل چودھری کی قبر پر سرجھکا کراس ہیروکی روح کوسلام پیش کرے۔ (7سمبر 2013ء)

پاک فضائیہ کے سیحی ہیرو

وزیراعظم کواگر پشاورسانحے کی خبر دوران پرواز ملی تھی تو وہ ایئر فورس ون سے بیتھم جاری کرسکتے تھے کہ پشاور ایئر ہیں کا نام سیسل چودھری ہیں رکھ دیا گیا ہے۔اس سے دو پیغام ملتے۔ایک، ملک کی سیحی برادری کے سے دخموں پر مرہم رکھا جاتا اور دوسرے وطن دشمنوں کو پیتہ چلتا کہ پاکستان اپنی سیحی برادری کی کس حد تک عزت افزائی کرتا ہے۔اس سے قائد اعظم کی روح کو بھی آسودگی ملتی جنہوں نے فرمایا تھا کہ پاکستان بن چکا، اب یہاں سب کے حقوق مساوی ہیں۔سپر یم کورٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ جسٹس کا رئیلیس کی تاریخی کا رکواس کے میوزیم کی زینت بنایا جائے گا، یہ کارعد لیہ ہی کی نہیں، پوری قوم کا افتخار ہے، اسے مینار پاکستان کے سائے میں جگہ مائی چاہئے۔ جھے بھے خبیس آتی کہ سانحہ پشاور کے نم زدہ خاندانوں کی آنکھوں سے آنسو کیسے پونچھوں، مرنے والے میرے اہل وطن تھے، انہیں کوئی مسیحی کیوں کہتا ہے، اور اگر وہ مسیحی تھے بھی تو ان کا کر دار ہماری تاریخ کا ایک روثن باب ہے۔

آج میں ان قومی ہیروز کے سامنے سخت شرمندہ ہوں جنہوں نے مادروطن کے دفاع میں تن من دھن کی بازی لگائی۔ان میں مسیحی ہیروز بھی پیش پیش ہیں۔ بھارت کے ساتھ پینسٹھ اور اکہتر کی دوجنگوں میں پاک فضائیہ کے ہواباز وں کوسترستارہ جرات عطاکئے گئے ،ان میں سات مسیحی ہواباز بھی شامل ہیں۔ان میں سے ایک ایک ایک کی قربانی اور دلیری کا ذکر کرنے کے لئے گئی گئی شاہنا مے تصنیف کئے جاسکتے ہیں۔

ایئر مارشل ابرک گورڈن ہال نے آزادی کے بعد پاک فضائیہ کا انتخاب کیا، وہ بھارتی ایئر فورس کا انتخاب بھی کرسکتے تھےلیکن پاکستان میں انہوں ایک مضبوط اور توانا فضائی قوت منظم کرنے میں شاندار کردار ادا کیا۔وہ ڈپٹی جیف آف ایئر سٹاف کے منصب تک پہنچے، پنیسٹھ میں وہ چک لالہ جسے ابنورخاں ایئر ہیں کا نام دے دیا گیا ہے، کےٹرانسپورٹ کے شعبے کی دیکھ بھال کررہے تھے۔لڑائی چھڑی تو انہیں احساس ہوا

کہ پاک فضائیہ کے پاس بمبار طیاروں کی کمی ہے، انہوں نے سی ون تھرٹی ٹرانسپورٹ طیارے میں تبدیلی کی اوراسے بمباری کے قابل بنایا۔ گروپ کیپٹن کے طور پر پہلے مشن پروہ خودروانہ ہوئے،ٹرانسپورٹ طیارہ اپنی حفاظت نہیں کرسکتا گرانہوں نے کشمیر میں کشوعہ کے بل کو بمباری کر کے اڑا دیا۔ ہائی کمان ان کے ایشن پر اس قدر مطمئن تھی کہ انہیں تیرہ مزید حملوں کی اجازت دی گئی۔ ان طیاروں کی مدد سے انہوں نے لا ہور کے اٹاری سیٹر میں بھارت کے ہیوی توپ خانے کی اینٹ سے اینٹ بجادی، قوم نے ستارہ جرات سے نواز کر ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

ایئر کمودونذ ریلطیف، پنیسٹھ کی جنگ میں ایک بمبار ونگ کے سربراہ تھے۔انہوں نے بھارت کے اندر انبالہ پرٹھیکٹھیک نشانے لگائے۔ بھارتی اڈے کی حفاظت کے لئے روسی سام میزائلوں کا حصار قائم کیا گیا تھا مگرنذ برلطیف نے بےخوفی کا مظاہرہ کیا۔ دومواقع پران کے جہاز کوشد پدنقصان بھی پہنچالیکن وہ طیارے کو بحفاظت اڈے پراتارنے میں کا میاب ہوگئے۔ان کے سینے پرستارہ جرات سجایا گیا۔

ونگ کمانڈرمیرون لیزلی ٹرل کوٹ کا تذکرہ جذبہ حب الوطنی سے لبریز ہے۔وہ پینسٹھ کی جنگ میں ایف 104 شار فائٹر کے سکواڈرن کی کمان کررہے تھے، انہوں نے دشمن پر بڑھ چڑھ کروار کیا۔اوراس کی پیش قدمی کو ناممکن بنا دیا۔اکہتر کی جنگ میں وہ بیرون وطن تربیت پر تھے مگر وہ فوری طور پرواپس آ گئے۔انہیں اگلے ہی روز بھارت کے محفوظ تریں اڈے جام مگر پر بمباری کامشن سونیا گیا۔وہ اپنے مشن میں کامیابی کے بعدواپس آ رہے تھے کہ دشمن کے دھگ اکیس طیاروں سے ان کی ٹرھ بھیڑ ہوگئے۔ایک میزائل ان کے جہاز کو لگا،وہ جہاز سے کود گئے مگر تلاش کے باوجودان کا سراغ نہ ملا۔

سیسل چودھری کا نام زبان پرآتا ہے تو شجاعت کی عظیم داستانیں ان کے کارناموں کے سامنے گہنا جاتی ہیں۔ چھتم پینے سٹے کو مرنکا لنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی ،اگلے روز شام کو آنہیں ہلواڑہ پر حملے کا ٹاسک دیا گیا ،ان کے گروپ کیپٹن سرفراز رفیقی اس مشن کی قیادت کررہے تھے اور فلائٹ لیفٹ میں ہلواڑہ پر حملے کا ٹاسک دیا گیا ،ان کے گروپ کیپٹن سرفراز رفیقی اس مشن کی قیادت کررہے تھے اور فلائٹ لیفٹ میں انکے ہمراہ تھے،کسی فنی خرابی کی وجہ سے مشن کی پرواز میں تا خیر ہوگئی جس کی وجہ سے دشمن چوکنا ہوگیا، پٹھان کوٹ پر پی اے ایف کے جواباز کا میابی سے حملے کے بعد واپس آرہے تھے، انہوں نے خبر دار کیا کہ فضامیں بھارتی ہنٹر طیارے موجود ہیں۔ ہنٹر اور سیر کا کوئی مقابلہ نہیں ،گر ہلواڑہ کے شہر یوں نے دیکھا کہ جارے جہازوں نے دشمن کا کس دلیری سے سامنا کیا،مسلسل فائرنگ کی وجہ سے شہر یوں نے دیکھا کہ جارے جہازوں نے دشمن کا کس دلیری سے سامنا کیا،مسلسل فائرنگ کی وجہ سے

سرفرازرفیق کی گنیں جام ہوگئیں تو انہوں نے سیسل چودھری سے کہا کہ وہ حملے کی قیادت سنجا لے۔ سیسل نے تاک کرنشانہ لگایا اور ایک بھارتی ہنٹر کو مارگرایا، ہلواڑہ کے شہر یوں پر بیطیارہ آتش فشاں بن کرگرا۔ حسن بھی ایک اور ہنٹر کے تعاقب میں دورنکل گیا اور اس کا کچھ پہتہ نہ چلا، سرفرازرفیقی نے آخر دم تک عقب سے سیسل کو تحفظ فراہم کیا۔ جب تک سیسل نے بھارتی ہنٹرزکولڑائی سے منہ موڑ کر بھا گئے پر مجبور نہیں کر دیا، وہ بلواڑہ کی فضاؤں میں ڈٹار ہا۔ اکہتر کی جنگ میں سیسل چودھری، اسکوڈرن لیڈر کے منصب پر فائز تھا، ظفر وال شکر گڑھ سیٹر میں اس کے طیارے کو نقصان پہنچا، اس نے کاک بٹ سے چھلانگ لگا دی، وہ دیمن کے علاقے میں گرا، اس کی ہٹری ٹوٹ چکی تھی مگروہ اپنا ڈے میں گامیاب ہوگیا۔

سکواڈرن لیڈرولیم ڈیسمونڈ ہارنے کی دلیری پاک فضائیہ میں ضرب المثل بن چکی ہے۔ پینسٹھ کی جنگ میں اس کا ایک ہاتھ ہے ہاتھ ہے ہاتھ ہے ہاتھ رہنا منظور نہ تھا، اس نے اپنی خدمات دفاع میں اس کا ایک ہاتھ ہے تہ تھا مگر اسے ہاتھ ہے ہاتھ ہے ہاتھ رہنا منظور نہ تھا، اس نے اپنی خدمات دفاع وطن کے لئے پیش کیس اور آ دم پور، ہلواڑہ، جودھپور، پٹھان کوٹ اور انبالہ کے بھارتی اڈوں پرحملوں میں سرگرم حصہ لیا، پاک فضائیہ کے بہی وہ حملے تھے جن کا ذکرر ٹھیو پاکتان کی خبروں میں شکیل احمد کی زبان سے لوگ سنتے تھے کہ جمارے ہوا بازوں نے آج دن بھر دشمن کے اڈوں پر نیچی نیچی پرواز کر کے ٹھیک ٹھیک نشانے لوگ سنتے تھے کہ جمارے ہوا بازوں نے آج دن بھر دشمن کے اڈوں پر نیچی نیچی پرواز کر کے ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے تو گلی کوچ پاکتان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھتے تھے۔ سکواڈرن لیڈر ہارنے کو بھی قوم نے ستارہ کا دیت سے نواز ا

سکواڈرن لیڈر پیٹرکرٹی نے نیوی گیٹر کے طور پر پنیسٹھ میں مادروطن کا دفاع کیا۔ اکہتر کی جنگ میں وہ پی آئی اے میں ڈیپوٹیشن پرتھا مگر وہ اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی ا دائیگی کے لئے ایئر فورس میں واپس چلا آیا۔ جام نگر کے اڈے پرسخت مقابلہ پیش آیا اور وہ لا پتہ ہو گیا، پیشے سے لگن اور فرض شناسی کے بے مثل مظاہرے پراسے بعداز مرگ ستارہ جرات عطا کیا گیا۔

پاکستانی قوم ستارہ جرات پانے والےان سات محسنوں کو بھی فراموش نہیں کرسکتی۔سانحہ پیثاور کے بعد ان مسیحی محسنوں کے سامنے ہماری گردن کچھزیادہ ہی جھک گئی ہے۔(24 ستمبر 2013ء)

چهستمبری قوس قزح

ڈاکٹر ویدپرتاپ ویدک،ڈاکٹر مجیدنظامی کے دفتر میں تشریف لائے ،انہوں نے طنزیہانداز میں پوچھا، نظامی صاحب! سناہے آپ کوٹینک پر بیٹھ کر بھارت جانے کا شوق ہے، کیا میں ایک ٹینک بھارت سے بھجوا دوں۔

نظامی صاحب نے کہا، مہاراج، اپنے دائیں ہاتھ دیوار پر آویزال تصویر کوغور سے دیکھئے، میں آپ کو ایک بھارتی ٹینک پر ہی بیٹھانظر آؤں گا جے ہم نے پینسٹھ کی جنگ میں تھیم کرن سے پکڑا تھا۔ چندروز پہلے جنگ تمبر کے ایک ہیرو ہریگیڈ ٹرعبدالقیوم شیر ہلال جرات کے انقال پر میں نے کالم میں کھا کہ ہریگیڈ بیئر صاحب کے برق رفتار جملے سے بھارتی ڈویژن کمانڈر جزل نرنجن پرشاد بدحواس ہوکرا پئی جیب،اورذاتی ڈائری چھوڑ کرفرار ہوگیا۔

اس دور کے بھارتی وزیردفاع چون نے اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ لا ہور کے بھادتی وزیرا چا تک جملہ تو کردیا گیا لیکن بھارتی فوج کے بینزوں جملہ آور ہریگیڈز سے پچھلے پہرتک رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ان کا اتا پید معلوم کرنے کے لئے بھارت کے بندر بھویں ڈویژن کے کمانڈر جزل نرنجن پرشاد نے ایک جیپ پکڑی اورا گلے مور چوں کا رخ کیا مگروہ پاکتان کے ایک جوائی حملے میں پھنس گئے، جان بچانے کے لئے انہوں نے جبل پور میں تیار کردہ نسان جونگا جیپ سے چھلانگ لگا دی۔انہوں نے اپنی ہائی کمان کو پیغام بھجا کہ پاکتان نے دو ڈویژن فوج سے جوائی حملہ کر دیا ہے، اس لئے بھارتی فوج کو سرحد سے پیچھے ہٹنے کا حکم دیا جارہا ہے۔اس پغام نے بھارت کی مغربی کمان میں سراسیمگی پھیلا دی اور جزل ہر بخش سنگھا سے کورکمانڈر جزل جے ایس پغام نے بھارت کی مغربی کمان میں سراسیمگی پھیلا دی اور جزل ہر بخش سنگھا سے کورکمانڈر جزل جے ایس لئے معارت کی مغربی کمان میں سراسیمگی کھیلا دی اور جزل ہر بخش سنگھا سے کورکمانڈر جزل جے ایس کو معام کر سے میں ہو چھا مگر بھی لاعلم سے متازل چودھری کے بارے میں ہو چھا مگر بھی لاعلم سے متازل چودھری کے بارے میں ہو چھا مگر بھی لاعلم سے متازل چودھری کے بارے میں ہو چھا مگر بھی لاعلم سے متازل کے دوئے کی بارے میں ہو تھے، اس کے بوٹ کیچڑ سے لتے باہر آتا دکھائی دیا، اس کے بوٹ کیچڑ سے لتے بارے بیت سے متاس کے بوٹ کیچڑ سے لتے باہر آتا دکھائی دیا، اس کے بوٹ کیچڑ سے لتے بہر تیا ہائی دیا، اس کے بوٹ کیچڑ سے لتے بیت سے متاس کے بیٹر کی ہوئے کی بارے بیت سے میں ہو بھی اس کے بار کے بیت سے میں بو بھیا دی اس کے بیتارہ کردہ کی بارے میں بیت سے میں اس کی بوٹ کیچڑ سے لیے بیتارہ کی بار سے بیتارہ کی بارے بیتارہ کو بار سے بیتارہ کی بیتارہ کیا کہ بیتارہ کی بیارہ کی بیارہ کی بیتارہ کے بیارہ کی بیارہ کی بار کے بیارہ کی ب

سینے پرکوئی نیج آویزاں نہ تھا اور سر پرٹو پی بھی نہ تھی، شیو بڑھی ہوئی، جنزل ہر بخش سنگھ نے پوچھا کہ کیا تم ڈویژنل کمانڈر ہویا کوئی قلی۔ سات ستمبر کی شام کوریڈیو پاکستان سے جنزل پرشاد کی ذاتی ڈائری سے اقتباسات نشر ہونے لگے تو جنزل نرنجن پرشاد سے استعفل لے لیا گیا۔

یہی جنرل نرنجن پرشادتھا جس نے بدمستی میں کہا تھا کہوہ چھتمبر کی شام لا ہور کے جم خانہ میں فتح کا جام نوش کرےگا۔

اوراسی جنزل کے بارے میں میجر شفقت بلوچ نے کہاتھا کہ میں اس نڈھےنوں تن دن ہڈیارے نالے دے گندے یانی دا گھٹ نئیں پین دتا۔

پاکتان نے چھمب جوڑیاں کے محاذ پر بھارت کا بھرکس نکال کرر کھ دیا تھا۔ بھارت نے حواس باختگی میں لا ہور اور سیالکوٹ پر رات کی تاریکی میں جارحانہ حملہ کر دیا۔ یہ بھارت کی بھول تھی کہ وہ پاکتان کو اچا تک جالے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ رن آف کچھ کے بعد جب شاستری نے اعلان کیا کہ وہ آئندہ مرضی کے وقت اور محاذ کا فیصلہ کرے گا تو ہماری افواج نے سرحد پر دفاعی مور چسنجال لئے تھے، رن آف کچھ کا لڑائی کے دوران میں گنڈ اسٹکھ والا ہائی اسکول کا طالب علم تھا، ہمارے اسکول کے سامنے کی قالی خان کے فوجی دستے مور چہزن تھے، وہ بارہ بلوچ کے لیفٹین تھے جس کے کمانڈر کرنل آفتاب حسین سے میرااب بھی ٹیلی فون پر رابطر رہتا ہے۔ میرا گاؤں فتو جی والا، بی آر بی کے پار بھارت کی مشین گنوں کی زدمیں واقع ہے اور ہمارے کھیتوں میں بارودوی سرتگیں لگا دی گئی تھیں اور جہاں کہیں درختوں کا جھنڈ میسر تھا، اس کے نیچ بھاری اسلحہ اور متحرک راڈار کیموفلاج کردیئے گئے تھے۔

چوہ تمبر کی مبح میں لا ہور میں تھا، رات گئے تو پول کے شور سے آنکھیں کھل گئیں ،گر لا ہور کی زندگی معمول کے مطابق رواں دواں تھی ، میں وقت پر گورنمنٹ کالج میں اپنی کلاس میں حاضر ہوا، خالی پیریڈ میں باہر نکلا تو ضلع کچہری والے گیٹ پر مجھے اپنے گاؤں کا ایوب دکا ندار ملا، وہ کوئی پیشی بھگننے آیا تھا، اس نے بتایا کہ لا ہور قصور روڈ پر بسیں رواں دواں ہیں ، بھی بھار بھارتی ایئر فورس کا حملہ ہوجا تا ہے تو بسیں درختوں کی آڑلے لیتی ہیں۔ اسی اثنا میں لا ہور کی فضامیں دودھا کے ہوئے ، لوگوں نے سمجھا کہ بم گر گئے ہیں ، بعد میں ریڈیو کی خبروں سے معلوم ہوا کہ ایم عالم کے جہاز نے ساؤنڈ ہیر بریتو ڈا ہے جس سے بعض عمارتوں کے شیشوں کو فضائی کے بہادر ہوا باز بھارت کے ایڈوانس ہوائی اڈوں کی اینٹ نقصان پہنچا ہے ، اس وقت تک ہماری فضائیہ کے بہادر ہوا باز بھارت کے ایڈوانس ہوائی اڈوں کی اینٹ

سے این بہا چکے تھے۔ رات کے وقت میے ملہ پھر دہرایا گیا اور ریڈیوسے جب نیوز ریڈر کی آواز گونجی کہ ہمارے ہوا بازوں نے آدم پور، ہلواڑہ، جام پور، امرتسر، اور پٹھا نکوٹ پر نیجی نیچی پرواز کر کے ٹھیک فیل نشانے لگائے تو لا ہور کی فضا پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ بھارت کے اچپا نک حملے کی منصوبہ بندی اس قدر خام تھی کہ پاکستان کے جوابی اقدام کی توقع تک نہ کی گئے تھی، یہی وجہ ہے کہ چھے تمبر کی صبح صرف بندی اس قدر خام تھی کہ پاکستان کے جوابی اقدام کی توقع تک نہ کی گئے تھی، یہی وجہ ہے کہ چھے تمبر کی صبح صرف بٹھا نکوٹ کے اڈے پر دھگ، چپار مسلئیر ز، دونا نے اور ایک پیکٹ طیارہ کسی مزاحمت کے بغیر ڈھیر ہوگئے۔ ہماری فضائیہ نے وا گہہ سے جی ٹی روڈ پر باٹا پور تک کا علاقہ بھارتی ٹیکوں، تو پوں، مشین گنوں اور جیپوں کا محائیہ کیا تو اس نے دیکھا کہ مرگھٹ بنادیا، مغربی کمان کے جزل ہر بخش سنگھ نے سہد پہرکوا گلے مور چوں کا معائنہ کیا تو اس نے دیکھا کہ بعض فوجی گاڑیوں کے انجی چل رہے تھے کیکن ان کے ڈرائیور فرار ہو چکے تھے۔

بھارت کے سامنے لا ہور میں نمبردس ڈویژن دفاع میں متعین تھا جس کی کمان جزل سرفراز کے ہاتھ میں تھی ،اس ڈویژن کو بی آر بی پربیس بلوں کی حفاظت کرناتھی جہاں سے دشمن لا ہور کی حدود میں داخل ہوسکتا تھا۔ باٹا پور کا بل جی ٹی روڈ پرواقع تھا جے کرئل آفتاب کے جوانوں نے جان پر کھیل کر بارود سے تباہ کیا ، برک کے بیا کے سامنے میں جرعز پر بھٹی دشمن کے قیامت خیز فائر کے سامنے ڈٹے رہے اور دادشجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کیا ، آنہیں بہادری کا سب سے بڑا اعز از نشان حیدرعطا کیا گیا ، تھسین سے بر گیڈئر قیوم شیر نے جوابی حملہ کر کے دشمن کی صفوں میں تھلبلی مجادی۔

ایہہ پتر ہٹاں تے نمیں وکدے،تولیھدی پھریں بازارکڑے۔

لا ہور کی مال روڈ پرصفدر میرادیبوں اور شاعروں کے جلومیں اپنی برجستہ نظم پڑھ رہے تھے، چلو وا ہگہ کی سرحد پر، وطن پروفت آیا ہے، وطن پہکٹ کے مرجانے کا یارووفت آیا ہے۔

آئیڈیل بک ہاؤس انارکلی کی نکڑیر واقع تھا، وہاں سے قیوم نظراور امجد الطاف کے ساتھ میں بھی اس قافلے میں شامل ہوجا تا تھا،صفدر میر کی آواز ابھرتی ، میں پھرجلایا جاؤں ، پھرشہید ہوں ، میں پھرجلایا جاؤں ، پھرشہید ہوں۔

چے تمبر کی کہانی ایک ایسارزم نامہ ہے جوشاہ ناموں سے زیادہ گرمادینے والا ہے بھیم کرن کی فتح اس رزم نامے کا ایک روشن باب ہے جس میں پاکستان نے بڑی تعداد میں بھارتی ٹینک اور فوجی پکڑے، جزل ہر بخش سنگھ کواپنی وارڈ ائری میں لکھنا پڑا کہ ڈیڑھ لاکھ بھارتی فوجیوں کے ہوتے ہوئے تھیم کرن سے پسیائی ایک شرمناک باب ہے، یہیں سے پکڑے گئے بھارتی ٹینکوں کی نمائش کئی ماہ تک قصور کے اسٹیل باغ میں جاری رہی اور ڈاکٹر مجید نظامی نے ایک مقبوضہ بھارتی ٹینک پراپنی تاریخی تصویر بنوائی۔اسے کہتے ہیں وار ٹرافی! چھ تمبر کی قوس قزح کے رنگوں کا جلوہ دیکھنا ہوتو بیاصل تصویر عازی پاکستان ڈاکٹر مجید نظامی کے دفتر کی زینت بنی ہوئی ہے۔(6 ستمبر 2013ء)

محافظ لا ہور بر گیڈ نرعبدالقیوم شیر کارزم نامہ

میرے لئے چھتمبر دس روز پہلے آگیا ہے۔ میں نے اپنے ایڈیٹرڈاکٹر مجید نظامی سے چند روز پہلے درخواست کی تھی کہ چھتمبر کے لئے میں جو کالم بھیجوں گا،اس میں ان کے کمرے میں آویزاں ایک تصویر بھی لگے گی،جس کی انہوں نے اجازت دے دی۔

یہ کالم تو میں انشا اللہ اس کے وقت پر تکھوں گالیکن آج مجھے معرکہ لا ہور کے ہیر وہریگیڈ برعبدالقیوم شیر کی اچا کہ رحلت پر تکھنا ہے۔ میں ابھی ڈیفنس لا ہور کے بی بلاک کے مکان نمبر 150 سے ہو کر آیا ہوں ، ان کی بیٹیاں سفیدا جلے لباس میں ایک کمرے میں سر جھکائے بیٹھی تھیں اور مجھے زمین سے آسان تک قطار در قطار رحمت کے فرشتوں کی خوشبو محسوس ہوئی جومر حوم ہریگیڈ بر کی پر نور روح کے استقبال کے لئے آسانوں سے اتر رحمت کے فرشتوں کی خوشبو محسوس ہوئی جومر حوم ہریگیڈ بر کی پر نور روح کے استقبال کے لئے آسانوں سے اتر رحمت سے قبر کھیلا دی تھی کہ اس کی فوج لا ہور کی انار کلی میں میڈر گھی کہ اس کی فوج لا ہور کی انار کلی میں میڈر گھٹ کر رہی ہے۔ مگر عین اس وقت ہریگیڈ بر عبدالقیوم شیر کی کمان میں ایک مختصر سافوجی دستہ بھینی سے میں میڈر شدی کر ہی ہور امر تسرر وڈکو چودھویں میل پر کا بے چکا تھا اور ہمارے سرفروش انجینئر زباٹا پور کا بل

یہ کوئی تاریخی اتفاق ہے کہ پاک فوج کے دسویں ڈویژن کے کمانڈر میجر جزل سرفراز خال نے اپنی زیر کمان فوج کو پانچ اور چھتمبر کی درمیانی شب تین ہے جسے اپنے دفاعی مور پے سنجا لنے کا حکم جاری کیا تھا اور بھارت نے بھی جارحانہ ملہ کے لئے یہی وقت مقرر کیا تھا۔ نمبر 22 ہر یگیڈ کو باٹا پور کے دفاع کی ذمے داری سونپی گئی تھی ۔ اس کے سربراہ ہریگیڈ برعبدالقیوم شیر تھے جن کا تعلق نمبر 11 بلوچ سے تھا اور وہ 1948 کی تشمیر کی جنگ آزادی میں پانڈ و کے معر کے میں ایک کپتان کی حیثیت سے اپنی بہادری کا لوہا منوا چکے تھے۔ دیمن نے لا ہور پر تین اطراف سے حملہ کیا تھا۔ بھارتی فوج کے پندر ہویں انفنٹری ڈویژن کے تھے۔ دیمن نے لا ہور پر تین اطراف سے حملہ کیا تھا۔ بھارتی فوج کے پندر ہویں انفنٹری ڈویژن کے

کمانڈرمیجر جزل زنجن پرشاد نے بڑھک ماری تھی کہ وہ اس شام فتح کا جام لارنس گارڈن کے کلب میں نوش کریں گے۔ لیکن بریگیڈ برعبدالقیوم شیر کے جوابی جملے میں اس بھارتی جزل کواپنی فلیگ جیب چھوڑ کوراہ فرار اختیار کرنا پڑی، اس کی جیپ سے پاک فوج کو وہ نقشے مل گئے جن سے بھارتی جارحیت کے تمام رازآشکارا ہو گئے۔ یہ جیپ بی ان کی کیو کے میوزیم میں آج بھی جنگی ٹرافی کے طور پرموجود ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس جیپ کوآنے والے چھتمبر کولا ہور کے چیئر نگ کراس میں لاکررکھا جائے۔ میاں نواز شریف کو بھارت سے دوسی عزیز ہوگی لیکن پاکستان کے غیور شہری اپنی فوج کے کارنا موں پر فخر کرتے ہیں اور انہیں چھتمبر کواس کے اظہار کا پورا اپورا موقع ملنا چاہئے۔ اس طرح یہ ریفر نڈم بھی ہوجائے گا کہ قوم اپنے وزیر اعظم کے بھارت سے دوسی کے ایک تاریک کے ایک کے ایک کو سے دوسی قریر انہیں قریر انہیں جو تی ہے۔

بھارتی جنرل کی بڑھک پرایک تبھرہ کرنل شفقت بلوچ نے اپنی موت سے چندروز پہلے فون پر گفتگو کرتے ہوئے میرے ساتھ کیا تھا۔انہوں نے ٹھیٹھ پنجا بی میں کہا تھا:اوہ نڈھا چھ تمبر دی شام نوں فتح دا جام پینا چا ہنداسی، میں اس نوں تن دن ہڈیارے نالے دے گندے پانی دا گھٹ وی نئیں پین د تا۔

آ کھروز بعد تمبری جنگ کواڑتالیس برس ہوجا کیں گے۔ جنگ تمبر کے ہیروایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ بریگیڈ برعبدالقوم شیر بھی شاید بیٹم برداشت نہیں کر پائے کہ دری کتابوں سے نشان حیدر پانے والوں کا نام حذف کر دیا گیا ہے۔ وہ چورانو سے سال زندہ رہے، شنواری قبیلے سے تعلق رکھنے والا بیسپوت کو ہائے کے گاؤں جنگل خیل میں پیدا ہوا، وہ اس شہری مٹی میں ابدی نیندسوگیا جس کی حفاظت کے لئے اس نے دشمن کے گاؤں جنگل خیل میں پیدا ہوا، وہ اس شہری مٹی میں ابدی نیندسوگیا جس کی حفاظت کے لئے اس نے دشمن کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ لا ہور کا معرکہ بھارت کے لئے انتہائی اہم تھا، سرحد سے قریب تر ہونے کی وجب وہ وہ اسے آسانی سے فتح کرنے کا خواب و کھور ہاتھا۔ راستے میں ایک رکاوٹ حائل تھی اور وہ تھی بی آر بی نہر۔ اس کا منصوبہ یہ تھا کہ اچا تک بیانار کر کے وہ پاک فوج کی دفاعی پوزیشنوں کوروند تے ہوئے لا ہور کے تاریخی شہر میں داخل ہو جو ایک بیان کے دوروں کی طرح سرحد پاری ۔ مگراسے ایک نا قابل شکست فوج کا سامنا کرنا پڑا۔ عزیز بھی شہید نشان حیدر جیسے با کمال اور نڈر کمانڈ راس کے سامنے سیسہ پلائی و بوار بن سامنا کرنا پڑا۔ عزیز بھی شہید نشان حیدر جیسے با کمال اور نڈر کمانڈ راس کے سامنے سیسہ پلائی و بوار بن کے ، ابوب خان کو آج جشنی مرضی گالیاں دے لیں لیکن چھی تبرکودن کے گیارہ ہے ریڈ یو پراس کی آواز گوئی کے ، ابوب خان جب فوت ہوا تو بھٹونے اس کی نماز جناز ہیں شرکت نہیں کی اور کہی بھٹو، فرانس کے مرحوم کیں ایوب خان جب فوت ہوا تو بھٹونے اس کی نماز جناز ہیں شرکت نہیں کی اور کہی بھٹو، فرانس کے مرحوم کیں ایوب خان جب فوت ہوا تو بھٹونے اس کی نماز جناز ہیں شرکت نہیں کی اور کہی بھٹو، فرانس کے مرحوم

صدر جارج پومپید و کے جنازے میں شرکت کے لئے اہتمام سے پیرس پہنچا۔ سیاسی امور پرفوج سے ہزار اختلا فات ہو سکتے ہیں لیکن مادر وطن کے دفاع پر قوم اور فوج شانہ بشانہ ہیں ہوں گے تو ہمارے دشمن خدا نخواستہ ہمیں کسی وقت بھی ڈھیر کر سکتے ہیں۔ ہریگیڈ ٹرعبدالقیوم کے جسد خاکی کو پاک فوج نے پورے فوجی اعزاز سے دفن کیا ہے، انہیں ایک چاق و چو بند دستے نے سلامی پیش کی ہے۔ اور عوام نے جوق در جوق ان کے جنازے میں شرکت کی ہے اور ان کی میت کو کندھا دیا ہے۔

بریگیڈ ریعبدالقیوم شیر کا فاتحانہ معرکہ یوری قوم کے لئے باعث فخر ہے۔ چھتمبر کو بھارت نے وا مگہ بارڈر برجارحیت کرکے بی آر بی نہر کے مشرقی کنارے پر قبضہ جمالیا تھا، وا مگہ پوسٹ کوآ زادکرانے کا فریضہ بریگیڈ برعبدالقیوم کوسونیا گیا۔وہ بھینی کے بل سے آگے بڑھے تو دشمن نے ان کے ایڈوانس دوٹینکوں کو تیاہ کر دیا اور حیاروں طرف سے گولیوں اور بموں کی بارش کر دی،خطرہ بیرتھا کہ یاک فوج کا ایکشن رک جائے گا کیکن بریگیڈ برعبدالقیوم شیرنے ذاتی جرات، دلیری اور قائدانہ صلاحیت کی بہترین مثال پیش کرتے ہوئے حملے کی قیادت سنجالی،ان کے جوانوں کا خون بھی جوش میں آیا،ان کی منزل ابھی یانچ جیمیل دورتھی، دشمن نے ہرطرف سے ان کا محاصرہ کر رکھا تھالیکن بریگیڈ برعبدالقیوم شیر بے خوفی سے آ گے بڑھتے چلے گئے ،اور انہوں نے لا ہورامرتسر روڈ کو کاٹ کر دشمن کےعقب میں پوزیشن سنھال لی، یہی وہ موقع تھاجب بھارتی جزل نرنجن پرشاد نے راہ فراہ اختیار کی ، میرے پاس اس کمھے کی تصویر موجود ہے جب پاک فوج کے جوانوں نے اس جیپ کو گھیر کرایئے قبضے میں لیا، بھارتی فوج کےاس جنر ل کو ذلت کا سامنا کرنا پڑااوراسے ایک روز بعد فوج کی نوکری ہے نکال دیا گیا جبکہ یاک فوج کے سربراہ جنرل موسی نے اگلے مورچوں میں جا کر بہادر ہر یگیڈ برعبدالقیوم شیر کے سینے پر ہلال جرات آ ویزاں کیا۔ اس ہلال جرات کی تابنا کی قوم کی راہیں روشن کرتی رہے گی۔(29 اگست 2013ء)

چھتمبرے ملاقات

میں آج صبح سوہرے ہڈیارہ ، برکی ، باٹا پوراور وا گہہ کی طرف نکل گیا تھا۔ دفاعی یادوں کی طرف ٹولیوں اورٹرالیوں میں لوگ جارہے تھے۔جگہ جنگی ترانے گونج رہے تھے۔

میجرعزیز بھٹی شہیدنشان حیدر کا مزار پرجمگھٹا تھا۔قریب ہی ایک گمنام سپاہی کی قبربھی ہے جس پرلوگ فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ بچوں کے چہرے تمتمار ہے تھے اور بڑی عمر کے لوگوں کی آئکھوں میں ان شہیدوں کی یا د میں آنسو جھلملار ہے تھے۔

1965ء کی جنگ کوچارعشر کے ٹررگئے ہیں لیکن لوگ اس کے نوسطیجیا سے نہیں نکل سکے۔ قومی زندگی کا میہ ایک اہم سنگ میل ہے جس پر آنے والی نسلیں فخر کرتی رہیں گی۔ بھارت نے کوشش کی تھی کہ وہ رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمارے اگلے مورچوں کوروندڈ الے اور دن کے دس ہج باغ جناح کے کلب میں بھارتی جرنیل فنح کا جام نوش کرنے کا پروگرام بناچکا تھا۔

میں تمبر 65ء میں گورنمنٹ کالج لا ہور میں سینڈ ایئر کا طالبعلم تھا۔ چھتمبر کی اوائل صبح تو پوں کی گھن گرج سائی دی تو میں اور میرے بڑے بھائی میاں محمد اسلامیہ پارک کے کمرے میں ہڑ بڑا کراٹھ بیٹھے۔ہم قصور کے ایک سرحدی گاؤں کے رہنے والے ہیں۔اس لئے ہمارے لئے بھارتی جارحیت کوئی زیادہ غیر متوقع نہ تھی۔ہمارے گاؤں کے کھیتوں میں کئی مہینوں سے فوج نے ڈیرے ڈال رکھے تھے۔ بھی بارودی سرنگیں نصب کر دی جاتی تھیں اور بھی اکھاڑ دی جاتی تھیں۔گاؤں کے لوگ ان بارودی سرنگوں کے عادی ہوگئے تھے اوراحتیاط سے چارہ وغیرہ کاٹ لیتے تھے۔فوجی بھی کوئی تعرض نہیں کرتے تھے۔

میں پیدل گورنمنٹ کالج جایا کرتا تھا۔ چو ہر جی کے قریب ایک دکان پرریڈیو کے گرد کافی لوگ جمع تھے۔ اس وقت صدرایوب خال کی تقریرنشر ہور ہی تھی۔ جب فیلڈ مارشل نے بیفقرہ ادا کیا کہ جوانو!لاالہالااللّٰہ کا وردکرتے ہوئے دشمن پرٹوٹ پڑوتو ہجوم نے نعرہ تکبیر بلندکیا۔ میں نے کالج میں ایک دوپیریڈ پڑھنے کے بعد پجھری والے گیٹ سے باہرنگل کر دیکھا ،سڑک پر معمول کی ٹریفک جاری تھا۔ پجہری کی طرف سے مجھے اینے گاؤں کے ایک نوجوان محمدالوب آتے دکھائی دیے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ گاؤں والوں کا کیا حال ہے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ آج بچہری میں کسی پیشی کے لئے آئے ہیں تا ہم صبح سویرے گاؤں کے لوگ ضروری سامان کے ساتھ قرب وجوار کے مقامات کی طرف پناہ کے لئے نکل دیے تھے۔

ابھی ہم یہ باتیں کرہی رہے تھے کہ فضامیں دودھا کے ہوئے۔ بعد میں پنہ چلا کہ شیر دل ہوا بازا یم ایم عالم نے لا ہور کے اُوپر سپیڈ بیر برکوکراس کیا ہے۔ جس سے بیدھا کے ہوئے ہیں۔ایم ایم عالم نے اہل لا ہور کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی تھی کہ گھبرا ئیں نہیں۔ فوج پوری طرح چوس ہے۔ پچھلے پہر میں پرانی انارکلی میں بائیبل سوسائٹی کے پاس کھڑا تھا کہ شہر کے اوپر پاک فضائیہ اور بھارتی حملہ آور طیاروں کے مابین ڈاگ فائیٹ شروع ہوگئی۔لا ہور یوں کیلئے یہ کوئی چنگ بازی کے بوکاٹے والا منظر تھا۔لوگ چھتوں پر چڑھ کرنعرہ سے سبیر بلند کررہے تھے۔کسی کوخوف تک نہ تھا کہ جہاز سے گرنے والا کوئی بم ان کے لئے موت کا پیغام ثابت ہوسکتا ہے۔

لا ہور کی مال روڈ پر ہرروز کوئی نہ کوئی جلوس نکلنے لگا۔ادیوں ،شاعروں کےجلومیںصفدر میراپنی تازہ نظم بلندآ ھنگ سے پڑھ رہے تھے۔

''چلووا هگه کی سرحد پر

وطن پروفت آیاہے،

وطن پہکٹ کے مرجانے کا یارووفت آیاہے'

صفدرمیر جب اس طویل نظم کے آخری مصرعے تک پہنچ کہ

میں شہید ہوں ،

پھرشہیدہوں''

تولوگوں کے جذبات سمندر کی طغیانی سے زیادہ تلاطم خیز نظر آتے تھے۔

لا ہورریڈیو پردن رات شاعروں اورادیوں کا ایک ہجوم دکھائی دیتاتھا۔ ہرکوئی اپنی تازہ نظم یا تاثر ات نشر کرنے کے لئے بے تاب رہتا تھا۔احمد ندیم قاسمی کی ایک نظم کے اس مصرع کا تاثر آج بھی میرے لہومیں ر چا بسا ہوا ہے'' چا نداس رات بھی نکلا تھا مگراس کا وجود۔۔ا تنا بے رنگ تھا جیسے کسی معصوم کی لاش''۔ نظام و بین نے اپنے پروگرام میں جیسے ہی یہ اعلان کیا کہ بھارت لا ہور کے ویران علاقوں میں گھس بیٹھے اتاردیئے ہیں تو چشم زدن میں اہل لا ہور ڈنڈے لے کرمیانی صاحب میں گھس گئے۔خوا تین کے ہاتھوں میں کپڑے دھونے والے تھا پے تھے۔افسوس کسی گھس بیٹھئے سے ٹر بھیٹر نہ ہوسکی۔ دشمن محض زندہ دلان لا ہور کو ہراسال کرنے کیلئے انٹ شدے چھوڑ رہاتھا۔

جنگ کے تیسرے روز میں نے سوچا کے قصور جا کراپنی والدہ اور دیگرعزیزوں کی خیر خیریت معلوم کر آؤں۔قصوراڈے میں بس سے اتر اتو سڑک کے کنارے تھیم کرن کے فاتح شہیدوں کی لاشیں قطار اندر قطار پڑی تھیں۔ان کوا مانٹا یہاں فن کیا جانا تھا۔شہیدوں کے جسموں کی مہک سے روح معطر ہوگئی۔نو جوان دھول سے اٹے ہوئے چہروں کے ساتھ یوں لیٹے تھے جیسے ابھی ابھی آئکھگی ہو۔

''خداکی راه میں قبل ہونے والوں کومردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں''

اور میں نے اس زندگی کاراز پالیاتھا تر وتاز ہ کھرے چ_{ار}ے جن پرصدرنگ بہاریں بھی قربان جائیں ، بیہ تھے زندہ شہید۔

محافظ لا ہور جنرل سرفراز خال سے ان کی موت تک سینکڑوں صحبتیں رہیں۔ بریگیڈیئر قیوم شیر، بریگیڈیئر عطامحد، بریگیڈیئر امجدعلی چودھری، کرنل شفقت بلوچ، بیگم شامی شہید سے نیاز مندی رہی۔اس وقت جب میں میسطور تحریر کرر ہا ہوں تو میں اپنے کمپیوٹر پر سمبر 65 کے جنگی نغیے سن رہا ہوں۔

''ایہہ پترھٹال تے نئیں وکدے''

''ميريا ڏھول ساڄيا، نتنوں رب دياں رڪھاں''

"رنگ لائے گاشہیدوں کالہو"

''اےراہ حق کے شہیدو، وفاکی تصویرو''

اورمیرے قلم سے آنسو بہہ نکلے ہیں۔۔۔۔(8 ستمبر 2006ء)

يوم شهدا کی قوس قزح

وہ جواللّٰد کی راہ میں مارے گئے ،انہیں مردہ نہ کہو، وہ زندہ ہیں گرتمہیں اس کاشعورنہیں ، بیاللّٰد کا فر مان ۔

، افق تاافق خوں رنگ کہکشا ئیں چیک رہی ہیں۔گلا بی نور کے ہالے نے وطن کواپنی لپیٹ میں لےرکھا ہے۔

آج پاک فوج شہیدوں کی یادمنارہی ہے۔اور میری یادوں کی قوس قزح روثن ہوگئ ہے۔
چوسمبر پینیسٹھ کی جنگ کے دوروز بعد بیل قصور گیا۔ لاری اڈے کے سامنے سڑک کنارے چھوٹا سا جوم تھا۔ زبین پر چٹا کیاں بچھی تھیں، ان پر گبھرو جوانوں کی لاشیں رکھی تھیں، یوں لگتا تھا کہ وہ کسی کھیت میں کام کرتے کرتے ،مٹی سے اٹے ہوئے، دم بھر کے لئے سو گئے ہیں، یدلاشیں چندروز پرانی تھیں، مگر پوری طرح تز وتازہ کوئی سڑا نذہیں، فضا ایک خوشبو سے لبریز، میں نے شہیدوں کوزندہ شکل میں دکھ لیا تھا، یکھیم کرن کے جاذ پر ڈٹ گئے تھے، بھارت کے اخباروں میں لیڈیں چھپ رہی تھیں کہ پاک فوج قصور کوچھوڑ کر بھاگ گئی، لا مور پر قبضے کی خبریں بھی اچھالی جارہی تھیں، میرے پاس ان اخبارات کے فوٹو آج بھی ذاتی لائیبر بری میں موجود ہیں کسی کو یقین نہ آتا ہوتو غریب خانے پر تشریف لے آئے اور آنکھوں سے بھارتی گؤبلز کا جھوٹ دکھے لے۔ میں نے بعد میں تھیم کرن بھی دیکھا۔ یہتاریخی قصبہ، پاک فوج کے شہیدوں کے گوبلز کا جھوٹ دکھے لے۔ میں نے بعد میں تھیم کرن بھی دیکھا۔ یہتاریخی قصبہ، پاک فوج کے شہیدوں کے خون کا ورثہ، ایک عرصہ تک یا کتان کے قبضے میں رہا۔

یہ شہید میری سوچ کا انمٹ حصہ بن گئے، کالج کے دنوں میں، میں نے ایک نظم کھی: اے میرے زندہ مجاہد، اے میرے زندہ مجاہد، اے میرے انکا بین الکلیاتی مشاعروں میں اس نظم پر مجھے انعامات ملے۔ا کہتر کی جنگ کو میں نے ایک ایمبیڈ بڈا خبار نولیس کے طور پر کور کیا، قصر ہندے معرکے میں پہلے شہید میجر حذیف ملک کے گلے

میں گولے کا ایک ٹکڑا لگا،خون کا ایک فوارہ بہہ نکلالیکن میجر حنیف ملک اپنے جوانوں کا حوصلہ بڑھانے کے کئے نعرہ تکبیر بلند کرتے رہے، ایک لمحہ وہ بھی آیا جب ان کی آواز کٹے ہوئے نرخرے سے نکلتی محسوس ہوئی، میں نے کوشش کی کہ شہید کے جس سے پھوٹنے والےخون کے پہلے قطرے کی حرارت اپنی تحریر میں سمودوں ، مگریہاں تو ہرطرف شہیدوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں ،تھر پینجا ب رجمنٹ نے پہلی شہادت اینے بٹالین کمانڈر کرنل غلام حسین کی پیش کی ، دشمن کے موریعے سے مشین گن کا پورابرسٹ ان کے ہیلمٹ کو چھید تا ہوا آریارنکل گیا،تھری پنجاب آج جہاں کہیں بھی ہوگی ،اس کے ہیڈ کوارٹر میں کرنل غلام حسین شہید کا پیجیلمٹ شجاعت کے ایک تمغے کے طور پرموجود ہوگا، میں نے اس ہیلمٹ کا دیدارڈبل بھا ٹک کی تکون میں واقع ایڈوانس ہیڈ کوارٹر میں کیا اور میری نظروں نے اس کو بے ساختہ چوم لیا تھا۔ حیینی والیہ بارڈ رکواسی شہید کرنل کے نام سے ہمیشہ کے لئے موسوم کر دیا گیا۔ 47 برس گز ر گئے ، کرنل غلام حسین چیک پوسٹ پر ہرشام فوجی پریڈ ہوتی ہےاور فضا نعرہ تکبیر ہے گونج آٹھتی ہے۔شہیداور کس طرح زندہ ہوتے ہیں۔اے میرے زندہ مجاہد،اےمیرےزندہ شہید! اِنتہ ہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں۔اڑ کے پہنچو گئے تم جس فلک تک،ساتھ جائے گی آ واز میری، اورایہہ پتر ہٹاں تے نئیں وک دے، توں لبھدی پھریں بازار کڑے۔ یہ ہیں راہ حق کے شہید، یہ ہیں وفا کی تصویریں!! یاک فوج شہیدوں کی امانت دار ہے،اس نے شہیدوں کی میراث کو ہمیشہ سینے سے لگائے رکھا،اسے حرز جال بنائے رکھا۔ ہمیشہ شہیدوں کے راستے پر گامزن رہنے کی کوشش کی ۔وطن کو جب بھی کسی بیرونی یا اندرونی جارحیت کا سامنا ہوتا ہے تو یاک فوج کے جوان اور افسر شہادتوں کا گل و گلزارمهکا دیتے ہیں۔رن آف کچھ کا معر کہ درپیش ہو،سلیمانکی ، برکی یا ہڈیارہ کی آ زمائشیں ہوں،جسڑ ،ظفر وال اورشکرگڑھ کےمحاذ ہوں یا چھمب ، جوڑیاں ، کارگل اور سیا چین میں دشمن سے سامنا ہو، ہمارے جوانوں اورافسروں نے دلیری اور شجاعت کے شاہناہے اپنے خون سے تحریر کئے جو تاریخ کے ماتھے کا حجومر بن کر حیکتے رہیں گے۔میجرطفیل،میجرعزیز بھٹی،میجرسروراوران جیسے دیگر جانباز وں نے نشان حیدر کی شاہراہیں روش کیس، فضاؤں میں اورسمندروں میں دلیر،شیراورگھبرو،قوم کی آنکھوں کی چبک بن کرزندہ و پائندہ بن گئے۔سرفرازرفیقی،علاوَالدین اورسیسل چودھری کے کارنا ہے ابدتک زندہ وتا بندہ رہیں گے،ان کے ذکر پر دلوں کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے،آئکھیں عجز و نیاز سے جھک جاتی ہیں،اور ولو لےاور جذبے ہمالہ کی رفعتوں ہے ہمکنار ہوجاتے ہیں۔ پاکستان میں ایک المیہ بیہ ہوا کہ فوج مارشل لا میں الجھ کئی اورعوام کے ایک طبقے نے اسے نفرت کا نشانہ بنا لیا۔ فوج اورعوام کے درمیان فاصلے بڑھتے چلے گئے، جنرل اشفاق پر ویز کیانی نے کمان سنجالی تو انہیں اس المیے کا پورا پورا احساس تھا، انہوں نے فوج کوسیاست سے دور کرنے کا اعلان کیا، فوج کے شہدا کی یا دمنانے کے لئے ہرسال تیس اپریل کا دن مخصوص کر دیا۔ آج پورے ملک میں شہیدوں کوسلامی پیش کی جارہی ہے، ایک مرکزی تقریب جی ایچ کیومیں ہے جہاں جزل کیانی مہمان خصوصی کےطور پر خطاب کریں گےاور ہر کور ہیڈ کوارٹر میں بھی شہیدوں کی لا زوال عظمت کے سامنے جھکے ہوئے سروں کی قطار نمایاں ہوگی۔ یاک فوج نے اپنے سربراہ کے قول کو نبھا کر دکھا دیا مگر قوم کا ایک حصہ ابھی تک بد مگمانیاں پھیلانے میں مصروف ہے۔اس کئے چندروز پہلے کا کول میں یا وُسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے جزل کیانی نے اس کتے کونمایاں کیا تھا کہ قوم اور سکے افواج متحد ہو کر ملک کی سیکورٹی کویقینی بناسکتی ہیں ۔فوج نے اس اتحاد میں رخنہ ڈالنے کی کوئی کوششنہیں کی ، نازک اور شکین لمحات میں بھی صبر فخمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا ، کئی لوگوں نے اسے بار بار پکارااور کئی لوگوں نے اسے بار بارللکارا مگرفوج نے اپنے کام سے کام رکھا،اس نے شہیدوں کےلہو کی لاج رکھنے کی کامیاب کوشش کی اوراس کا سہرا بجاطور پر جنز ل کیانی کے سرسجتا ہے۔ بچھلے ایک عشرے میں فوج کے مجموعی کر دار کی تحسین نہ کی جائے تو یہ ایک نا قابل معافی بخل ہوگا۔ملک کو اندراور باہر سے ایک پیچیدہ صورت حال کا سامنا ہے، دشمن نظر نہیں آتا، یہ بے چہرہ ہے، ہماری صفول کے اندر گھسا ہوا ہے، ہمارے بھیس میں ملبوس ہے، ہماری شکلوں سے ملتا جلتا ہے مگراس کا ایجنڈ ہ اس ملک کا نہیں ،کسی اور کا ہے۔وہ ہمیں تباہ کرنے پر تلا ہواہے،اس نے ہمارے پچاس ہزارشہریوں کا خون بہا دیا،ان میں آٹھ ہزار فوجی جوان اور افسر بھی شامل ہیں۔ کسی قوم نے اور کسی فوج نے اپنے قلیل عرصے میں اس قدر بیش بہااوران گنت قربانیاں پیش نہیں کیں۔ دنیا کی بہترین اورجدیدتریں اسلحے سے کیس امریکی اوراتحادی افواج میدان سے پسیائی اختیار کر کے جا رہی ہیں گھر یاک فوج کیے یاوُں ڈٹی ہوئی ہے،سرفروشی کی نئی واستانیں رقم کررہی ہے،اس کے ساتھ قوم بھی ہرروز قربانیاں پیش کررہی ہے، ملک نے انتخابات کے مرحلے میں ہے مگر دشمن ان کوسبوتا ژکرنے پر تلا ہواہے، ہمیں اس خطرے کا متحد ہوکرسد باب کرناہے، ایک ان دیکھے، بے چہرہ، بے نام دشمن کے عزائم کو خاک میں ملانا ہے، ہمارے قومی شہید ہمارے لئے مینارہ نور ہیں،ان کی روشن کردہ کہکشاؤں پر چلتے ہوئے ہم منزل کویقینی طور پریا سکتے ہیں،ان شہیدوں کوسلام،ان کی

عظمت اور جرات کوسلام ۔ اور ان کے سپاہ سالا رکوسلام جس نے شہیدوں کی یاد سے وطن کی فضا کیں معطر کر دی ہیں ۔ اب پر وانوں میں ۔ ان پر وانوں پر ہمار ہے جان ودل ثار!!! دی ہیں ۔ ان پر وانوں پر ہمار ہے جان ودل ثار!!! (2013ء)

مياں صاحب!28 مئی والی تقریراور تاریخ دہرائیں!

میاں نواز شریف ایک عرصے کے بعد یوم تکبیر سے خطاب کر دہے ہیں، یہ ایک اعزاز ہے جس کے وہ حقدار ہیں لیکن اس رزم نامے کے پیچھے کچھ باغیرت پاکتانیوں کے کردار کاذکر بھی ضروری ہے۔

بھارت نے گیارہ مئی کوایٹمی دھا کے گئے، پاکتان کو جوابی دھا کے سے روکنے کے لئے ایک دنیا حرکت میں آگئی، امریکہ نے پیپیوں کا لا کچ دیا، ساتھ ہی پاکتان میں ایک لا بی سرگرم ممل ہوگئی کہ ہمیں بھارت کی مشتی میں سواری نہیں کرنی چاہئے ،کسی نے کہا کہ ہماری ایٹمی صلاحیت کا سب کو پتہ ہے، اگر پیسے ملتے ہیں تو مال پانی بنالینا چاہئے، دھاکوں سے گریز کرنا چاہئے۔ بھارتی وزیر دفاع نے جھمکی دی کہ آگے ہڑھ کر آزاد کشمیرکو ہڑ ہے کرلیں گے۔

میاں نواز شریف کے قدم شاید ڈگرگا جاتے گرایک باغیرت پاکستانی مجید نظامی نے کہا کہ میاں صاحب، آپ دھا کہ ہیں کریں گے تو قوم آپ کی حکومت کا دھا کہ کردے گی۔ایک اور محب وطن نے تجویز دی کہا گر پیسے ہی کمانے کا ارادہ ہے تو کندھوں پر۔۔ پرنا۔۔رکھ لیس اور بہنوں، بیٹیوں، بہووں کو کوٹھوں پر بٹھا دیں۔ میں نے بھی لکھا کہ میں میر جعفروں اور میر صادقوں کی ساز شوں سے ہوشیار رہنا ہوگا۔

لیکن اس رزم نامے کا نہ تو یہ آغاز ہے، نہ اختتا م ۔ بھارت نے اپنے ایٹی دانت 1974 میں دکھادیے سے ۔ پاکستان شکست کے زخموں سے نڈھال تھا اور دولخت ہو چکا تھا۔ ایک نئے پاکستان کا چارج پی پی پی کے بانی لیڈر ذوالفقارعلی بھٹو کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے للکار بلندگی کہ گھاس کھا کیں گے، ایٹم بم بنا کیں گے ۔ ایٹمی توانائی کمیشن کے منیراحمہ خان اور ڈاکٹر عبدالسلام نے شروعات کیں، ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے لازوال شاہنامہ رقم کیا۔ بھٹو کے گلے میں بھانی کا بھندا ڈال دیا گیا گرایٹمی پروگرام کا گلاکسی کو گھونٹنے کی ہمت نہیں ہوسکی، افواج یا کستان کی نگرانی میں اسے تندہی سے آگے بڑھایا گیا۔ امریکی سفیرنے ایک تقریب

سے خطاب کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ پاکستان ایٹمی پروگرام کے سلسلے میں سرخ بتی عبور کر چکا ہے۔اس سے قبل جنرل ضیاالحق بھی ایک امریکی جریدے ٹائم کوانٹرویو میں کہہ چکے تھے کہ پاکستان نے ایٹمی صلاحیت حاصل کرلی ہے۔

یہی وہ وفت ہے جب بھارت نے براس ٹیک نامی جنگی مشقیں شروع کیں۔ان مشقوں میں روائت سے ہٹ کراصلی گولہ باروداور دشمن ملک، پاکستان کے حقیقی ٹارگٹ سامنے رکھے گئے تھے۔مشقوں کی آ ڑ میں بھارت نے اپنی فوجیس سرحد پر جارحانہ عزائم کے ساتھ متعین کر دیں ، پاکستان کوبھی جواب میں اپنی فوج نکالنا پڑی، یہ وہ وقت ہے جب ایک بار پھرنوائے وقت ،نیشن گروپ نے لیڈ لی اور بیہ خبر شائع کی کہ یا کستان ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہے۔ جنرل ضیاالحق نے جہاز پکڑا اور ہے پور جا اترے ، جہاں یاک بھارت کرکٹ میپچ ہور ہاتھا۔ بھارتی وزیراعظم راجیوگا ندھی کو پروٹو کول کی یا بندی کے باعث وہاں آنا پڑا۔ ضیا الحق کی دلچیپی کرکٹ میں کم تھی اور وہ را جیو کے کان میں کھسر پھسر زیادہ کررہے تھے۔کہا جا تا ہے کہانہوں نے خبر دار کیا تھا کہا گر بھارت نے کوئی شرارت کی تولالہ جی! ہم ایٹم بم کا استعال کریں گے۔اور دیکھتے ہی د کیھتے یا کتان کی سرحد سے تناوُختم ہو گیا۔ 1999 میں کارگل میں دونوں ملکوں کی افواج کے درمیان با قاعدہ جنگ چھڑگئی، بھارت کے جہازوں نے پاکستان کی سپلائی لائن منقطع کرنے کے لئے کنٹرول لائن یار کی تو آن واحد میں پاک فضائیہ نے بھارت کے دوطیار ہے جسم کردیئے۔ پھرساری جنگ کارگل کی چوٹیوں تک محدودر ہی لیکن دنیا کے لئے بیخطرہ پیدا ہو گیا کہ شمیر کا مسئلہ سی وفت بھی برصغیر میں ایٹمی نتا ہی کا باعث بن سکتا ہے۔ یہی کچھ 2002 میں ایک بار پھر ہوا جب نئ دہلی میں بھارتی یارلیمنٹ پر حملے کا ڈرامہ رحایا گیا۔ بھارت نے آؤدیکھانہ تاؤ،اپنی افواج کو یا کتان کی سرحد پر جمع کر دیا۔ یا کتان نے چوڑیاں نہیں پہن رکھی تھیں۔اس نے ایٹمی میزائل عین سرحد کے اوپر نصب کر دیئے، دنیا بھر کے سٹیلا ئٹ واضح طور پریہسب کچھ مانیٹر کررہے تھےاور یوں عالمی دارالحکومتوں میں خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھیں کہ برصغیر میں ایٹمی تصادم ہونے والا ہے۔ بھارت نے اپنی فضائی حدود یا کتانی طیاروں کے لئے بند کر دی تھی اور جواب میں یا کتان کوبھی ایساہی قدم اٹھانا پڑا ،اسی ماحول میں نیپال میں سارک کانفرنس ہوئی جہاں پہنچنے کے لئے جزل مشرف کوچین کےاوپر سےایک طویل اور پرخطرفضائی روٹ اختیار کرنا پڑا جس میں جہاز کی نیوی گیشن چینیوں کے ہاتھ میں چکی گئی تھی۔جنزل مشرف نے تقریر کے بعدا جا نک اپنا ہاتھ اگلی صفوں میں بیٹھے ہوئے واجیائی کی

طرف بڑھا دیا۔اس مصافحے نے بھارتی افواج کوسرحدی مورچوں سے پسپا کردیا۔گرمبئی سانحے کے بعد بھارت نے پھرطبل جنگ بجادیا،اس کا کہنا تھا کہ اگرامریکہ کوسر جیکل اسٹرائیک کا اختیار ہے تو وہ بھی پاکستان میں شمیری حریت پیندوں کے ٹھکانوں کونشانہ بنائے گا۔ ادھر بھارتی فضائیہ کے جہاز فضاؤں میں بلند ہوئے ،ادھر پاک فضائیہ کے سرفروش سرحد پرگشت کرنے گئے، ہرایک کومعلوم تھا کہ دونوں طرف کے جہاز ایٹمی اسلحے سے لیس ہیں۔گر پاکستان نے جس طرح سینہ تان کر بھارت کا جواب دیا،اس سے بھارت کو بہل کی جرات نہ ہوسکی۔

آج کے دن ہم سینہ پھلاکراپنی جمہوریت پر فخر کررہے ہیں، اور جمہوریت کی شکل بھی اپنی اپنی ہے، گر ایٹی پروگرام کی حد تک میر حقیقت ہے کہ پاکستان میں جس برانڈ کی بھی جمہوریت تھی یا فوجی آ مریت تھی، ہر ایک نے اس پروگرام میں اپنا حصہ ڈالا، بھٹو، ضیا، اسحاق، محتر مہ بے نظیر، نواز شریف، لغاری اور مشرف، بھی نے اپنا قومی فرض ادا کیا ، ان سب نے پاکستان کو بیرونی جارحیت سے محفوظ بنانے میں کوئی کسر نہیں جھوڑی۔ اندرونی پالیسیوں پراختلاف رائے ہوا ہوگا اور سب نے غلطیاں کی ہوں گی گرملک وقوم کے دفاع پرکسی کے قدم پیھے نہیں ہے۔ بھی قدم سے قدم ملاکر ہے۔

میاں نواز شریف آج اگر کوئی نئی تقریر نہ کریں اور اپنی وہی تقریر دہرا دیں جوانہوں نے ایٹمی دھا کوں کے بعد کی تھی اور اسی کوقو می ایجنڈہ اور منشور بنالیس تو وہ تاریخ میں اپنانام سنہری حروف سے رقم کرسکیس گے۔ انہوں نے اس تقریر میں بہت کچھ کہا تھا مگر مجھے ایک بات رہ رہ کریاد آتی ہے کہ قوم نے ایک وقت کی روٹی کھائی تو میرے بیچ بھی ایک وقت کی ہی روٹی کھائیں گے۔ یہ وعدہ پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔ میاں صاحب! اپنے بچوں کولوڈ شیڈنگ سے سلگتے یا کتان میں تولائے! (27 مئی 2013ء)

عيدا پڻم بم

یا کتانی قوم آج کے دن خدائے عزوجل کے حضور سربسجو دہے جس نے ایٹمی صلاحیت کے حصول کے ناممکن کوممکن کردکھایااور چودہ سوبرس بعدیا کستان کواسلامی دنیا کی پہلی جو ہری طاقت بننے کااعز از بخشا۔ آ ہے ان سائنس دانوں کوسلام پیش کریں جنہوں نے ایک برآ شوب دور میں تمام دنیاوی رکاوٹوں کے باوجودا پنامشن یا پینکمیل تک پہنچایا۔ ڈاکٹرعبدالقد برخاں بلاشبہ یا کستان کےایٹمی پروگرام کے ہیرو ہیں کیکن ان کی ٹیم کے بڑے سے لے کرچھوٹے فنی ماہر تک کوقوم سرجھکائے مدیے عقیدت پیش کرتی ہے۔ ہمیں یا کتان کی اس سیاسی قیادت کو بھی عقیدت اوراحتر ام کے ساتھ یا د کرنا چاہیے جس نے ایٹمی قوت بنانے کا فیصلہ کیا ،اس پروگرام کو آ گے بڑھایا اور بالآخر دھا کہ کرکے دنیا سے اپنی ایٹمی قوت کا لوہا منوایا پاکستان پیپلز پارٹی کے بانی اورسابق ویزاعظم۔ ذوالفقارعلی بھٹوکا بیاحسان ہم بھی نہیں بھول سکتے کہ انہوں نے'' گھاس کھا ئیں گےایٹم بم بنائیں گے'' کانعرہ بلند کیا،اس پروگرام کی داغ بیل ڈالی،ہم یا ک فوج کے سابق سربراہ ،سابق چیف مارشل لاایڈمنسٹریٹراورسابق صدر جنرل ضیاءالحق کے بھی ممنون ہیں جہنوں نے دنیا کی دوسپر طاقتوں کی مخالفت کے باوجودا پٹمی میدان میں پیش رفت جاری رکھی اور بالآخرا مریکہ بلبلااٹھا کہ '' یا کتان سرخ بتی عبورکر چکاہے''۔ جنرل ضیاءالحق کود نیا کی سخت ترین سزا دینے کا فیصلہ ہوا۔وہ ایک ہوائی حادثے میں خالق حقیقی سے جاملے۔

ہمیں اپنے سابق صدر غلام اسحاق خان کو بھی ہدیہ عقیدت پیش کرنا ہے جو بھٹواور ضیاء کے ادوار میں مسلسل پاکستان کے ایٹی پروگرام کے نگہبان رہے۔امریکہ کوائلی بیادا پسند نہ آئی اورانہیں رسواکن طریقے سے اقتدار سے دخصت کیا گیا، آج جب وہ قعر گمنامی میں پڑے ہیں تو وہ خاطر جمع رکھیں، پاکستانی قوم انہیں ماتھے کا جھومر مجھتی ہے اور وہ مخص جوسب سے کڑے امتحان سے گزرااور جس نے دھاکے کا فیصلہ کیا جس کو

امر یکی صدر کانٹن ذاتی طور پرفون کر کے بازر ہے کے مشور ہے دے رہاتھا جے ''سونے میں تو لئے''کی پیش کش کی جارہی تھی ، جسے خت سزا سے ڈرایا جارہا تھا ، جسود ہے بازی کرنے کے مشور ہے دیئے جارہے تھے لیکن اس نے کمال جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے 28 مئی کی سہ پہرکوا پٹمی دھا کہ کرکے پاکستان کی عالمی برادری میں دھاک بٹھادی ، وہ محص محمر نواز شریف ہے۔ پاکستان کا وزیر اعظم اور پوری ملت اسلامیہ کا سرمایہ افتخار!! نواز شریف نے ثابت کیا کہ کہ امریکہ کا بندہ نہیں ، خدا کا بندہ ہے ، میڈان پاکستان ہے ، میڈ فار پاکستان ہے۔ یہی نواز شریف قوم کو آج بھی یا دولا رہا ہے کہ 65 اور 71ء میں دوسروں کے بحری بیڑ ہے کے انتظار کرتے رہے ، کوئی مدوکونہیں آیا ، آج بھی کوئی دوسرامد نہیں کر ہےگا ، اپنی مدد آپ کرنا ہوگی ، خدا سے مدد مانگنا ہوگی ، خدا سے مدد مانگنا ہوگی ، خدا سے مدد مانگنا ہوگی ، خدا کے عطا کردہ صلاحیت اور طافت پر بھروسہ کرنا ہوگا۔

پاکتان عالم اسلام کا قلعہ ہے، ایٹمی قوت سے لیس ہونے کے بعد علاقے کی دیگر کمزور اقوام بھی پاکتان کواپنے تحفظ کی ضانت سمجھ رہی ہیں۔1986ء میں کوالا لمپور کی ایک ورکشاپ میں فجی اخبار دی سن کے ڈپٹی ایڈیٹر ستند رانے مجھے کہا تھا'' میرا ملک بحرالکاہل میں ایک نقطے کی مانند ہے ہزاروں میل دوراس ملک کو بھارت کا خوف لاحق ہے لیکن جب سے پاکتان نے ایٹمی پروگرام میں پیش رفت کی ہے ہم اپنے آپ کومحفوظ و مامون تصور کرتے ہیں۔''

بھارت کے بارے میں ہرکسی کوعلم ہے کہ وہ ایک منی سپر پاور بن کراردگرد کےعلاقے پراپنی بالا دستی قائم کرنا چاہتا ہے۔ بھارت کو ہندوانڈیا بننے کا جنون ہے، مہا بھارت کےخواب کی تکمیل اس کا اول وآخرمشن ہے کیکن پاکستان نے ایٹمی قوت بن کر بھارت کے ان خوابوں کو چکنا چورکر دیا ہے۔

پاکتان کے بارے میں دنیا کو بیفلط ہی نہیں ہونی چاہئے کہ بیکوئی جنگ جو یا امن کا دیمن ملک ہے، اقوام عالم کی برادری میں پاکتان کو امن اتنا ہی عزیز ہے جتنا کسی دوسری قوم کو، پاکتان نے ایٹی پروگرام کو منطق منزل سے ہمکنار کر کے علاقائی کشیدگی اور بدامنی کے سامنے ایک ڈیٹرنٹ کھڑا کر دیا ہے۔ اب بھارت کو جرات نہیں ہوگی کہ وہ نیپال کی ناکہ بندی کرے یا سری لڑکا میں دہشت گردی جاری رکھے یا مالدیپ پر کشتیوں سے ملغار کردے۔ بھارت جم اور جنتے کے اعتبار سے بڑا ملک سہی لیکن اس کی جارحانہ صلاحیت کو پاکستان کے ایٹی پروگرام نے شل کر کے رکھ دیا ہے۔ اب علاقے میں کسی کو بھارت سے کوئی خوف وخطر

آیئ! آج ہم عیدا پٹم بم منائیں ۔ایک دوسرے کو گلے لگائیں ۔مبار کباد دیں ۔عیدا پٹم بم ملت اسلامیہ کاابیا تہوارہے جس کی سرخوشی اور سرشاری میں ہمیں قرآن پاک کے اس فرمان کو پیش نظر رکھنا ہوگا کہ ''اے مومنو!اپنے گھوڑے تیاررکھو!''

ربعز وجل! تیرافر مان سرآنکھوں پر ، ہمارے گھوڑے تیار ہیں ، اپنی رحمت کا سابیہ ہم پر رکھ۔ (28 مئی 1999ء)

28مئى كى ياد___

امت مسلمہ نے سرشاری اور کیف کے اس کمیے کا چودہ صدیوں تک انتظار کیا۔28 مئی 1998 ء کو چاغی کی چوٹیوں کا رنگ کیا بدلا ، امت مسلمہ کی تقدیر کا افق قوس قزح کے ہفت رنگوں سے جگمگا اٹھا۔ پاکستان نے ایٹمی طافت بننے کا اعلان کیے بعد دیگرے پانچ دھا کوں کی گونج میں کیا۔ بھارت اس سے پہلے 11 مئی کو ایٹمی دھا کہ کرچکا تھا اور اب دنیا کو یا کستان کے ردمل کا انتظار تھا۔

پاکتان میں بحث چل نکلی تھی کہ ایٹی طاقت تو ہیں ہی ، دھا کے نہ بھی کئے جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔
امریکہ کامسلسل دباؤ تھا کہ دھا کہ نہ کیا جائے۔ 11 مئی کو بھارتی دھاکوں کے بعد پاکستانی قوم بل صراط پر معلق تھی۔امریکہ لالچ دے رہا تھا کہ پاکستان دھاکے سے بازر ہے تو اسے مالا مال کر دیا جائے گا اوراگر دھا کہ کر دیا تو اس کا حقہ پانی بند۔ایک طرف ڈراوا تھا، دوسری طرف بہلا وا۔ پاکستانی رائے عامہ تقسیم تھی۔ دھا کہ کر دیا تو اس کا حقہ پانی بند۔ایک طرف ڈراوا تھا، دوسری طرف بہلا وا۔ پاکستانی رائے عامہ تقسیم تھی۔ وہ لوگ جو ابتداء میں دھا کے بہت میں متھ ان کی سوچ بھی بدلنے لگی۔نواز شریف کی حکومت ان دو انتہاؤں کے منجد ھار میں پچنسی ہوئی تھی۔ایک طرف بیرون ملک سے دھمکیاں تھیں، دوسری طرف اندرونی طبقے پھنکارر ہے تھے کہ نواز شریف نے دھا کہ نہ کیا تو قوم اس کا دھا کہ کر دے گی۔نواز شریف نے تراز و ہاتھ میں لیا،نفع نقصان کا جائزہ لیا اور پھر بزن کا اشارہ دے دیا۔ پاکستانی قوم ہی نہیں، پوری امت مسلمہ جھوم جھوم اٹھی۔ یہ قرآنی تھم کی تھیل تھی ''مسلمانوا ہے' گھوڑے تیاررکھو''۔مسلمانوں نے جب تک قرآنی تھم کی بیٹ کو ان کھیل کیا وہ فاتے عالم شہرے، جب انہوں نے اس تھم کو پس پشت ڈال دیا تو وہ مفتوح عالم تھہرے۔ ہرکسی نے رشاران کیا۔

پاکستان تو28 مئی 1998ء سے پہلے ہی ایٹمی طاقت تھا۔صدرضیاالحق کے حوالے سے بید دعویٰ امریکی ہفت روزہ ٹائم نے شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خال کے حوالے سے ایک خبرسید مشاہد حسین اور کلدیپ نائر

نے رپورٹ کی تھی۔امریکی سفیر متعینہ اسلام آباد چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ پاکستان نے ''سرخ بتی عبور کرلی ہے'' ۔حقیقت بیہ ہے کہ یا کستان کے ایٹمی پروگرام کو پروان چڑھانے میں ہرکسی نے اپنا اپنا حصہ ڈالا۔ ذ والفقارعلى بھٹونے زخم خوردہ پاکستان کے وزیراعظم کی حیثیت سے اعلان کیا تھا کہ''ہم گھاس کھا ئیں گے کیکن ایٹم بم بنائیں گئ'۔ڈاکٹرعبدالقدیر خال کو ہیرون ملک سے طلب کر کے بیمشن سونیا گیا۔صدر ضیاء الحق اوران کے بعدصدرغلام اسحاق خان نے اس مشن کی تنجیل میں سردھڑ کی بازی لگا دی۔ضیاءالحق کوایٹمی پروگرام کے فروغ کی سزادی گئی اوران کا طیارہ بہاولپور کی فضاؤں میں بھسم کردیا گیا۔غلام اسحاق خال کو بھی ا نتہائی رسوائی کے عالم میں ایوان صدر سے رخصت کیا گیا۔نواز شریف نے قوم کے جذبات اور مطالبوں کے پیش نظر دها که تو کر دیالیکن صرف ایک سال بعدخو دان کی حکومت کا دها که کر دیا گیا۔ پہلے انہیں یا بند سلاسل کیا گیااور پھران کے پورے خاندان کوجلاوطنی کی سزا دے دی گئی۔ڈاکٹرعبدالقدیر خاں جنہوں نے دنیا بھر کی مخالفت کے باوجود تنکا تنکا جمع کیااور پورینیم کی افزودگی کاراستہ نکالا ،آج پس پردہ دھکیل دیئے گئے ہیں۔ ان کا نام گالی بنادیا گیاہےاوران کی حیثیت ایک عالمی مجرم کی سی ہوکررہ گئی ہے۔ بھارت نے اینے ایٹمی ہیرو عبدالکلام کوصدرمملکت کے مرتبے پر فائز کیا ہے،ہم نے محسن پاکستان اورایٹمی ہیروڈ اکٹر عبدالقدیر خان کو ذلیل ورسوا کر کے رکھ دیاہے۔

نائن الیون کے بعد جب امر کی کشکر دھاڑ رہے تھے اور بی 52 فضاؤں میں چنگھاڑ رہے تھے تو قوم کے ہونٹوں پرایک ہی سوال تھا کہ ہماری ایٹمی ڈیٹرنس کہاں ہے اور ہم اس کے ہوتے ہوئے کمزوری کے راستے پر کیوں چل نکلے ہیں۔ سوال اس حد تک درست تھا کہ قوم کو میر سے جیسے کالم نویسوں نے باور کرا دیا تھا کہ ہم ایٹمی طاقت سے لیس ہیں۔ ہم عالم اسلام کا قلعہ ہیں اور کوئی ہمارا بال برکانہیں کرسکتا ، کین جب پاؤں پر کھڑے ہونے کا وقت آیا تو ہماری ٹائلیں کیکیا نے لگیں اور ہماری گھگھی بندھ گئے۔ ہم امر کی صدر کی ایک شلیفونک دھمکی پرساری چوکڑی بھول گئے۔

میرے نزدیک اس کمزوری، بزدلی اور کم ہمتی کے مظاہرے کے باوجود پاکستان کے ایٹمی ڈیٹرنس پرکوئی فرق واقع نہیں ہوا۔ پاکستان اس اسلحے سے لیس ہے اور دنیا جانتی ہے کہ ایٹم بم کیا بلا ہے۔ اس لئے افغانستان اور عراق پرامریکی اتحادی افواج کی جارحیت کے باوجود کسی کو پاکستان سے چھیڑ چھاڑ کی جرات نہیں ہوسکی۔ایٹمی ڈیٹرنس آج بھی قر آنی گھوڑے کی طرح اللہ کی چھتری بن کر ہمارے تحفظ کویقینی بنانے کے

لئے کافی ہے۔

مجھے شدیدرنج ہے کہ پاکستان کی شاہراہوں اورعوامی مقامات سے جاغی کے ماڈل مسار کر دیئے گئے ہیں۔ بیسب کچھ بھارت کوخوش کرنے اور دنیا کو پاکستان کا''سوفٹ'' چہرہ دکھانے کیلئے ہے کیکن ہمارے دشمنوں پراچھی طرح واضح ہے کہ پاکستان نا قابل تنجیر ہے۔اس کی طرف کوئی میلی آئکھ سے نہیں دیکھ سکتا اور دنیا مجبور ہے کہ پاکستان اور بھارت کے مابین تنازع کشمیرکول کرائے۔ یہال چل پاکستان کے ایٹمی ڈیٹرنس کا کرشمہ ہے۔

کاش! آج کے دن ایٹی دھاکوں کی آٹھویں سالگرہ کے موقع پرنواز شریف اورڈ اکٹر عبدالقدیر خال بھی ہمارے درمیان کیک کاٹینے کیلئے موجود ہوتے محتر مہ بینظیر بھٹوکو بھی'' پیرول''پرآنے کی اجازت دی جاتی کہان کے والدنے اسی ایٹمی ڈیٹرنس کی خاطر بھانسی کے شختے کو چو ما تھا۔

میری خواہش ہے کہآج 28 مئی کی گھڑیاں تھم جائیں اور آنے والے ہزاروں برسوں پرمحیط ہوجائیں۔ آج کا سورج ہمیشہ چمکتارہے اور میرے وطن کے بچے بچے کی پیشانی 28 مئی کے جذبوں سے دکمتی رہے! (28 مئی 2005ء)

پاکستان کے جو ہری پروگرام پراعتراضات

وزیراعظم نے جنوبی کوریا کے دورے پرروانہ ہونے سے قبل میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہاہے کہ پاکستان کے جو ہری ا ثاثے پوری طرح محفوظ ہیں اور کما نڈ اور کنٹرول کے نام سے جوا دارہ تشکیل دیا گیاہے،اس پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ان دنوں جنوبی کوریا میں جو ہری طاقتوں کی ایک کانفرنس منعقد ہورہی ہے جس میں ایٹمی ہتھیاروں کےمستقبل پر بحث کی جائے گی۔بدشمتی سے پاکستان کےائیٹمی پروگرام کی شروع ہی سےمخالفت کی جارہی ہے۔جناب بھٹو نے اس پروگرام کی بنیا در کھی اوراہے پروان چڑھانے کے لئے ڈاکٹر قدیر کی خدمات حاصل کیں توجیسے ایک زمانہ ہمارامخالف ہو گیا۔ ہنری کسنجر نے بھٹوصا حب کودھمکی دی کہ بیہ پروگرام بند کر دیا جائے۔ ورنہانہیں دنیا کےسامنےنشان عبرت بنادیا جائے گااور ہوابھی یہی ، جرنیلوں نے بھٹو کا تختہ الٹااور پھر انہیں قتل کے ایک الزام میں تنختے پر لٹکا دیا گیا۔ مارشل لا لگانے والے جرنیل بڑے مزے سے گیارہ برس تک حکمران رہےاورامریکہ کے شانہ بشانہ افغانستان میں سووئت روس کے خلاف جہاد کا خطیر معاوضہ وصول کرتے رہے۔مگرامریکہ نے الزام لگایا کہ پاکستان دنیا کی آئکھوں میں دھول جھونک کر کہوٹہ پلانٹ کامنصوبہ ممل کر چکاہے،ایک امریکی سفیرنے انکشاف کیا کہ پاکستان ایٹمی پروگرام کی سرخ بتی عبور کرچکاہے۔اس اثنامیں مارشل لاحکمران کا طیارہ فضامیں بھٹ گیا، باور کیا جاتا ہے کہ انہیں بھی نشان عبرت ہی بنانے کی کوشش کی گئی ،مگران کے بعد وزیر اعظم بھٹو کی بیٹی محتر مہ بےنظیر نے ایٹمی اسلحے کی ڈیلوری کے لئے میزائل سٹم حاصل کیا، ڈاکٹر بابراعوان راوی ہیں کہ جب محتر مہ بیہ میزائل شالی کوریا ہے اپنے سرکاری جہاز میں لا رہی تھیں تو امریکہ نے دھمکایا تھا کہ اس طیارے کو راستے میں اڑا دیا جائے گا مگرمحتر مہنے جان پر کھیل کریہ میزائل پاکستان پہنچائے۔ پاکستان نے ہمیشہ بیواضح کیا ہے کہ اس کا ایٹمی پروگرام خطے میں قیام امن کویقینی بنانے کے لئے ہے اور بیہ مقصد ہمیشہ بوِرا ہوا۔انیس سوستاسی میں بھارت نے براس ٹیک فوجی مشقوں کی آڑ میں پاکستان کی سرحدوں پر جارحانہ مورچہ بندی کی تو جے پور کے اسٹیڈیم میں ایک کرکٹ میچے دیکھتے ہوئے جنزل ضیا الحق نے بھارتی وزیراعظم راجیوگا ندھی کے کان میں سرگوشی کی کہ مہاراج! ہماراا بیٹم بم تیار ہے۔اس پرراجیو کا رنگ فق پڑ گیااوراس نے کرکٹ میچ سے فارغ ہوکر پہلا کام بیکیا کہ پاکستان کی سرحدوں سے اپنی افواج واپس بلالیں ممبئی سانحے کے بعدایک بار پھر بھارت نے لام بندی کی اور خطے میں جنگ کے خطرات پیدا ہوگئے، پاکستان نے اپنے ایٹمی میزائل عین سرحدوں پرنصب کر دیئے تا کہان کی مار کی آ خری حدحاصل کی جاسکے۔ساتھ ہی پاکستان نے ایٹمی اسلحے سے کیس اپنے بمبار طیارے چوہیں گھنٹے فضامیں بلند کر دیئے۔ بھارت کی خواہش تھی کہ جس طرح امریکہ کواسامہ بن لا دن اورالقائدہ کے تعاقب کاحق حاصل ہے، وہ بھی ایسا ہی حق استعال کرتے ہوئے پاکستان میں سرجیکل اسٹرائیک کرےاورمخصوص مقامات کونشانہ بنائے ،کیکن پاکستان کےعزم وحوصلے کےسامنے بھارت کےعزائم خاک میں مل گئے۔

عالمی سطح پر پاکستان کوایک غیر ذہے دارائیٹمی طاقت قرار دینے کے لئے دن رات پر و پیگنڈہ جاری رہا۔ سن دو ہزار میں پاکستان اور بھارت کے چار چارا ٹیڈیٹرز امر کی وزارت خارجہ کی دعوت پر واشنگٹن کہنچے، میں بھی اس وفد کا حصہ تھا۔ پہلی بریفنگ کی ابتدا ہی اس الزام سے ہوئی کہ دہشت گردوں کے پاس ایٹمی اور دیگر خطرناک اسلحہ موجود ہے، پینٹگان میں سینئر تریں امر کمی جرنیلوں نے جب اس الزام کو دہرایا تو میری برداشت سے باہر ہوگیا اور وفد کے ارکان آج بھی گواہی دیں گے کہ میں نے جوابی سوال بوچھا کی کیا اسامہ ایٹمی اسلحہ غلیلوں سے داغے گا۔ آخراس کے لئے مکمل ڈیلوری میں نے دوائی سوال بوچھا کی کیا اسامہ ایٹمی اسلحہ غلیلوں سے داغے گا۔ آخراس کے لئے مکمل ڈیلوری میسٹم چاہئے ،اس پر بریف کیس بم کی اصطلاح گھڑی گئی۔ یعنی اگر منفی اور مثبت قوت کے دوائیٹمی گیند

کسی مقام پر بریف کیس میں بند کر کے رکھ دیئے جائیں تو اس بریف کیس کو جوشخص ہلائے گا ،اس سے منفی اور مثبت طافت کے ایٹمی گیند آپس میں ٹکرا کروہی تباہی لائیں گے جوکسی ایٹم بم کے بھٹنے سے مچتی ہے۔واہ! کیا دلیل تھی۔اور پھرا فغانستان پرامریکہ نے بلغار کی تو یا کستان کے ایک اردواورایک انگریزی اخبار نے اسامہ بن لادن کا حامد میر کے ساتھ بیانٹرویوشہہ سرخی کے ساتھ شاکع کیا کہوہ ایٹمی ، کیمیاوی اور حیاتیاتی اسلحے ہے کیس ہےاور مناسب وفت پر امریکی افواج کواس کا نشانہ بنائے گا۔ کچھا یسے ہی دعوے عراق کے صدر صدام حسین کے بارے میں کئے گئے مگر تاریخ نے دیکھا کہ عراق چنددن بھی امریکی افواج کےسامنے یاؤں نہ جماسکا۔خودصدام اس حالت میں ایک بنکر سے پکڑا گیا کہاس کے پاس واحد ہتھیا را یک پستول تھا جسے چلانے کی اس کے اندر ہمت نہتی ،اسامہ بن لا دن کوا یبٹ آباد میں نشانہ بنانے کا دعوی کیا گیا ہے کیکن تحقیقاتی کمیشن کا کہنا ہے کہاس کے گھر میں صرف ایک فائر کا نشان ملاہے اور وہ بھی کسی بلندی ہے کیا گیا تھا، اب تو ہم نے اس عمارت کو ہی مسار کر دیا ہے تا کہ آخری معرکے کی تفصیلات (اگر کوئی ہیں تو)اگلی نسلیں بھی نہ دیکھ سکیں۔افغان جنگ کو شروع ہوئے گیارہ برس گزر گئے ،اسامہ یا اسکےساتھی کوئی ایٹمی اسلحی نہیں چلا سکے الیکن اس تمام بلیم گیم کا مقصد پاکستان کو بدنام کرناتھا کہاس کا ایٹمی پروگرام انتہائی غیرمحفوظ ہےاور ہرایک کو دستیاب ہے، رہی سہی کسرمیرے ہی ایک معدوح حکمران جنرل پرویز مشرف اورخود ڈاکٹر قدیرنے پوری کردی جب ان کے الزامات اور اعترافات منظر عام پر لائے گئے۔کیا کوئی عدالتی کمیشن اس سانحے کی تفصیلات منظرعام پرلائے گا کہ بیسب کیا ہوااور ہم نے اپنامنہا پنے ہی تھپٹروں سے سرخ کیوں کرلیا

میں یہاں اس امرکی بھی ایک شہادت پیش کرنا چاہتا ہوں۔اس کا تعلق بھی مذکورہ امریکی سرکاری دورے سے ہے۔ کیلی فور نیاسے چند سوکلومیٹر دور بحرالکاہل کے کنارے واقع ایک پرفزا قصبے مانترے کے تحقیقاتی انسٹی ٹیوٹ کے ایک پاکستانی نژاد بھارتی سائنس دان نے اعتراف کیا تھا کہ پاکستان کے ایٹمی دھا کے فول پروف تھے جبکہ بھارت کے ایٹمی دھاکوں کی کامیا بی پرشکوک وشبھات کا اظہار کیا جاتا ہے۔اسی سائنس دان کا بیجھی کہنا تھا کہ یا کستان نے میزائلوں کے تجربے انتہائی اعتماد کے ساتھ کیے اور بیمیزائل بورے ملک کی آبادی کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے اپنے نشانوں پر گرے جبکہ بھارت اور کئی دیگرمما لک اس اعتماد ہے محروم ہیں اور وہ اپنے میزائل تجربے، ریگستانوں یا سمندری حدود میں کرتے ہیں۔کیا بیر حقیقت نہیں کہ پاکستان میں ابھی تک کوئی ایٹمی حادثہ نہیں ہوا جبکہ روس، بھارت اوراب جایان میں اس نوع کے سانحے رونما ہو چکے ہیں۔ میں انیس سوچھیاسی میں ملا میشیا کے ایک ماہ کے مطالعاتی دورے برگیا تو ان کا ایٹمی ری ایکٹربھی دیکھنے کا موقع ملا۔ری ایکٹر کے اندر جھا نکتے ہوئے میں نے میزبان ملک کے ایٹمی ادارے کی خاتون نائب صدر سے یو چھا تھا کہ کیا انہیں یہاں کام کرتے ڈرنہیں لگتا تو انہوں نے حجٹ جواب دیا کہ وہ گھرسے یہاں تک گاڑی میں سفر کرتے ہوئے خود کو زیادہ غیر محفوظ مجھتی ہیں۔ میں ایک زمانے میں اداریہ نویسی کے فرائض ادا کرتا تھا تو اکا نومسٹ لندن کا ادار بیمیرا پسندیدہ ہوا کرتا تھا۔ایک مرتبہ چرنوبل سانحے پراس نے ادار بة تحرير کیا کهاس حادثے سے قبل ایٹمی ری ایکٹر کوایک بسکٹ فیکٹری سے بھی زیادہ محفوظ خیال کیا جاتا تھا۔اب تو بلوں کے نیچے سے بہت سا بھاری پانی بہہ چکا ہے اور امریکہ اور یورپ میں کئی حادثات رونما ہو چکے ہیں۔جایان کے سانحے نے تو ایک سونا می بریا کر دیا تھا،اس کوایک سال ہو چکا ،مگراس کی تلخ یادیں ذہن کواب بھی ماؤف کئے دیتی ہیں۔کیا پاکستان میں ایسا کوئی بھی سانحہ ہوا، جواب نفی میں ہے کیا ہیروشیما اور نا گاسا کی پرایٹم بم یا کستانی انتہا پسندوں نے گرائے تھے۔الزام لگانے والوں کوآئینے میں اپنی شکل ضرور دیکھے لینی جائے۔(26 مارچ2012ء)

وہ جنہوں نے بم چلانے کا حوصلہ بخشا

جس روز بھارت نے ایٹمی دھاکے کئے، وہ رواں موسم گر ما کا ایک معمول کا دن تھا،کیکن دھا کوں کے بعد بیفضا ایک غیر معمولی اہمیت کرگئی۔ابھی کچھ سوچ سمجھ میں بھی نہیں آر ہاتھا کہ بھارت نے مزید دھاکے کر دیئے۔

پاکتان کی منتخب قیادت بھاری مینڈیٹ کے ساتھ وسط ایشیا کے خشک علاقوں میں اپنے دور ہے میں توسیع کر کے آ رام میں مصروف تھی اور پاکتانی قوم جیران و پر بیٹان تھی کہ اس کی آزادی کو در پیش نے چیلنج کا سامنا کون کر ہے گا، کیسے کر ہے گا؟ حکمران پارٹی کے لوگ آئین کی ترمیم کے سامنے بس گو نگے تھے۔ انہیں کی ترمیم کے سامنے بس گو نگے تھے۔ انہیں کچھ معلوم نہیں تھا کہ ان کا قائد کیا سوچ رہا ہے، لہذاوہ اپنی رائے بھی نوک زباں پر لانے سے ڈررہے تھے، کانپ رہے تھے۔ ادھر ہندو نے خوف طاری کر دیا تھا، ادھر فلور کر اسٹک والی ترمیم کی دہشت نے لزہ براندام کر رکھا تھا۔ قوم بیک زبان مطالبہ کررہی تھی کہ بم کا دھا کہ کرواور ہندو کے منہ پر جو ہری طمانچے رسید کرو لیکن منتخب حکومت نے جیسے منہ میں گھنگھنیاں ڈال رکھی ہوں۔

مجھےا بیے معلوم ہور ہاتھا کہ میں کرہ ارض پرار بوں کروڑ ں حشر ات الارض میں سے ایک بے بس حقیر کیڑا ہوں ۔ مجھے پاکستان عالمی گلوب پرسکڑ کرایک نقطے کی مانندنظر آر ہاتھا، کیکن پھر جیسے بجلی کا کوندالہرایا۔

میرے بیٹے نعیم چوہدری نے کہا ابو، آپ نے دوقسطوں میں''اب یا بھی نہیں'' کے عنوان سے کالم لکھا تھا،موت اور غلامی میں سے انتخاب کرنے میں مشکل کیوں آ رہی ہے۔

گلاسگوسے سرفرازاحدنے کہاتھا کہ بھٹو کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قوم کوگھاس کھانے پر قناعت کرنا ہوگی الیکن بم کا دھا کہ ضرور ہونا جاہئے۔

پیرس سے بلو بھائی کا پیغام تھا کہ ہم پر دلیں کے پاکستانی ہر قربانی دینے کو تیار ہیں ،لیکن خدارا بم

چلائیں۔

فرینکفرٹ سے جرمن مسلم لیگ کے سیکرٹری جنزل سیدا قبال حیدر کا کہنا تھا،نواز شریف امتحان پر پورا اتر واور قوم کے دل کی آ واز پرلیبک کہو۔

نیویارک سے مسلم لیگ کے لئے برس ہابرس قربانیاں دینے والے سردار نفراللہ خان نے درمندی سے کھواتھا، ہندوؤں کے سامنے ہمارے سرجھکے ہوئے ہیں۔سبزی کی دکان پرکیش اینڈ کیری کے سامنے نیوز سٹال پرہمیں طعنے مل رہے ہیں۔نواز شریف بم باہر نکال۔

مانچسٹر سے تحریک استقلال کے چوہدری غلام محی الدین کی رائے تھی ، پاکستان کی بقاایٹمی راستہ اختیار کرنے میں ہے۔

لندن سے بیرسڑ ظہور بٹ کا پیغام تھا۔ پاکستان کڑے امتحان میں ہے،ہمیں جو ہری دھا کہ کرکے ہندو کا قرض اتار دینا جاہئے۔

بلیک بول سے دحیداختر نے لکھا، میں ہپتال میں پڑا ہوں اور مجھے صرف اور صرف ایک فکر لاحق ہے کہ یا کتان کی آزادی ، قومی سلامتی اورا فتد اراعلیٰ پر کوئی حرف نہ آئے۔

ہالینڈ سے مہرعلی نے لکھا، آج ہرمسلمان کی آرزو ہے کہ پاکستان دھا کہ کرکے طاقت دکھائے۔ ہرخض نے ایک نکتے پرزور دیا کہ ان کے جذبات کی عکاسی کرتے ہوئے اپنا قلم ایٹمی دھا کہ کے حق میں وقف کردیں۔ان دوستوں کی حوصلہ افزائی کی وجہ سے میں یکسو ہو گیا۔ میں نے خدا سے فضل کی دعاما نگی اور پھر ایک ایک لئے ایک لڑائی میں کود گیا جس میں پیچھے مڑناناممکن نہ تھا۔

میرے ایک دوست امتیاز عالم نے کہا:تم موت کو پہندہو،تم موت کے سودا گر ہو،تم دنیا کو نارنمرود میں جلانا چاہتے ہو۔

کسی نے کہا:تم محمد بن قاسم کے ساتھ واپس کیوں نہیں چلے گئے ، یہاں تمہارے آباؤ اجداد کیوں رہ گئے ،اس خطے کاامن کیوں خاکستر کرنے کے دریے ہو۔

میں نے سب کچھ سنااورا پنی دھن میں مست رہا کیکن میں اکیلانہیں تھا۔عبدالقادر حسن میر بے لشکر کا سپہ سالا رتھا۔اس نے ایمان افروز کالم کھے۔گھوڑوں کے شہہ سواروں کوآواز دی۔اس کی آواز صداصحرا ثابت نہ ہوئی۔گھوڑے ہنہنائے ،ان پر شہسوار ایک شان سے بیٹھے۔گھوڑوں کے سموں سے بجلی کوندی اورنٹی دہلی

سے تل ابیب اور نیویارک تک ایک ہیب حیما گئی۔

امت مسلمہ دوسوسال بعد سرخروہ ہوگئ تھی۔ پیرس سے بلو بھائی نے مبار کباد دی۔ ملک پاسین نے کہا ، نواز شریف نے ایک عظیم فیصلہ کر دکھایا۔ ظہور بٹ اندن سے مسرور تھے۔ غلام محی الدین چو ہدری ما نچسٹر میں پاکستانی پرچم کوسلیوٹ کررہے تھے۔ سرفراز احمد ، شوکت بٹ ، مقبول رسول نے گلاسگوسے فون کئے اور قوم کو مبار کباد دی۔ نیویارک میں سردار نصر اللہ اور سعید اختر کی باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔ ججھے یقین ہے کہ صلالہ ، ممان میں پاکستانی محنت کش حاجی محمد اشرف کیانی بھی اپنے آپ کو سربلند محسوس کر رہا ہوگا۔ اس کی مطالہ ، ممان میں پاکستانی محنت کش حاجی محمد اشرف کیانی بھی اپنے آپ کو سربلند محسوس کر رہا ہوگا۔ اس کی دکان ، اردگرد کے علاقے میں تھیلے ہوئے پاکستانیوں کے لئے خبروں کا مرکز ہے۔ اس نے ٹوٹی کھوٹی ارود میں جھے ایک خط میں لکھا اور دعادی کہ خدا وند کریم آپ کو ہمیشہ جن بات کہنے اور کھنے کی توفیق دے اور جرات مندی سے آگے بڑھنے کا حوصلہ بخشے ۔ جناب اشرف کیانی صاحب! میری بھی دعا ہے کہ خدا آپ کی دعا کیں مندی سے آگے بڑھنے کہ و خان اور در ددل رکھنے والے پاکستانیوں نے وطن کوسر خروکر نے میں اہم کر دارادا وا کیا ہے۔ معلوم نہیں میری تحریر آپ کی نظر سے گزرتی ہے پانہیں کیونکہ آپ محنت کی بھی میں پس رہے ہیں۔ اخبار پڑھنے کا موقع آپ کو کم ملتا ہوگا لیکن خاطر جمع رکھئے ہم کھنے والے اپنے مور چوں میں ڈٹے ہوئے ہی اخبار پڑھنے کا موقع آپ کو کم ملتا ہوگا لیکن خاطر جمع رکھئے ہم کھنے والے اپنے مور چوں میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ ہم دخمن کوسراٹھانے کا موقع نہیں دیں گے۔

مجھے معلوم ہے کہ دشمن کو ذرا پیش قدمی کا موقع ملا تو سب سے پہلے اس کے ٹینک حیبیٰی والا بارڈر پر بی آر بی نہر کے کنار بے قبر کی اس ڈھیری پر سے گزریں گے جس میں میری ماں ابدی نیندسور ہی ہے۔

لیکن اس سے پہلے کے دشمن کے ٹینک میری دھرتی ماں کی طرف برھیں ، میں اپنے سینے پر بم اندھ کر اس
کے آگے لیٹ جاؤں گا۔

خدا کی شم میں دشمن کو غارت کر دوں گا۔ میری دھرتی سدا پھولے پھلے۔اس کی آغوش میں میری ماں سکون سے ابدی نیندسوئے۔دشمن کواب جرات نہیں کہوہ پاکستان کی طرف میلی آئکھ سے بھی دیکھے۔ 1998 مگ

ہندوکیلئے اگلے ہزارسال کی غلامی

پاکستان کی تقدیر باجپائی کے منشیوں کے ہاتھ میں ہوتی تو آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت دودن تک کنٹرول لائن کےاگلےمور چوں پر نہ رہتے۔

میر جعفروں، میر صادقوں اور عمرعیاروں نے بہتری کوشش کی کہ وہ نواز شریف، فوج اور قوم کوامریکی ڈالروں کی چبک کے فریب میں مبتلا رکھیں۔ادھرانڈیا میں دھا کہ ہوا، ادھر پاکستان میں اس کے منشیوں کا لشکر حرکت میں آیا۔'' دھا کہ نہ کرو'' کی صدائیں گو نجنے لگیں۔'' امریکی ڈالروں سے لدے پھندے جہاز آئیں گئے رہے کہ، بس امریکی بحری بیڑہ پاکستان کی حفاظت کرےگا۔

دو ہفتے سے زائد وقت گزرگیا ، امریکی وفد آئے اور چلے گئے ، وہ کوئی صندوق ساتھ لائے ہی نہ تھے ، سوان سے ڈالرکیا برآ مد ہونے تھے ، پاکتان کے ایف سولہ بدستور ایری زونا کے ریگتان میں زنگ آلود کھڑے ہیں، قرضوں کا بوجھ بدستور موجود ہے۔ پاکتان نہ جا پان بن سکا ہے ، نہ ہا نگ کا نگ کی چھنٹ اس پر پڑی ، نہ سنگا پورکا ساحل ہمارے قریب آیا ، کوئی ''سیکورٹی امبر یلا' ہمارے سروں پڑ ہیں تانا گیا۔ ایک نیلی جھت کا آسراتھا، وہ مملکت خداداد یا کتان پر ہمیشہ قائم رہے گا ، انشاء اللہ۔

باجپائی کے مشی تواوند ھے منہ پاکستانی قوم کوگرانے پر تلے ہوئے تھے کیکن پاکستان پراللہ کا سابہ ہے۔ یہ اس کے کرم سے وجود میں آیا،اس کی عطا کردہ نعمتوں سے مالا مال ہے اور میرے رب نے جا ہا تو سدا نہال رہےگا، آبا درہےگا،شا درہےگا۔

دوہفتوں میں باجپائی کے منشیوں،میرجعفروں اور میرصا دقوں کی مایوسی بڑھ گئی ہے۔ مجھےان کی حالت پر ترس آتا ہے۔ان کی حالت نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والی ہورہی ہے۔ان کا خیال تھا کہوہ پاکستان کی آزادی اور تو می سلامتی کا سود اکرنے میں کا میاب ہوجا کیں گے، لیکن جوں جوں وقت گزرتا چلا جارہا ہے، خدا پاکتانی قوم کے لئے راستہ روشن کر رہا ہے۔ ڈھل مل حکمران اب زیادہ در تو می امنگوں کو پا مال نہیں کر سکتے ،البتہ وہ دھا کے کی تجارت سے فائدہ اٹھانے کی فکر میں ضرور ہیں۔ وزیر خزانہ سرتاج عزیز بول اٹھے ہیں کہ ایٹمی دھا کہ ضرور ہوگا، لیکن وقت کا فیصلہ کرنا باقی ہے کہ بجٹ سے پہلے کیا جائے یا بجٹ کے بعد سرتاج عزیز کے بس میں ہوتو وہ بجٹ کے دوران ہی دھا کہ کر ڈالیس۔ وہ نیکس اور مہنگائی کے فیتے کو چنگاری دکھا کر پوری قوم کو بھک سے اڑا دینے کے چکر میں مبتلا ہیں۔ میاں نواز شریف کا تا جرانہ پس منظر بجٹ کے دھا کے کو بوری قوم کو بھک سے اڑا دینے کے چکر میں جاورا کی چکر تقدیر کا بھی ہے جو سلسل چلتا ہے اور کسی کونظر نہیں آتا۔ باکستان کی قیادت کے چکر میں ہوتا ، تو اس بحث کی نوبت ہی نہ آتی کہ دھا کہ ہویا نہ ، کب ہو ، کہاں ہو، دھا کہ اب تک ہو چکا ہوتا ، لوگ گلی بازاروں میں سروں پر کفن پہنے وطن کا پہرہ دے رہ ہوتے ۔ خاکی وردیوں کو چوم رہے ہوتے ، بوہری بازار وال میں سروں پر کفن پہنے وطن کا پہرہ دے رہے ہوتے ، بوہری بازار میں منڈی ، شاد مان مارکیٹ اور راجہ بازار میں بھارتی سامان کی چاد کہ رہی ہوتی ، بوہری بازار ، اکبری منڈی ، شاد مان مارکیٹ اور راجہ بازار میں بھارتی سامان کی چاد کہ رہی ہوتی ۔

حکومت کی بے عملی دی کھر بلوچتان کے نوجوانوں نے ایک فو کر طیارہ اور اڑ تمیں مسافر ہائی جیک کرلیا جائے اور کر لئے۔باجپائی کے منتی زیادہ ہوشیار تھے،انہوں نے کوشش کی کہ پورا پاکتان ہائی جیک کرلیا جائے اور 14 کرڑو پاکتانی عوام کر بر غمال بنالیا جائے۔بلوچتان کے نوجوانوں کا خام منصوبہ فوج کے کمانڈوز نے ناکام بنادیا۔باجپائی کے منشیوں کی خام خیالی آرمی چیف کی فرض شناسی اور مستعدی نے مسل ڈالی ہے۔ پاکتان دھا کہ کرتا ہے یا نہیں ،اب بیسوال اور بحث صدیوں پیچھے چلی گئی ہے۔آرمی چیف پر پوری طرح واضح ہے کہ آئندہ کیا چیلنے در پیش ہے۔باجپائی دھا کہ تو کر چکا ہے۔اب اس نے شمیر پر قبضہ کرنا ہے اور یا کتان آرمی بفضلہ وہ پہلی اور آخری طاقت ہے جو باجپائی ،ایڈوانی ،فرغینڈ ایس ،بال ٹھا کرے اور ان کے منشیوں کے مذموم عزائم کو ناکام بنانے کیلئے پوری طرح تیار ہے۔بھارت اپنی تاہی کو دعوت دینا

ڈرانے والے ڈرارہے ہیں کہ بھارت بڑی طافت ہے۔ خبر دار کررہے ہیں کہ وہ پاکستان کو کھا جائے گا، ہڑپ کرلے گا، ہزارسال کی غلامی کا بدلہ لے لے گا،کین جزل جہا نگیر کرامت جو خالد بن ولید ،محمد بن قاسم ، طارق بن زیاد ،عقبہ بن نافع ،صلاح الدین ایو بی ،شہاب الدین غوری اورمحمود غزنوی کی روایا ت کا

عابہتا ہے، تو آگے بڑھے اور اسلام کے سرفروشوں سے مکر لینے کی حماقت کرے۔

امین ہے، اب کنٹرول لائن پرمور چہزن ہے۔ بھارت کے پاس ایس کوئی طاقت نہیں جوان روایات کوروند سکے، نہ باجپائی، ایڈوانی، بال ٹھاکر ہے اور نہ فرنینڈ لیس اور ان کے گماشتوں اور منشیوں کے بس میں ہے کہ وہ ایک جہانگیر کرامت ہیں اور ہرایک کو یقین ہے کہ بھارت کا ہندو برزدل ہے، ہم اس پر ایک ہزار برس تک حکومت کر چکے ہیں اور اگر اس ہندو نے کوئی نیا پڑگالیا توا گلے ایک ہزار سال تک غلامی اس کا مقدر بن جائے گی، انشااللہ فیصلہ ہندو نے کرنا ہے، وہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے، اپنے منشیوں پر فیصلہ نہ چھوڑے۔ (30 مئی 1998)

حيات جاوداني كالمحه

ایک باغیرت قوم نے ایک باغیرت راسته اختیار کیا ہے۔

کچھففتھ کالمسٹوں نے بے غیرتی کا راستہ دکھانے کیلئے پورا زور لگا یا تھا ،کیکن یا کستان ایک باغیر ت، باوقار ملک تھا، یا کستانی قوم نے اب تک ملکی غیرت اور ملی وقار کوقائم رکھنے میں کسی کوتا ہی کا مظاہر ہنہیں کیا تھا۔انڈیاکے پانچے ایٹمی دھا کے، یا کتان کی غیرت اور ملی وقار کے لئے تنگین چیکنج ثابت ہوئے ، یا کتان کو ثابت کرناتھا کہ وہ اپنی غیرت، اپنی آزادی، اپنی سلامتی اور اپنے وقار پر کوئی سودے بازی نہیں کرسکتا۔ کیکن افسوس! کہ ایک''وصولی گروپ' نے سراٹھایا ،وہ چلانے لگا،''دھا کہنہیں،مال بناؤ ،وصولی کرو، بریف کیس سمیٹؤ'۔ پورے پندرہ دن تک اس وصولی گروپ نے وہ دھاچوکڑی مجائی کہ خدا کی پناہ ، یا کتانی قوم کوسو چنے پر مجبور کر دیا تھا کہ شاید قائد اعظم نے یا کتان بنا کر غلطی کی تھی ،انگریز اور ہندو کے خلاف ہمارے اسلاف نے قربانیاں دی تھیں وہ شایدا کارت چکی گئیں،مشرقی پنجاب میں ہماری ماؤں ، بہنوں کی عصمتوں کولوٹا گیا،ان کو بھلا دیا جائے ، ننھے بچوں کوسکینوں سے ذبح کر دیا گیا،ان کے معصوم خون کو ضا لَع سمجھا ھائے ، گویاخون صد ہزارانجم سے پھوٹنے والی سحر کی بات محض سراب تھی۔دھا کہ ہیں'' مال بناؤ'' ٹولے نے اس پربسنہیں کی ، وہ قوم کو بے غیرتی کی آخری حدیں یار کرانے پر تلا بیٹھا تھا ،کشمیر میں باحیا ، باصفا پاکستانی خواتین کی عصمتیں لٹ رہی ہیں۔ پھول سے جگر گوشوں کے مکڑے کئے جارہے ہیں، ہٹلر نے یہود یوں کی نسلی کشی کی یانہیں الیکن ہندو نے کشمیری مسلمانوں کی نسل مٹانے کیلئے سفا کی اور نہیمیت کا بازار گرم کرنے میں کوئی کسرنہیں چھوڑی '' دھا کنہیں ، مال بناؤ'' ٹولہ جا ہتا تھا کہ ہم کشمیری عفت مآب خوا تین کی لٹی ہوئی عصمتوں اور چناروں کی وادی میں بہنے والے جوال گرم خون کی تجارت کر گزریں....! خدا کیشم! بیڑو لہ بھول گیا تھا کہ عصمت اورخون کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ،کوئی بےغیرت سے بےغیرت

قوم بھی عصمت اورخون کی قیمت وصول کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی ، پاکستانی قوم کی غیرت اس سودے بازی کے لئے کیوں کرتیار ہوسکتی تھی۔

پاکستانی قوم نے غیرت اور حمیت کا راستہ نہ چھوڑ نا تھا اور نہ چھوڑا، پاکستان کے سامنے اس کے سواکوئی راستہ کھلانہیں رہ گیا تھا،سو پاکستان اسی راستے پرآگے بڑھا، مال بناؤگروپ ملعون اور مردود کھہرا۔ تاریخ اور آنے والی نسل اس پر ہزارنفرین کہتی رہے گی!

جمعرات28 مئی 1998ء کی سہ پہر کی اس ساعت سعید کوسلام، جب بلوچستان کے پہاڑوں میں پانچ اپٹم بم پھٹے، پوری قوم کے دلوں کی دھڑکن تیز ہوگئ، گھر گھر مبار کباد کا شور گونجا، پاکستان زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگے، قوموں کی برادری میں ہم سر بلندو باوقار گھہرے، سقوط بغدا داور سقوط غرنا طہ کا انتقام لے لیا گیا، سقوط اسلام آباد کا جا فکیائی ہندوخواب چکنا چور کر دیا گیا۔

زندہ تو میں زندہ فیصلے کرتی ہیں،حوصلہ مند قیادت حوصلوں کا کوہ گراں ثابت ہوتی ہے، قائداعظم کا حوصلہ تو محاورہ تھا ہی۔اب تو نواز شریف نے بھی باحوصلہ اقدام کر کے اپنے آپ کوتاری میں زندہ بنالیا ہے۔وزیر اعظم کی تقریر ججی تلی تھی ،قوم ہمہ تن گوش تھی ، دوست اور دشمن یکسال طور پرنواز شریف کے ایک ایک نقطہ پر زندہ باد کے نعرے لگارہے تھے۔

آج اس تاریخی کھے پرقوم اپنے ہیروڈ اکٹر عبدالقدیر خال کے سامنے سلام عقیدت سے مئووب جھی ہوئی ہے، قوم اپنے جو ہری سائنس دانوں کی پوری ٹیم کی ممنون ہے۔ آج کوئی دوست اور دشمن ذوالفقار علی بھٹو کو کھولنا بھی چاہے تو نہیں بھلاسکتا۔ اس نے بھارت کے نیوکلیئر چیلنے کا جواب دینے کا فیصلہ کیا تھا اور اسی فیصلے کی پاداش میں اسے بھائسی چڑھنا پڑھا۔ کوئی دوست اور دشمن آج جزل ضیاء الحق کو بھولنا چاہے تو نہیں بھلاسکتا کہ اس نے سپر طاقتوں کی رعونت اور دھونس کو پر کاہ کے برابر بھی اہمیت نہ دیاورا یمٹی پروگرام کواس کی منطقی منزل سے ہمکنار کیا۔ اسی کی یا داش میں اسے طیارے میں زندہ جلا دیا گیا۔

ہمٹواورضیاءالحق کے سارے پیروکارجوایک دوسرے سے دوعشروں سے سرٹکرارہے ہیں،کیاوہ آج کے دن باہم شیروشکر ہونے کو تیار نہیں ہوں گے۔ان کو یہ بات سمجھنے میں مزیدایک لمحہ کی تاخیراورغلطی نہیں کرنی چاہئے کہ بھٹواورضیاءالحق کوایک دوسرے کے بالمقابل لاکھڑا کرنے والی سامراجی قوتیں ہمیں تقسیم کر کے کیا حاصل کرنا چاہتی تھیں۔

آئے آج ہم سب ایک قہقہہ لگا ئیں اوراپنی باہمی دشمنیوں ، دلی کدورتوں اور منا فرتوں کوایک دوسرے سے بغل گیر ہوکرختم کرڈالیں۔

غلام اسحاق خان اور فاروق لغاری کوبھی ایٹمی پروگرام کے تحفظ کے مقدس مشن کو برقر ارر کھنے کی پاداش میں ایوان صدر سے بے تو قیر کر کے دخصت کیا گیا، آج قوم ان کے لاز وال کر دار کا بھی اعتراف کرتی ہے۔

آئے آج کے زندہ لمحے میں جینا سیکھیں، یہ لمحہ ہمیں حیات جاودانی کی نوید دے رہا ہے۔ جن قوموں نے نہمرنے کی فتم کھائی ہو، وہ مٹ کر بھی نہیں مرتیں۔ پاکستانی قوم تو اللہ کے سائے میں ہے۔ کالی کملی والے ک دعاؤں سے اس کو مثانا آسان نہیں ہندولالہ اپنے دل سے یہ خیال نکال سے بلکہ اپنی خیر منائے ۔۔۔ خبر دار!

اورخبر دار کہایٹمی دھاکے سے قوم کو جوالوہی اور والہانہ خوشی ہوئی ہے، پاکتان کے درود بوارجس مسرت سے جھوم جھوم اٹھے ہیں ، اب حکومتی انتظامیہ ایمر جنسی کے نفاذ سے ان خوشیوں میں زہر گھولنے کی کوشش نہ کرے۔ ہمارے ایٹم بموں سے انڈیا کے ہندو کو بدحواس ہونا جاہئے اور وہ ان سے بوکھلا کررہ گیا ہے۔ان بمول سے پاکستانی قوم کوحوصلہ اور اعتماد ملنا جا ہے تھا جواسے ل گیا ہے، کیکن ایمر جنسی کا نفاذ شدید بو کھلا ہث، پر لے درجے کی حواس باختگی اور سراسیمگی کا غماز ہے۔ بم ہندو کے لئے چلے ہیں، یا کستانی عوام پڑہیں گرنے عامئیں ۔عوام نے بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا تھا۔وہ اب بھی''صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول میں ہے۔ بس'' کی روایات دہرا سکتے ہیں۔ان کوکسی جبر کا نشانہ بنانا دانش مندی نہیں نواز شریف کوغلط مشیروں نے گھیرلیا ہے۔نوازشریف ان سے باہر کلیں اور قوم سے براہ راست قربانی کی اپیل کریں۔زیرو پوائٹ، تمینٹی چوک ،مسجدشہدااورمزار قائداعظم کےسامنے جا در پھیلا دیں ،تولوگ سب کچھ نچھاورکردیں گے۔سی بی آ رکو لوٹ کھسوٹ اور حکومتی افسرشاہی کے اللے تللوں کے لئے ان کے پاس کچھنہیں بچاء، جاؤبابامعاف کرو،قوم کودھا کوں سے جوخوشی ملی ہے، وہ ایک دن کے لیے تو قائم رہنے دواوراب غزنوی ،ابدالی اور شاہین میزائل کے تجربوں نے قوم کی حجھولی خوشیوں کی دولت سے مالا مال کر دی ہے۔اے میری قوم!اس قوم کی خالی حجھولی بھی بھردے تا کہ سی سرتاج کوسرتاج عزیز بننے کا موقع نہ ملے۔

پاکستان کوکسی ایمرجنسی کا سامنانہیں ،کسی کو ہماری طرف میلی آئکھ سے دیکھنے کی جرات نہیں ۔ہمیں جلد بازی میں کسی بوکھلا ہٹ کا شکارنہیں ہونا جا ہئے۔اس لئے نواز شریف کو بیمشورے نہ دو کہ'' نواز شریف کے ہاتھ مضبوط کرو''۔مضبوط پاکتان کو ہونا ہے،مضبوط پاکتانی قوم کو ہونا چاہئے۔کسی ذات کو مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی تو پاکتان کو نقصان کینچے گا اور ذات تو گھاٹے میں ہی رہے گی۔ پاکتان کو مضبوط کیا گیا تو کسی کی ذات سے دیکھنے ،کسی کی ذات سے دیکھنے ،کسی کی ذات سے دیکھنے ،کسی کی ذات میں سمیٹنے کی ہرگز ہرگز کوشش نہ کی جائے فوری اور ایٹم بموں کے پانچے دھا کوں کے بعد ابدالی ، غزنوی ،شاہین کے تجربے نے حیات جاوداں اور حیات جاں افزا کے کھات کو امر بنادیا ہے۔

یہ امر کمھے قوم کو مبارک ، نواز شریف کو مبارک ، فوج اور آرمی چیف کو مبارک اور قوم کے ہیروڈ اکٹر عبد القد ریخاں کو مبارک اور قوم کے ہیروڈ اکٹر عبد القد ریخاں کو مبارک !!!

(5 جولا كى 1998)

ایٹمی قائداعظم اورالفاظ کی دہشت گردی

یارلوگوں نے بہت زورلگایا کہ یا کستان ایٹمی دھا کہ نہ کرے کیکن یا کستانی قوم کےسامنےان کی دال نہ کلی، دھا کہ ہوگیا ہے۔ پاکستانی قوم سرخروکھہری اور دھا کہ مخالف ٹولہ سر بخاک ہوا۔اب بیرٹولہ ایٹم بم کوتو گالی دینے کی ہمت نہیں رکھتا سواپنا غصہ اور کینہ نکالنے کیلئے قدیر خان کے خلاف بولنا شروع کر دیا ہے۔ یا کستان کے''ایٹمی قائداعظم'' کی بے تو قیری کا سلسلہ چل نکلا ہے۔شکر ہے اس ٹو لے نے بیٹہیں کہہ دیا کہ قد ریناں نے اگر کوئی ایٹم بم بنایا تھا تو اس نے عبدالکلام کو دے دیا ہے۔ زبانیں جب کمبی ہو جائیں تو پھر انکشافات کی کوئی حدنہیں ہوتی ۔اس ٹولے کی کوشش بیہ ہے کہ پاکستانی قوم کی وہ خوشی اورسرشاری غارت کر دے جو یانچ ایٹمی دھاکوں سے یکلخت ملی ہے۔ بیخوشی آسانوں سے اتری ہے اور فرشتے غول درغول یا کستانی قوم کومبار کباد دے رہے ہیں لیکن ایک نامہر بان ٹولہاس کوشش میں ہے کہایی درقطعی حچھوڑ وجس سے دشمنان پاکستان کومتمتع ہونے کا موقع ملے۔سویہ بحث چھیڑ دی گئی کہ قند سرخاں اوراس کی کہو ٹیریسرچ لیبارٹریز کا پٹم بم کی تیاری ہے کوئی تعلق نہیں۔ایسی دلیل تو بغداد کے ماہرین منطق کوبھی نہ سوجھی ہوگی جب وہ کوا حلال ہے یا حرام کےسلسلے میں نکتہ آفرینی کررہے تھے۔کہوٹہ کے بارے میں دور کی کوڑی لانے والے اس ٹولے سے کوئی یو چھے کہ آپ جناب نے بھی عالم اسلام کے اس نا قابل تسخیر قلعے کی زیارت کی ہے، ویسے مجھے یقین ہے کہ خدانے ان کی قسمت میں کہویہ کی زیارت نہیں کھی۔کہویہ کے ذکر سے چڑنے والے ٹولے سے پوچھنا جا ہتا ہوں کہ اگر مضبوط چٹانوں میں گھرے ہوئے اس مقام پر ایٹم بمنہیں بنیا تو کیا اسرائیلی اور بھارتی طیارے یہاں صندل اور با دام کے شربتوں کی بوتلوں کا گودام تباہ کرنے کیلئے پرتو لتے رہے۔ آج یکا یک قوم کو بتایا جار ہاہے کہ ایٹمی توانائی کمیشن میں بم بنالیکن اس دفتر مبارک کوتو کسی نے آج تک غلیل کا نشنہ لینے کا بھی نہیں سوجا۔ کہا جا رہے کہ دنیا کے ایٹمی سائنسدان تو شہرت پسندنہیں ہوتے کیکن

جناب قد ریفان پلیٹی کے پیچے بھا گئے ہیں۔ان کہنے والوں سے کوئی پو چھے کہ آپ نے جوائیٹی سائنسدان پیش کیا ہے کیااس کا استقبال نہیں کرایا گیا؟ کیا گلدستے اس پیش کیا ہے کیااس کا استقبال نہیں کرایا گیا؟ کیا گلدستے اس پر نچھا ورنہیں کیے گئے؟ کیا اخبارات اور ٹی وی میں اس کی تصویر نہیں چھپی؟ جیرت کی بات ہے کہ عبدالکلام کے مسلمان ہونے کے گن یہاں گائے جارہے ہیں اور وہ بھی تو ایک ایٹمی سائنسدان ہے ،کوئی کالم نویس نہیں ،نہ ٹی وی کا فونکاریا تجزید نگارہے کہ روز اخبارات اور ٹی وی پراس کی تصویر جلوہ گئن ہوتی رہے۔

قصہ بیہ ہے کہ 47ء میں برصغیر کی تقسیم محض بھارت اور پاکستان کی شکل میں ہوئی تھی۔ اس تقسم کے باوجود ہندوانڈ یا اور مسلم انڈیا کی تقسیم عمل میں نہیں آسکی۔ بھارت میں ایک بہت بڑا اور توانا مسلم انڈیا آج بھی موجود ہے اور پاکستان میں ہندوانڈ یا گھسا ہوا ہے۔ 65ء کی جنگ کی کالی راتوں میں مصطفیٰ علی ہمدانی ریڈیو پاکستان سے للکارا کرتا تھا:'' خبردار! وشمن نے چھاتہ بردارا تاردیئے ہیں، ان گھس پیٹھیوں کو کونے کھدروں سے تلاش کر کے کچل دو' اور میں نے بیہ منظرد یکھا تھا کہ دیہات کی عورتیں کپڑے دھونے والے ''قمائے' اوراوکھلی میں چلانے والے''موسلے'' لے کرجھاڑیوں میں گھس گئے تھیں۔

آج ہمیں پھرای قدر چوکنااور ہوشیار ہونے کی ضرورت ہے۔ پہلے 65ء میں ہوگھس ہیٹھے جھاڑیوں اور کونوں کھدروں میں دیکے ہوئے تھے، آج وہ کھلے عام دند نار ہے ہیں اوران کی یہ ہمت ہے کہ وہ پاکستان کی بات کرنے والوں کو' باجپائی'' قرار دیتے ہیں۔ ان کی ، منطق کی جسارت سیہ کہ وہ کہتے ہیں' بھارت میں بی ہے جہ اور پاکستان میں حزب خالف کے سیاستدان ایٹی دھا کہ کے حق میں ہیں'۔ ان کا کہنے کا مطلب سیہ ہے کہ وطن کی بات کرنے والوں کو دعمن کا ایجنٹ ثابت کر دیا جائے۔ یہ کام کوئی نیا نہیں۔ 71-70ء میں اس ٹولے نے مشرقی پاکستان کی مسلم آبادی کو اندرا گاندھی اور کلکتے کا ایجنٹ قرار دی کر پاکستان کو دولخت کر دیا تھا۔ اب پاکستان کی مسلم آبادی کو اندرا گاندھی اور کلکتے کا ایجنٹ قرار دی کر پاکستان کو دولخت کر دیا تھا۔ اب پاکستان کی مسلم آبادی ان چالوں کو اچھی طرح بہچانتی ہے اور رہ کعبہ کی قتم! اب پاکستان میں اس کمھے پیدا ہونے والا بچے بھی ہے جزم کے کرد نیا میں آرہا ہے کہ انشاء اللہ پاکستان کا بال بریا نہیں ہونے دے گا۔ وہ دن گئے جب ان بچوں کو ماؤں کی گوداور چھا تیوں سے تھیدٹ کرسکگینوں پر اچھال دیا گیا تھا۔ آج سے کا دور دی کا دور تھا تیوں سے تھیدٹ کرسکگینوں پر اچھال دیا گیا تھا۔ آج سے کہ ورزم بیں ہوتی ہے کیکن کر دوری دکھانے کا مطلب سے ہے کہ آئے ہمیں پاؤں کے نئے کہل اور مسل دو۔ آج ہم کمز ورزم بین ہیں اور ہم دنیا ہونے ہم کمز ورزم بین ہیں اور ہم دنیا ہے ہے کہ کہ کو ہمیں پاؤں کے نگان لرزہ کر دینا چا ہے جنہوں نے کسری کے نگان لرزہ کیا تھا۔ جنہوں نے کسری کی کٹائن لرزہ کیا تھا۔ جنہوں نے کسری کے کٹائن لرزہ کو دو خوت دی کا مطلب سے ہیں کہ یہ ہم ہی تھے جنہوں نے قیصر دوم کو تارائ کیا تھا۔ جنہوں نے کسری کے کٹائن لرزہ کی کو دور کو تارائ کیا تھا۔ جنہوں نے کسری کے کٹائن کر دوری کو دیا جائے جنہوں نے کسری کٹائن کی کٹائن کر دینا چار کے کٹائن کر دوری کو کاری کے کٹائن کر دیا جائے ہے کہ کو کٹائن کر دینا چا ہے جنہوں نے کسری کے کٹائن کر دوری کے کہ کو کٹائن کے دوری کے کہ کو کٹائن کر دوری کیا کہ کو کٹائن کر دوری کے کہ کو کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کی کٹائن کر کٹائن کیا تھا کے بیاتھ کے کہ کو کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کی کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کیوں کے کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کیا کو کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کیا کو کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کر کٹائن کر کٹائن ک

براندام کردیئے تھےاور بیہ بات میں پہلےلکھ چکا ہوں کہ ہندوکو ہم نے ایک ہزارسال تک محکوم بنائے رکھا ہے اوراگروہ اپنی خیر جا ہتا ہے تو ہم سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے۔ ہندوا نڈیا بقائے باہمی پر چلنا سیکھے۔خود جینا جا ہتا ہے تومسلم انڈیا کو جینے دے۔ کشمیری خواتین کی آبروریزی بند کرے بشمیری مسلمانوں کی نسل کشی کا خیال دل سے نکا۔ل دے۔اسلام آبا د کونئ دہلی اوراس کی فوج کے رویئے پر گہری نظر رکھنی جا ہے اورا گراس رویئے میں اصلاح کے آثار نظرنہ آئیں تو پھر جو ہم تجربوں سے پچ گئے خواہ وہ قدیر خال نے بنائے ہیں یا ثمر مبارک مندنے،ان کوغوری کی ٹو پیوں پر چڑھا دے۔ایٹم بم،ایٹم بم ہی ہوتے ہیں،خواہ قدریاں کے ہاتھ کے ہے ہوں یا مبارک مند کے کمیشن میں تیار ہوئے ہیں۔ان ایٹم بموں کی ہیبت اور تناہی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہندوا نڈیا کا کچومر نکالنے کیلئے بیکا فی ہیں۔ابھی توان بموں کا تجربہ ہواہے اور سرحد کے دونوں جانب ہندوانڈیا کے اوسان خطا ہو گئے ہیں جس دن ان کا ٹر گیر دبا دیا گیاتو پھر'' تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں'' کیکن آیئے اس وقت کے آنے سے پہلے جینے کا ڈھنگ سیکھیں ،کوشش تو کر کے دیکھیں۔ جناب ڈاکٹر شمر مبارک مند! بم آپ نے تیار کیے ہیں تو میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔جو کریڈٹ آپ کا ہےوہ کوئی آپ سے چھین نہیں سکتا اور جو بم آپ نے قوم کی نذر کیے ہیں ، وہ قوم کی آبرو ہیں ، وہ ملک کیلئے ثمر مند ہیں۔آپ نے یہ بم ہندوا نڈیا کو ڈرانے کیلئے بنائے ہیں،کوئی ان بموں کا رخ قد ریے خاں کی طرف نہموڑے مسلم انڈیا کا ایک محسن قائد اعظم ہے اور ان کے بعد قدیر خان کوخدانے عزت عطاکی ہے۔ جوعزت آپ کے حصے میں آئی ہے، وہ کوئی آپ سے نہیں چھین سکتا۔

یمی کہ اس نے پاکتان کے ایٹمی پروگرام کی بنیا در کھی۔ ساری دنیا کی مخالفت ایک طرف اور قدیر خان اور اس کے خدا کی خدائی ایک طرف، اس قدیر خال نے وہ راہیں روشن کیس جو شمر مبارک مند کو چاغی کے پہاڑوں کی طرف انگلی پکڑ کر لے گئیں ور نہ چاغی کے لنڈ منڈ پہاڑتو پہلے بھی اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔ بیتب کسی کونظر کیوں نہ آئے۔قدیر خال مقدس گناہ نہ کرتا تو چاغی کے پہاڑوں کا رنگ تبدیل ہونے کی نوبت نہ آتی۔ ڈاکٹر قدیر بڑے دل گردے والاسائنسدان لگتاہے، وہ اپنے خلاف طعن اور تشنیع ہمیشہ برداشت کرتا آیا ہے، اب بھی الفاظ کی دہشت گردی کو خندہ پیشانی سے سہد لے۔خدا کرے وہ اپنی دھن میں مست رہاور پاکستان کیلئے اپنا پرانا گناہ کرتا رہے، کسی کے پیٹ میں مروڑ اٹھتا ہے تو اٹھتا رہے۔ …… آخرایٹم بم کی اتن سی بھی دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کی اتن سی سے بھی دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کی اتن سی بھی دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کی این سی اللہ کھی دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کی این سی اللہ کو این سی کے بعث میں مروڑ اٹھتا ہے تو اٹھتا رہے۔ …… آخرایٹم بم کی این سی میں دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کی این سی اللہ کھی دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کی این سی اللہ کھی دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کی این سی دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کی این سی دہشت نہ ہوتو پھرییا بیٹم بم کیسا!!! (3 جون 1998)

اب يا بھىنہيں (1)

وزیراعظم کوجس کسی نے ٹی وی پر فی البدیہ خطاب کا مشورہ دیااس سے بڑاان کا نادان دوست اور کون ہوگا،میاں نواز شریف کے لیے کھی ہوئی تقریر پڑھنامشکل ہے، کجاان سے بیتو قع وابستہ کر لی جائے کہ وہ بہادری کا مظاہرہ کریں،خوداعتمادی سے کام لیس اور اپنے ذہن اور ہونٹوں سے بولنے کی کوشش کریں۔ایسا مشورہ دینے والے کسی دن ٹی وی پر فی البدیہہ بول کرد مکھ لیس،ان کا پیتہ یانی ہوجائے گا۔

وزیراعظم کوغلطمشورہ دے کرمشکل میں ڈال کران صلاح کارول کوکیا ملایہ تو وہی بہتر جانے ہیں البتہ قوم
کوشدید مایوی ہوئی۔عوام تواپ لیڈرکو پوجتے ہیں لیکن جب وہ دیکھیں گے کہان کالیڈرالفاظ کی تلاش میں
کنت کا شکار ہوگیا ہے۔ تو ظاہر ہے ان کا بھی بت پاش پاش ہوجا تا ہے۔ میرا لکھنے کا مقصدیہ بھی نہیں کہ
وزیراعظم کے لیے سی بھی جگہ فی البدیہ بولنا دشواریا ناممکن ہے، اگران کے سامنے لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا
سمندرموجود ہوتو پھرمیاں صاحب کی جولانی طبع دیکھنے کے لیے لائق ہوتی ہے، ان کا چہرہ تمتما جاتا ہے، وہ
مٹھیاں جھنچ کراپی ہر بات کو بڑی مہارت سے اگلتے ہیں اور چندلمحول کے لیے مجمع کو قابو میں کر لیتے ہیں۔
لیکن ٹی وی کیمروں کو گھور کرروانی سے بولنا اور مضبوط اور مربوط گفتگو کرنا ایک کارے داردوالا معاملہ ہے،
بہتر ہوگا میاں صاحب اپنے اردگرد کے مثیروں کی سازش سے ہوشیار رہیں اور آئندہ اس امتحان میں پڑنے
سے گریز کریں۔

میاں صاحب کے خطاب کی دوسری خرابی بیتھی کہ اس کا سرے سے کوئی موضوع نہیں تھا، حکومت اس وقت ایک تھسی پٹی رٹ لگا رہی ہے۔ بدحکومتی کو چھپانے کے کئی بہانے ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے کامیاب بیہ کے کئی بہانے ہوتے ہیں۔ ان میں سب سے کامیاب بیہ کہ سابل کا ذمہ دار اپنے مخالفین کو تھہرا دیں۔ پبلک کو بیوتوف بنانے کا کبھی بیکا میاب ہتھیار ہوا کرتا تھا اور میاں صاحب کے تقریر نویس اور صلاح

کاراس زنگ آلوداور کند ہتھیارکو ہر باراستعال کرنے پر تلے نظر آتے ہیں۔ انہیں بیاحساس نہیں کہ عوامی شعور میں تبدیلی واقع ہو چکی ہے اور انہیں ان ہتھکنڈوں سے بے وقوف بنانا آسان نہیں رہا۔ بلکہ الٹالیڈر کی بھد اڑتی ہے اوراس کا وقار مجروح ہوتا ہے۔

میاں صاحب کی تقریر کا ایک مثبت پہلوا ور مقصد ضرور شمجھ میں آتا ہے اور وہ یہ کہ وہ بیظا ہر کرنا چاہتے تھے کہ وہ اپنی حالیہ ٹرم کے ابتدائی پندرہ مہینوں کے سولہویں دورے سے واپس آگئے ہیں اور چندروز بعد ستر ہویں دورے پر جانے سے پہلے قوم کو اپنی ایک جھلک دکھانا چاہتے تھے۔ بینظیر بھٹونے کرپشن کی تھی یا نہیں، آصف زرداری نے کتنی لوٹ مارکی، بعض معمولی گریڈ کے افسران کے لاکروں سے کیا لکلا۔ تھرمل منصوب لگانے والوں نے کس کو کتنی رشوت دی۔ یہ معاملات عدالتوں میں پیش کرنے اور ثابت کرنے کے لیے تو ہوسکتے ہیں ان پرٹی وی شوسے میڈیا وارکو تندو تیز بنانا مقصود تھا تو یہ مقصد حکومت کو حاصل ہو گیا۔ قوم یقینا اس بخار میں مبتلا ہوگئی۔

کوئی شخص میاں صاحب کی اس رائے سے انفاق کرنے کو تیار نہ ہو کہ انصاف کا نظام اور عمل پیچیدہ ہے،
وکیل موشکا فیاں پیدا کر کے کیس لاکا دیتے ہیں۔ میاں صاحب کو ہمیشہ انصاف ملا۔ اور چند ہفتوں کے اندر اندر ملا۔
بجانب نہیں ، قوم کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ میاں صاحب کو ہمیشہ انصاف ملا اور گزشتہ دسمبر میں جب چند دن
معاملہ حکومت کی معزولی کا ہویا کوئی اور میاں صاحب کو تیز رفتار انصاف ملا اور گزشتہ دسمبر میں جب چند دن
کے لیے انصاف طنے میں تاخیر یار کا و نظر آئی تو سپر یم کورٹ پر دھاوے پر منظر دیکھنے میں آیا۔ اور بالاخر
چیفہ جسٹس آف پاکستان کو گھر بھیج کر مقصد پورا کر لیا گیا۔ یہ چند واقعات ہیں ، عدلیہ کی تاری آئی لیے واقعات
سے ائی پڑی ہے۔ اس لیے میاں نواز شریف کو عدلیہ سے گلانہیں ہونا چا ہے کہ انصاف کا عمل لمباہے۔ میاں
صاحب کی تقریر میں جس کسی نے یہ جملے ڈالے اس نے بڑی خوبصور تی سے میاں صاحب کو تقید کا نشانہ بنے
کا بہانہ پیدا کیا۔ میاں صاحب کی تقریر میں اگر پچھ نہیں ڈالا گیا تو اس کا مقصد بھی یہ ثابت کرنا ہے کہ
وزیاعظم کو ملک قوم اور وقت کے علین ترین مسئلے کا نہ احساس ہے نہ وہ اس کی پیش بنی کی صلاحیت رکھتے
ہیں۔

میاں صاحب کے تقریر نولیس اور صلاح کاراس ملک کے وزیرِ اعظم کو یا تو جان بو جھ کر ہوا میں معلق رکھنا چاہتے ہیں یہ پھریہ ظاہر ہوتا ہے کہ صلاح کارخو دبھی مستقبل بینی کی صلاحیت سے عاری ہیں۔ایک ایسے وقت میں جب بھارت میں بی ہے پی کی حکومت قائم ہے، جس کا قوم سے وعدہ ہے کہ وہ بھارت کو ایٹی طاقت بنائے گی اور پاکستان غوری میزائل کا تجربہ کرکے بھارت کو جواب دے چکا ہوتو اس کے بعد حکومت پاکستان کے چوٹی کے صلاح کاروں اور پالیسی سازوں کا خواب خرگوش میں محو ہوجانا باعث تعجب ہے۔ کیا ایسا جان بوجھ کر کیا گیا یا اس سے حکومتی ٹولے کی صلاحیتوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ معاملہ کچھ بھی ہوتوم و ملک کو بخو بی اندازہ ہو گیا ہے کہ ان کی قسمت محفوظ نہیں ہے۔

جس حکومت کی ساری انر جی سیاسی مخالفین کو شکنج میں کئے کے لیے وقف ہو، وہ قومی سلامتی کو در پیش خطرات سے خمٹنے کے لیے کیا وقت نکالے گی۔لیکن ایک ایسے لمحے میں جب کسی گاڑی کا ڈرائیور نا تجربہ کاری کے باعث مسافروں کی زندگی خطرے میں ڈال چکا ہوتو کیا اس وقت ڈرائیورکوچھوڑ کرمسافراپنی جان بچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں جواب ناں میں ہے۔میرے خیال میں اس وقت قومی قیادت کو مطمئن کرنے میں وقت ضائع کرنے سے بات نہیں ہے گی۔

ہمیں قومی سلامتی کے حوالے سے نازک موڑ پراپنے حواس پر قابو پا ناچا ہے لیکن بھارت کے ایک ساتھ تین ایٹی دھاکوں نے ہمیں علاقے میں بونا بنا کرر کھ دیا ہے۔ بھارت نے تو دنیا کی واحد سپر طاقت کی ڈکٹیشن قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کے اندر مہا بھارت کا جنون اپنے زوروں پر ہے، وہ اندھی طاقت کے بل بوتے پر اب کچھ بھی کرسکتا ہے۔ شاید اسے زیادہ مزاحمت کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ مشرقی پاکستان چند دن کی کارروائی سے الگ کر دیا گیا تھا۔ اس وقت بھارت ایٹی طاقت بھی نہیں تھا۔ آج وہ دنیا کی چھٹی ایٹی طاقت ہے، بھارت کی برسراقتد ارجماعت کے پاس بھاری مینڈیٹ بھی نہیں لیکن وہ اپنے منشور کو مملی طاقت ہے نہیں نہیں کی وہ اپنے منشور کو مملی وزیراعظم تین دھاکوں کا اعلان کرر ہے تھے تو ہمارے وزیراعظم نے اپنے رومل میں غیر معمولی دلچ ہی کا ظہار نہیں کیا۔ قوم اس وقت میاں نواز شریف کی طرف دیکھ وزیراعظم نے اپنے رومل میں غیر معمولی دلچ ہی کا اظہار نہیں کیا۔ قوم اس وقت میاں نواز شریف کی طرف دیکھ وزیراعظم نے اپنے دیک کہ چکا ہوں کہ نواز شریف اپنی ذات کو بحرانوں سے نکالنے کے لیے بڑے سے بڑے سے میں پہلے بھی دلیری سے فیصلے کرنے وہ میاں وقوم کو در پیش خطرات سے نمٹینے کے لیے بھی دلیری سے فیصلے کرنے وہ جابئیں۔ جناب وزیراعظم اب یا بھی نہیں۔ تاریخی فیصلے میں تا خیرکسی ؟(3 مئی 1998)

اب يا بھی نہيں (2)

میں آج کا کالم پاکستان کے نئے میرجعفروں اورصادتوں کی نظرالتفات کیلئے لکھ رہا ہوں۔
بھارت نے 1974ء میں پہلا ایٹمی دھا کہ کیا تھا۔ پاکستان اس وقت 1971ء کے سقوط ڈھا کہ کے
سانحہ تلے کراہ رہا تھالیکن اس دور کے پاکستانی حکمران ذوالفقارعلی بھٹو نے بھارت کے ایٹمی خطرات کو
بھانیتے ہوئے پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کی داغ بیل رکھی۔ بھٹو کا یہ فقرہ ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا
تھا'' ہم گھاس کھا کیں گے کیکن ایٹم بم بنا کیں گئے'۔

بھارت نے پیر 11 مئی 1998ء کو دوسرا، تیسرااور چوتھاا پٹمی دھا کہ کیا ہے۔ پھر دوروز کے وقفے سے 13 مئی کواس نے چوتھااور پانچواں اپٹمی دھا کہ بھی کر دیا ہے۔ پاکستان میں اس وقت حکومت میاں نواز شریف کے ہاتھ میں ہے کہ لیکن قوم کو پچھ پیتہ نہیں کہ آج کی قیادت بھارتی خطرات خمٹنے کیلئے کیا لائح ممل اختیار کرے گی۔

بھارت کے تازہ پانچ ایٹمی دھاکوں پرایک دنیالرزہ براندام ہے۔ بھارت کی ندمت کی جارہی ہے۔ پیخ و پکارجاری ہے۔ ہا کار مجی ہوٹی ہے کیکن ستم ظریفی دیکھئے۔ پاکستان میں میرجعفروں کا ایک ٹولہ قوم کولوری دینے کیلئے سرگرم ہوگیا ہے۔ جعفروصادق ٹولے کی ترجیحات قوم کی ترجیحات سے مکرارہی ہیں۔ امریکہ بھی پاکستان کوصبر مخل کا درس دے رہا ہے اور ہمارے میرجعفراور میرصادق امن امن اور شانتی شانتی کا رٹ لگا رہے ہیں۔ وہ قوم کو برز دلی کا راستہ دکھا رہے ہیں ان کی کوشش ہے کہ ہمارے ذہنوں سے سلطان میسور کا سنہری قول محوم کو ہرز دلی کا راستہ دکھا رہے ہیں ان کی کوشش ہے کہ ہمارے ذہنوں سے سلطان میسور کا سنہری قول محوم کو ہوکررہ جائے" شیر کی ایک دن کی زندگی گیرٹر کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے۔ "ان کی کوشش ہے کہ ہم قرآن کے اس محم کو بھول جائیں" دشمن کے مقابلے میں اپنے گھوڑے تیاررکھو" ان کی کوشش ہے کہ اسلامی تاریخ سے خالد بن ولید" محمد بن قاسم ، طارق بن زیاد ، صلاح الدین ایو بی ، شہاب الدین غوری ، محمود

غزنوی اوراحمد شاہ ابدالی کے نام حذف کردیئے جائیں اوران کا تذکرہ حرف غلط کی طرف مٹاڈ الا جائے ، قوم کوایک سال سے پٹی پڑھائی جار ہی تھی کہ میزائل نہیں منڈی ، اوراب قوم کی آنکھوں پرپٹی ہاندھنے کے لئے اس ٹولے نے اپنا آخری وارکر دیا ہے صبر ، امن اور شانتی!!

قوم بے بسی سے سب کچھن رہی ہے، دیکھرہی ہے اور محسوس کررہی ہے۔ وہ سقوط بغداد، سقوط غرناطہ اور سقوط ڈھا کہ کے انجام سے خوف زدہ ہے۔اسے دلیر، نڈر، بے خوف اور جذبہ جہاد سے سرشار قیادت کی ضرورت ہے کیکن قیادت کی ترجیحات کچھاور ہیں۔وہ اپنے سیاسی مخالفین کا کچومر نکالنے پرتلی ہوئی ہے۔کیا زمانے میں پنینے کی یہی باتیں ہیں۔ضرورت تو پیھی کہ آج قوم یک جان ہوتی۔ایوب خاں جیسے ڈ کٹیٹر نے جب دیکھا کہ بھارت کی ننگی جارحیت نے ملکی سلامتی کوخطرے میں ڈال دیا ہے تواس نے اپوزیشن کی طرف اتحاداور دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔اخبارات میں ایک تصویر چھپی،حکومتی اورا بپوزیشن زعماایک قطار میں کھڑے تھے۔قومی اتفاق رائے کا اس سے شاندار اور قابل فخر مظاہرہ اور کیا ہوسکتا تھا۔ آج یا کستان 65ء سے زیادہ سکین خطرات سے دوحار ہے۔ آج ایک مثالی اور دیریا قومی اتفاق رائے کی ضرورت ہے۔ ہارے درمیان کوئی فاصلہ ہیں، کوئی تفریق نہیں، کوئی دوری نہیں، کوئی کسی کےخون کا پیاسہ ہیں۔ بھارت کے مقابلے میں ہم سب ایک ہیں ، ایک ہیں۔ قائد اعظم کی ولولہ انگیز قیادت نے تحریک یا کستان کے دنوں میں اس اتحاد وا تفاق کی ایک مثالی فضاء پیدا کی تھی۔ ذرانم ہوتو پیمٹی بڑی زرخیز ہے ساقی ۔قوم کواشارہ تو کیا جائے۔اس کے اندراتحاد کی تڑپ موجود ہے اور اگر میاں نواز شریف تاریخ میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو وہ پہل کریں اور تمام قومی زعما کوایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دیں۔ جناب وزیراعظم آ گے بڑھئے۔ دىرمت سيجئے ـ جب قوم اور ملك كى انا كاسوال ہوتو ذاتى اناكيسى!!ا پنے نادان مشيروں ،ميرجعفروں اور بز د لى کا درس دینے والوں کے دائرے سے باہر نکلئے ،قوم اپنی بانہیں آپ کی طرف پھیلائے منتظر کھڑی ہے۔ (14مَیُ 1998)

سقوطِ زيارت

میں نے سقوط ڈھا کہ کا زخم برداشت کیا، تب سوچتاتھا کہ اتنی زندگی باقی نہیں رہ گئی کہ کوئی اور کاری زخم سہ سکول کین پندرہ جون کے ابتدائی لمحات میں میرے قائد کی یا دوں کو بارود سے اڑا دیا گیا، میں اسے سقوط زیارت کے مترادف سمجھتا ہوں۔ میں بیکالم سینے پر پھرر کھر کھر رہا ہوں ، میرے قلم پر تقدیر نے سگین تان رکھی ہے کہ کھو۔۔ زیارت کے کھنڈراوراس کی راکھ کا نوحہ کھو۔۔

یاکتان کا پرچم اہرا تا تھا، وہ ساراسامان جومیر ہے قائد کی یا دوں کا امین تھا، را کھ کا ڈھیر بن گیا، میری تاریخ پاکتان کا پرچم اہرا تا تھا، وہ ساراسامان جومیر ہے قائد کی یا دوں کا امین تھا، را کھ کا ڈھیر بن گیا، میری تاریخ کو بغداد کے حشر سے دو چار کر دیا گیا، غرنا طراور قر طبہ کی طرح اسے یا دوں کے صفحات سے کھرچ دیا گیا۔ عظیم قائد ہمارے درمیان نہیں تھے لیکن وہ دیواریں تو تھیں جو کان لگا کرقائد کے نجے ف ہونٹوں کی لرزش کو سننے کے لیئے بے تاب رہتی تھیں۔وہ بستر تو تھا جسے قائد کے لافانی جسم کو چھونے کا شرف حاصل ہوا تھا۔اور وہ روح افز اجھو نکے بھی اس کی راہداریوں میں اپنے مقدر پر ناز کرتے رقصاں رہتے تھے جو موذی مرض میں مبتلا قائد کو طاقت اور تو انائی بخشتے رہے۔

خاک مدینہ ونجف کے بعد زیارت کی خاک قوم کی آنکھوں کا نورتھی ،اس کی روح کوسر وربخشی تھی۔

زیارت ایک علامت ہے ، ہمارے اقتد اراعلی کی ، ہماری قومی خود مختاری کی ، ہماری آزادی کے احساس

گی۔ بیعلامت ہے ہمارے قائد کی اس بے شل شکش کی جور بیگتی ہوئی بقینی موت کے ساتھان کے وجود میں

بر پا ہوئی۔ بطل حریت کی زندگی کے آخری ایام یہاں بسر ہوئے ہمختر مہ فاطمہ جناح نے زیارت کا ذکر

نمناک آنکھوں سے کیا۔ اپنی کتاب ، میرے بھائی ، میں انہوں نے لکھا:

زیارت کی ریزیڈنسی جہاں ہم کھہرے، ایک پر فضامنظر، پرانی اور دومنزلہ عمارت تھی۔جوایک بلند و ہالا

پہاڑی پرکسی مستعد چوکیدار کی طرح کھڑی تھی۔اس کے لان اور باغ وسیع ہیں جہاں پرندے ہر ضبح نغمہ حمد گاتے ،اور شام کو چپچہاتے ، پھلدار درختوں کا ایک حبصنڈ ،اور پھولوں کے تنختے یہاں کے منظر کی خوبصورتی کو دوبالا کرتے ۔قائداعظم اس کی خاموثی اور دلکشی پرفریفتہ ہوگئے۔

باروداوررا کھی ہوسے اٹی ہوئی زیارت ریذیڈنی کی تاریخ گونگی نہیں، بہری نہیں، اسے یاد ہے کہ کس طرح کھانتے کھانتے ہا کہ جوال ہوجاتے تھے، اکیلی فاطی ان کی دلجوئی کے لیئے ہمہ وقت کوشاں رہتی۔ زیارت ریذیڈنی کی آنکھوں نے دیکھا اور کا نوں نے سنا کہ زس نے قائد کا ٹمپر پچرلیا، قائد نے پوچھا، کتنا ٹمپر پچر ہے۔ نزس نے کہا کہ میں آپ کوئیں، صرف ڈاکٹر کو بتاؤں گی، قائد نے اصرار کیا کہ میں اپنا ٹمپر پچر ہے۔ نزس نے کہا کہ میں آپ کوئیں، صرف ڈاکٹر کو بتاؤں گی، قائد نے اصرار کیا کہ میں اپنا ٹمپر پچر معلوم کرنا چا ہتا ہوں، جھے بتاؤ، نزس اپنے موقف پر ڈٹی رہی: میں صرف ڈاکٹر کو بتانے کی پابند ہوں، آپ کو نہیں، اور وہ کمرے سے چلی گئی تو قائد نے فاطی کو نخاطب کرتے ہوئے کہا اور تاریخ نے اسے اپنے صفحات پر نقش کر لیا: میں اس قتم کے لوگوں کو پہند کرتا ہوں۔ ایسے لوگ جو مصمم ارادہ کے مالک ہوں، اور جو خوفز دہ ہونے سے صاف انکار کر دیں۔

میرے قائد! مجھےافسوں ہے ہم آپ کی بیٹھیجت بھول گئے ،ہم اپنے ارادوں پر قائم نہرہ سکے ،ہم خوف زدہ ہو چکے۔ایک اقلیت کے سامنے ہم نے ہتھیارڈ ال دیئے۔

ا چگزئی کی شہرت ہے کہ وہ جمہوریت پرست ہیں، جس روز ڈاکٹر طاہرالقادری نے دھرنا دے رکھا تھا، نواز شریف نے اپوزیشن رہنماؤں کا اجلاس جاتی امرا میں طلب کیا اور ایک دبنگ اعلامیہ جاری ہوا، جناب ا چکزئی کے لیئے یہ اعلامیہ شاید کائی نہیں تھا۔ انہوں نے یہ کہنا ضروری سمجھا کہ میں جزل کیائی سے جات کروں گا کہ ملک کے ساتھ کائی ہوگئے۔ رہی سہی جھڑاس انہوں نے قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں نکال بات کروں گا کہ ملک کے ساتھ کائی ہوگئے۔ رہی سہی جھڑاس انہوں نے قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں نکال بات کروں گا کہ ملک کے ساتھ کائی ہوگئے۔ رہی سہی جھڑاس انہوں نے تومی اسمبلی کے رکن بن چکے تھے، بہنوئی صوبائی اسمبلی کے رکن بن گئے اور دور شتے دارخوا تین کو انہوں نے صوبائی اسمبلی کی رکنیت بھی دلوادی۔ یہ ہم جمہوریت کا چہرہ جس میں صرف ایک خاندان جھلکتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالما لک کوصوبائی قیادت سونپ دی گئی، ن کیگ نے صوبے سے جان چھڑوالی اور ڈھنڈ ورا یہ پیٹا گیا کہا قتدار کی نہیں، اقدار کی سیاست کرتے ہیں۔ میں حساب کتاب کا ماہز نہیں۔ نہیں بتا سکتا کہ فرزند زمین ڈاکٹر عبدالما لک اور گورنر محمد خاں ا چکزئی میں حساب کتاب کا ماہز نہیں۔ نہیں بتا سکتا کہ فرزند زمین ڈاکٹر عبدالما لک اور گورنر محمد خاں ا چکزئی کے اقتدار سنجالئے کے کئے گھنٹوں بعد قائد اعظم کی زندگی کے آخری کھات کی امانت دار زیارت ریذ ٹیلی کو کے اقتدار سنجالئے کے کئے گھنٹوں بعد قائد انہوں کے آخری کھات کی امانت دار زیارت ریذ ٹیلی کو

باروداورآ گ کے شعلوں کی نذر کیا گیاہے۔

دہشت گردوں کا یہ پیغام مل چکا کہ قائداعظم کا پاکستان قبول نہیں ہے۔

مجھے مشرف کے الفاظ یاد آتے ہیں کہ وہ زمانہ لدگیا جب بلوچ سردار پہاڑوں پر چڑھ کرچھپ جاتے تھے، اب پاک فوج کے پاس وہ آلات ہیں جو پہاڑوں کی جھاڑیوں کے اندرجھا نک سکتے ہیں۔ کیا بیآلات اسی طرح گونگے بہرے اور اندھے ہو گئے ہیں جس طرح ایبٹ آباد پر جارحیت کے دوران امریکہ نے مغربی سرحد پر ہمارے راڈارسٹم کو گونگا، بہرہ اور اندھا کردیا تھا۔

سابق وزیراعظم گیلانی نے شرم الشیخ کانفرنس میں من موہن سنگھ سے احتجاج کیا تھا کہ بلوچستان میں ان کا ملک مداخلت کرر ہاہے، سابق وزیر داخلہ رحمٰن ملک نے چند ماہ پیشتر بھارت کی سرز مین پر کھڑے ہوکر کہا کہ راکے ایجنٹوں نے بلوچستان کوجہنم میں تبدیل کر رکھا ہے۔

مجھے دیکھنا ہے کہ ایم این اےمحمود خال اچکزئی ، ان کے گورنر بننے والے بھائی محمد خال اچکزئی اور قوم پرست وزیراعلیٰ ڈاکٹر عبدالمالک لب کشائی کرتے ہیں تو کیا حقائق سامنے لاتے ہیں۔کیاوہ بھارت کا نام لیں گے جوسقوط ڈھاکہ کامجرم تھا۔ مگرمیرے نزدیک وہی سقوط زیارت کامجرم ہے۔

نے وزیراعظم ، قائداعظم ثانی کوامریکہ نے ڈرون حملوں کی سلامی دی اور بھارت نے زیارت کی را کھ کی سلامی دی۔

زیارت میں ایک بلڈنگ کوئہیں ، ایک نظریے کونشانہ بنایا گیاہے۔

کیا قائداعظم ثانی پہلی فرصت میں قائداعظم کے مزار پرحاضری دیں گےاور قائد کے حضور بیے عہد کریں گے کہ وہ قائد کے ملک اور قائد کے نظریے کے لیئے جان لڑا دیں گے، کیا وہ مصطفیٰ کمال کی طرح قوم سے کہیں گے کہ میں تہہیں لڑنے کانہیں،مرنے کا تھم دیتا ہوں۔

ہر پاکستانی کی جیب میں سورو پے کا نوٹ تو ضرور ہوتا ہے، میری اپیل ہے کہ آج ایک باراس نوٹ کودل کی آئکھوں سے ضرور چومئے۔اس نوٹ کے ایک طرف زیارت ریزیڈنی کی تصویر ہے جو مستقبل میں صرف اسی نوٹ برہی دیکھی جاسکے گی۔

پرندے یہاں ہر صبح نغمہ حمد گاتے تھے، مگر وہاں ایک بلند پہاڑی پر (پاکستان کا) مستعد چوکیداراب نظر نہیں آئے گا۔ (16 جون 2013ء)